www.KitaboSunnat.com

تنویر المرات

شرح

ضیاء القرات

قاری ضیاء الدین احمدؒ

شارح: قاری ابن ضیاء محب الدین احمد

قدیمی کتب خانہ - مقابل آرام باغ - کراچی ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تنویر المراۃ

شرح

ضیاء القراءۃ

قاری ضیاء الدین احمدؒ

شارح: قاری ابن ضیاء محب الدین احمد

www.KitaboSunnat.com

قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی ۱

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
مختصر سوانح حضرت قاری ضیاء الدین احمدؒ	۴	ترتیل کا حکم اور اس کی وعید	۳۰
وجہ تشریح ضیاء القرارت	۱۰	نماز میں ترتیل کے خلاف پڑھنے کا حکم	۳۰
وجہ تالیف ضیاء القرارت	۱۲	ترتیل اور تجوید کی تعریف وغیرہ	۳۳
احکام استعاذہ	۱۵	وقف کا بیان	۳۹
مسائل استعاذہ	۱۵	محل وقف	۳۹
الفاظ استعاذہ	۱۶	اعادہ کا حکم	۴۳
احکام بسملہ	۱۷	کیفیت وقف	۴۴
شروع قرارت شروع سورت کا حکم	۱۸	ابتدا اور وصل کا طریقہ	۴۶
شروع سورت درمیان قرارت کا حکم	۲۲	سکتہ کا بیان	۴۷
تراویح میں بسملہ پڑھنے کا حکم	۲۵	سکتہ کے مقامات	۴۷
درمیان قرارت میں سورۂ توبہ پڑھنے		سکتہ کی تعریف	۴۹
کا حکم	۲۶	سکتہ وقف سکوت قطع کا فرق	۴۹
شروع قرارت درمیان سورت کا حکم	۲۷	مخرج کا بیان	۵۰
استعاذہ بالجہر پڑھنے کا حکم	۲۹	صفات کا بیان	۶۲

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ
صفات کی قسمیں	۶۴
صفات متضادہ کی بحث	۶۵
صفات غیر متضادہ کی بحث	۷۴
حرف ضاد کی تحقیق اور اس کی ادا کا طریقہ	۷۷
صفت عارضہ کی قسمیں	۸۰
بلحاظِ اطلاق تفخیم کی قسمیں	۸۱
لام وراء کی تفخیم وترقیق کی بحث	۸۱
الف اور واؤ مدہ کے پُر پڑھنے کی تحقیق	۸۷
مد کا بیان	۸۸
مد کی تعریف	۸۸
مد متصل ومنفصل کی بحث	۹۲
مد لازم کی بحث	۹۳
مد عارض کی بحث	۹۳
اجتماع سببین کی بحث	۹۶
مد لین لازم اور مد لین عارض کی بحث	۹۸
اظہار کی تعریف اور اس کی حقیقت	۹۹
ادغام کی تعریف وقواعد اور اس کی قسمیں	۱۰۳
ادغام اور تشدید کا فرق	۱۰۳
ادغام کی شرطیں اور ادغام کی علتیں وغیرہ	۱۰۴
قلب کی تعریف اور اس کی حقیقت	۱۰۹
اخفاء کی تعریف مع اس کی حقیقت اور نون ومیم کے اخفاء کا فرق	۱۱۱
تسہیل کی تعریف اور اس کے مواقع	۱۱۴
صورت نقل کی تعریف اور اس کی حقیقت	۱۱۷
روایتِ حفصؒ کے متعلق ضروری باتیں	۱۲۰
صفات حروف	۱۲۵
اقسام حروف	۱۲۸

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر سوانح حضرت قاری ضیاء الدین احمدؒ

حضرت قاری ضیاء الدین احمد علیہ الرحمۃ قصبہ نارہ (ضلع الٰہ آباد) میں ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۳ء) میں پیدا ہوئے۔ ابھی سن ۵ سال ہی کے تھے کہ ان کے والد مولانا شیخ عبدالرزاقؒ کا انتقال ہو گیا۔ بعض اعزہ نے چاہا کہ حضرت قاری صاحب کو انگریزی تعلیم دلوائی جائے لیکن آپ کی والدہ ماجدہ نے سختی سے مخالفت کی اور آپ کو دینی تعلیم شروع کرائی ناظرہ اور حفظِ قرآن کے بعد آپ کو درس نظامیہ کی تکمیل میں لگا دیا۔ اسی زمانے میں حضرت قاری عبدالرحمٰن مہاجر مکیؒ (ابن بشیر خاں) مدرسۂ صولتیہ مکہ معظمہ سے الٰہ آباد تشریف لائے تھے اور غالباً حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ان کو ہندوستان میں علم تجوید و قرأت عام کرنے کے لئے حکم دیا تھا۔ مدرسہ صولتیہ دراصل بنگال کی ایک متمول خاتون صولت بیگم نے قائم کیا تھا (جو اب بھی قائم ہے) اور وہاں بڑے بڑے علماء اور قراء مدرس تھے۔ حضرت قاری شیخ ابراہیم سعد ابن علی الشافعی علیہ الرحمۃ بھی یہیں تھے۔ اُنھوں نے قاری عبدالرحمنؒ اور ان کے بڑے بھائی قاری عبداللہؒ کو قراءاتِ عشرہ تک کی تعلیم دی تھی۔

حضرت قاری عبدالرحمنؒ بہت ہی خوش الحان تھے۔ جس وقت قرأت کرتے تھے لوگوں پر وجد طاری ہو جاتا تھا اور بعض لوگ چیخیں مار کر بالکل بے قابو ہو جاتے تھے اور چڑیاں شور کرتی ہوئی خاموش ہو جاتی تھیں۔ پھر قاری عبدالرحمنؒ کا فیض اس قدر جاری و ساری ہوا کہ پورے ہندوستان کے طول و عرض سے لوگ آ آ کر مستفیض ہونے لگے۔ حضرت قاری ضیاء الدین احمدؒ نے حضرت قاری عبدالرحمنؒ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءتِ عشرہ تک کی تکمیل کی لیکن درسِ نظامیہ والی بعض کتابیں ابھی باقی تھیں کہ انہیں امروہہ کے ایک مدرسہ والوں نے بہت اصرار کے ساتھ بلوالیا۔ قاری صاحب نے پھر امروہہ میں درسیات کی تکمیل کی اور قریب سولہ سال کی عمر سے علم تجوید و قراءت کے درس و تدریس میں مشغول ہوئے، پھر لکھنؤ میں حضرت مولانا عین القضاۃ علیہ الرحمہ نے ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام مدرسۂ فرقانیہ، ہمارے قاری صاحب ہی کی تجویز پر مقرر کیا۔ اس مدرسہ میں قاری صاحب بہت عرصے تک رہے اور بہت سے مشہور قراء آپ نے یہیں سے تیار کئے۔ پھر آپ مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد میں درس دیتے رہے اور بلا مبالغہ ہزاروں شاگرد پورے ملک میں پھیل گئے۔ قاری صاحب بھی اپنے استاذ کی طرح بہت خوش الحان تھے اور بہت محتاط طریقے سے قراءت فرماتے تھے۔ زہد و تقویٰ اور شریعت کی پابندی میں اُن جیسے بزرگ بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ اس عاجز نے تھوڑا بہت دین کا رشتہ انہی کی خدمت میں حاضر ہو کر استوار کیا تھا جب کہ وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں پڑھاتے تھے جہاں حضرت مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب جونپوری ناظم دینیات تھے وہ اور مولانا سلیمان اشرف صاحب (صدر شعبۂ اسلامیات) ہمیشہ قاری صاحب سے بہت احترام کے ساتھ ملتے تھے۔

قاری صاحب ۱۹۳۱ء میں علی گڑھ تشریف لائے تھے۔ اس عاجز نے تجوید کی تعلیم ان سے حاصل کی اور اجازۃ القرآن بروایت الحفص رحمہ اللہ سے بہرہ ور ہوا۔ اسی زمانے میں انہوں نے ایک مرتبہ بڑی شفقت سے فرمایا کہ "میں انشاء اللہ تم کو قراءاتِ سبعہ بھی پڑھاؤں گا" ـــــ یہ بات انہوں نے فرمائی لیکن میں نے اپنی بے پروائی کی وجہ سے اس وعدے کی کوئی قدر نہیں کی، پھر جب میں علی گڑھ سے فارغ ہو کر ۱۹۳۶ء میں اپنے وطن جبل پور واپس ہوا اور کچھ عرصے کے بعد کنگ ایڈورڈ کالج امراؤتی (برار) میں استاذ مقرر ہوا تو حضرت قاری صاحب نے ایک گرامی نامے میں اپنا وعدہ یاد دلایا۔ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی بے پروائی پر نادم بھی ہوا لیکن پھر اپنے اشتیاق کا اظہار کرکے حضرت سے درخواست کی کہ وہ قدم رنجہ فرمائیں، چنانچہ علی گڑھ سے قریب ایک ہزار میل کا سفر تنِ تنہا طے کر کے آپ ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۱ء میں امراؤتی تشریف لائے اور دن رات کے اکثر اوقات میں اور صرف پندرہ دن میں شاطبی شریف وغیرہ کی تعلیم فرمائی۔ ایفائے وعدہ کی ایسی مثالیں بہت نادر ہوں گی۔

جبل پور سے مولانا عبدالرب صاحب نے یہ اشعار مجھے بھیجے تھے ؎

ہو مبارک آپ کو قاری غلام مصطفٰیؐ حضرت استاذِ اعظم نے کیا رنجہ قدم
لے زہے طالع مکاں کے جس میں ہوں رونق فزا افسر القراء ضیاء الدین احمد محترم
پیش کرتا ہے عبدالرب بطور تہنیت گر قبول افتد زہے الطاف و صد گونہ کرم

حضرت قاری صاحب نے ایک نصیحت بھی فرمائی تھی کہ "اللہ پاک سے ہمیشہ اچھی امید رکھیں"۔ یہ نصیحت ہر موقع پر میرے لئے مفید ثابت ہوئی۔ قاری صاحب سراپا تقویٰ، سراپا حیا اور سراپا خلوص تھے۔ زبانِ مبارک یا اشارہ سے بھی کبھی کسی کے خلاف کچھ نہیں فرماتے تھے خواہ ان کو کسی سے ایذا ہی کیوں نہ پہنچے۔ سنت اور شریعت پر سختی سے عمل کرتے تھے اور ایسی محبت اور شغف کے ساتھ عمل کرتے تھے کہ دیکھنے والے کے دل میں ویسی ہی محبت پیدا ہو جاتی تھی۔ صبر و شکر ان کا خاص شیوہ تھا اور چھوٹے بڑے ہر شخص سے "خاتمہ بالخیر" ہونے کے لئے دُعا کراتے تھے۔ بڑی سے بڑی تکلیف کا بھی اظہار نہیں کرتے تھے اور اپنے کسی کام کے لئے حتی الامکان کسی سے اشارہ بھی نہیں فرماتے تھے۔ گھر پر ہمیشہ جَو کی روٹی کھاتے تھے۔ گھر پر یا کسی مخلص کے یہاں کبھی کسی کھانے کی فرمائش نہیں کرتے تھے۔ غریب خانے پر جب قیام تھا تو رات کے سالن کے ساتھ تازہ سالن دن میں پیش کیا جاتا تو صرف رات کا سالن نوش فرماتے اور زبان مبارک سے کبھی ایک لفظ بھی نہ فرماتے۔ آخر عمر میں مسجد میں تراویح پڑھانے کے قابل نہیں رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے تو گھر پر تراویح پڑھاتے تھے۔ اور اس عمر میں بھی تجوید کی سخت احتیاط فرماتے تھے اور دانتوں کے نہ ہونے کے باوجود بہت صاف پڑھتے تھے۔ سخت محنت کرنے کی وجہ سے تنفس کی تکلیف ہو گئی تھی لیکن بہت برداشت سے کام لیتے تھے۔

حضرت قاری صاحب اپنے اعزہ سے بہت تعلق رکھتے تھے۔ صلہ رحمی ان کا معمول تھا۔ اپنے ماموں صاحب (جو خانقاہ کشفی۔ محلہ پرانا ناچ گھر۔ کانپور میں تھے) اور چچا صاحب (مولانا منیر الدین[1] احمد صاحب۔ مدرسِ اعلیٰ مدرسۂ سبحانیہ الٰہ آباد) سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے اور وہ سب کے سب عالم حافظ اور قاری تھے، سب سے بڑے صاحبزادے نوجوانی میں فوت ہو گئے۔ پھر قاری عصام الدین احمد صاحب تھے جو کانپور اور اس کے بعد علی گڑھ میں استاذِ قراءت تھے، ان سے چھوٹے قاری مستجاب الدین احمد صاحب تھے جو بنارس وغیرہ میں معلّم تھے۔ اور سب سے چھوٹے قاری محب الدین احمد صاحب تھے جو پہلے الٰہ آباد میں اور بعد میں لکھنؤ میں مدرسِ اعلیٰ تھے اور قراءاتِ سبعہ اور قراءاتِ عشرہ کے بہت مستند اور بہت مشہور اساتذہ میں سے تھے، اور سنا ہے کہ ابھی کچھ عرصہ پہلے وہیں لکھنؤ میں فوت ہوئے ہیں۔ ان کے صاحبزادے قاری احمد ضیا صاحب لکھنؤ میں ہیں اور فخرِ خاندان ہیں۔ انہوں نے اپنے والد صاحب سے اور پھر مصر جا کر تعلیم حاصل کی ہے۔ حضرت قاری صاحب کی دو صاحبزادیاں بھی تھیں اور ماشاء اللہ سب اولاد کی اولاد بہت نیک و صالح اور علوم دینیہ سے بہرہ ور رہے۔

حضرت قاری صاحب نے عربی میں خلاصۃ البیان لکھی جو مکہ معظمہ میں بھی داخلِ

---

[1] مولانا منیر الدین احمدؒ کے انتقال پر راقم الحروف نے یہ قطعۂ تاریخ لکھا تھا جس کے ہر مصرع سے تاریخ نکلتی ہے۔

۱۳۵۸ھ حجت اسلام فرق فرقداں	محسن دوراں فقیہِ دین رفت ۱۳۵۸ھ
۱۹۳۹ء جہبذ التحریر و تاج نیّریں	ہادی تکوین بعلیین رفت ۱۳۵۸ھ
۱۹۳۹ء زیبِ جہانِ خستہ و ماتم سرا	قبلہ علامہ منیر الدین رفت ۱۳۵۸ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصاب رہ چکی ہے۔ اُردو میں ضیاء القراءت لکھی جو بکثرت بار بار شائع ہو چکی ہے اور بہت زیادہ مقبول ہے۔ قصیدہ رائیہ کی اُردو شرح بھی لکھی تھی۔

اوران کے شاگردوں نے یہ تصانیف یادگار چھوڑی ہیں:۔

۱۔ قاری عنایت اللہ نے قراءات سبعہ کے ساتھ ایک قرآن پاک ساڈھورہ (ضلع انبالہ) سے شائع کیا۔

۲۔ قاری محمد صدیق بنگالی نے شاطبیہ کی عربی شرح اس کے حواشی میں لکھ کر شائع کی۔

۳۔ قاری محمد نذر لکھنوی انہوں نے نابینا ہونے کے باوجود نظم القرآن فی رسم القرآن جیسی فاضلانہ کتاب لکھی۔

۴۔ قاری عبداللہ مراد آبادی نے شرح شاطبیہ' المعانی الجلیلہ اور سراج القراءت لکھیں۔

۵۔ قاری محمد سلیمان نے فوائد مرضیہ فی شرح جزریہ۔ ضیاء التجوید اور رہنمائے تجوید لکھیں۔

۶۔ قاری محمد اظہر عرف قاری ابرار احمد امروہوی نے ضیاء المرسلہ' شروح شاطبیہ و جزریہ و تحفۃ الاطفال" مبتدیوں کی تجوید" شائع کی۔ انہوں نے اشعۃ الضیاء بھی شائع کی جو دراصل قاری ضیاء الدین احمد صاحب نے اپنے ایک شاگرد کے جواب میں لکھی تھی لیکن پھر اپنے نام سے شائع نہیں کی اور قاری محمد اظہر صاحب نے بعض اضافوں کے ساتھ اپنے نام سے شائع کی۔

۷۔ قاری عبدالمالک صاحب علی گڑھی نے قاری صاحب سے قراءاتِ سبعہ (شاطبیہ) پڑھیں۔ انہوں نے فوائد مکیہ کے حواشی" تعلیقاتِ مالکیہ" کے نام سے شائع کئے۔

۸۔ قاری صاحب کے چھوٹے صاحبزادے قاری محب الدینؒ نے تحفۃ المبتدی معرفۃ التجوید۔ معرفۃ الوقوف' جامع الوقف' حواشی مرضیہ' تنویر المرارت وغیرہ متعدد کتابیں اردو میں لکھیں ہیں۔

۹۔ قاری عبدالخالق برادرِ معظم قاری عبدالمالک صاحب' انہوں نے تیسیر التجوید لکھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ ڈاکٹر مختار الدین آرزو صدر شعبہ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔

۱۱۔ قاری عبدالمعبود صاحب۔ انہوں نے عربی میں نفیس کتاب ضوابط نبلاء التجوید لکھی۔

۱۲۔ قاری محبوب علی صاحب لکھنوی سابق مدرس مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ وغیرہ۔

حضرت قاری صاحب کے انتقال پر (جو الٰہ آباد میں ہوا) راقم الحروف نے یہ قطعۂ تاریخ لکھا جس کے پہلے دو مصرعوں سے آپ کا سالِ ولادت برآمد ہوتا ہے اور بقیہ مصرعوں سے سالِ وفات نکلتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

"قاری ضیاء الدین احمد صاحب" انار اللہ برہانہ

۱۳۷۱ھ ۵۸۱ = ۱۹۵۲ء

سنہ ۱۲۹۰ھ ضیاء الدین احمد بحر الطاف	کز ودیں پاک وجہ ویر ضیا گشت سنہ ۱۸۷۳ء
سنہ ۱۳۷۱ھ بہ تجوید و قرآت فوزِ عالم	بہ ورع و یاد فخر اولیا گشت سنہ ۱۹۵۲ء
سنہ ۱۳۷۱ھ ادب آموز از وحفّاظ و قرّاء	سرِ نوانس وجن را مقتدا گشت سنہ ۱۹۵۲ء
سنہ ۱۳۷۱ھ بہ طبعِ جیدہ شمس الضحیٰ بود	بہ ذہن قامعہ بدر الدجیٰ گشت سنہ ۱۹۵۲ء
سنہ ۱۳۷۱ھ ز موتِ نفسِ عالِم، موتِ عالَم	مطہر دینِ کامل بے ضیا گشت سنہ ۱۹۵۲ء

اللہ پاک ان پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے آمین ثم آمین

آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ:

ع بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں

ایم اے۔ ایل ایل بی

پی۔ ایچ ڈی۔ ڈی لٹ

صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدرآباد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ القدیم والصلوٰۃ علیٰ نبیہ الکریم رب زدنی علماً یا علیم

قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ کتاب ضیاء القرات اپنی مقبولیت کے اعتبار سے جس درجہ مشہور اور شائع ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ اگرچہ اُردو زبان میں ہے اور بلحاظ اپنی عبارت کے تشریح کی محتاج نہ تھی لیکن معلوم ہوا کہ بہت سی باتیں اس کے مختصات سے ہیں مثلاً اس میں باوجود اختصار جملہ ضروریات روایت حفص رحمۃ اللہ علیہ رسمِ قرآنی کے لحاظ سے اِس طرح بیان کی گئی ہیں کہ جن امور کا علم رسم ہی سے ہو جاتا ہے ان کو بالکل ترک کر دیا ہے مثل حرکت ہائے ضمیر اور اس کے صلہ و ترک صلہ کے کیونکہ اصل رسم عثمانی میں اگرچہ حرکات و سکنات مدات نقطے اور سکتے وغیرہ نہ تھے لیکن موجودہ رسم قرآنی میں ہر ایک کی شکل مرسوم ہے، پس باوجود اس رسم کے اس میں مدات کو بوجہ تفریق مقداراً اور سکتات کو بوجہ تفریق وجوب وجواز کے بیان کیا گیا اور جن مسائل کا علم رسم سے نہیں ہو سکتا وہ مرتب اور مسلسل بلا تفریق ابواب اور فصول کے مذکور ہیں تاکہ ترتیب اور سلسلہ کی وجہ سے مسائل محفوظ رہ سکیں۔ بعض احکام اختصاراً صرف مثالوں سے بیان کئے گئے تاکہ مثالوں سے قواعد سمجھ کر خوب ضبط ہو جاویں اور جو مسائل دوسرے رسائل میں خوب واضح ہیں وہ ضیاء القرات میں بہت اختصار سے بیان ہوئے ہیں، اس وجہ سے ان کی تشریح کی ضرورت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ اور جن کی وضاحت میں کمی تھی مثل صفات لازمہ وغیرہ کے تو باوجود اختصار ان کی وضاحت بہت ہے۔

پس اب اُس کے طرزِ بیان اور اختصار کی تشریح سے اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ طلبہ کی استعداد دوبالا ہو جائے گی۔ یہ ممکن تھا کہ یہ تشریح اور مفید باتیں حاشیہ پر لکھ دی جاتیں لیکن چونکہ حاشیہ پر جگہ کم ہوتی ہے نیز طلبہ حاشیہ کی طرف توجہ نہیں کرتے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ حامل المتن اس کی شرح کر دی جائے۔ لہٰذا خدا کے بھروسے پر اس کو لکھنا شروع کرتا ہوں اور اس کا نام تنویر المرأت شرح ضیاء القرأت رکھتا ہوں۔ اللہ عزوجل اصل کتاب کی طرح اس کو بھی قبول فرمائے اور شائقینِ فن کو نفع پہنچائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

احقر ابن ضیاء محب الدین احمد عفی عنہ
مدرس مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد
۲۵ شوال المکرم ۱۳۵۸ھ

۹۹-۰۰
نمبر ....

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَحْمَدُهٗ وَاُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

بعد حمد وصلوٰۃ کے احقر ضیاء الدین احمد کان اللہ لہٗ ولوالدیہ ساکن احمد آباد عرف نارہ ضلع الہ آباد کہتا ہے کہ مجھ سے اکثر احباب اور بزرگوں نے قواعد ضروریۂ تجوید اُردو زبان میں لکھنے کو فرمایا، بالآخر اراکین مدرسہ تجوید القرآن سہارنپور کے فرمانے سے مختصر رسالہ لکھا مگر وہ ناتمام چھپا اور اصل نسخہ بھی گم ہو گیا پھر اُس کے پورا کرنے کو اکثر قدر دانوں نے بالخصوص محبی مولوی حافظ وصی الرحمٰن صاحب سلمہ ربہ نے فرمایا۔ اُن کے فرمانے کے موافق اُس کی تصحیح کر کے پورا کرتا ہوں اور اس کا نام ضیاء القراءت رکھتا ہوں، اللہ پاک قبول فرمائے اور شائقین صحتِ کلام پاک کو اس سے نفع پہنچاوے۔ آمین ثم آمین۔

ش چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا اور قرآن مجید میں ہے یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ اس وجہ سے کتاب شروع کرنے سے پہلے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ پر عمل کرتے ہوئے حضرت نے سہولت اور آسانی کے لئے دعا کی تاکہ کتاب آسان ہو اور باآسانی پوری ہو جائے نیز اس کے پڑھنے پڑھانے والوں کو دشواری نہ ہو چنانچہ اس دعا کی برکت یہ ہے کہ جو طالب علم خلوصِ نیت سے اس دعا کو پڑھ کر کسی کتاب کو شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسانی کے ساتھ بخیر و خوبی اُس کی کتاب پوری فرماتا ہے، اسی وجہ سے کتاب کے شروع میں اس دعا کے پڑھنے پڑھانے کا رواج بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ چونکہ دعاء رتبۃً مقدم ہے اس لئے تسمیہ اور تحمید پر دعا کو مقدم فرمایا اُس کے بعد حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے تسمیہ اور تحمید بیان کی اور بجائے نحمدہٗ و نصلی کے صیغہ واحد متکلم کے ساتھ تحمید اور تصلیہ اس لئے بیان کیا کہ اس میں اختصار ہے جیسا کہ باری تعالیٰ عز اسمہٗ نے بجائے لفظ نعوذ کے استعاذہ کے لئے قل اعوذ کے ساتھ تعلیم فرمایا چنانچہ علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تیسیر میں باوجود حمد بیان کرنے کے احمدہ علے جمیع نعمہ فرمایا۔

ضیاء القرأت پہلے سہارنپور میں ۱۹۰۷ء میں لکھی گئی تھی چنانچہ اسی کی بابت فرمایا کہ اصل نسخہ بھی گم ہوگیا یعنی کتاب کا وہ مسودہ جو مطبع میں طباعت کے لئے دیا گیا تھا مطبع سے گم ہوگیا۔ اس وقت اسی وجہ سے پورا نہ چھپ سکا۔ جونپور میں طلبہ کے لئے جب کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی اور مولوی وصی الرحمٰن صاحب اسلام آبادی نے پڑھتے وقت اس کتاب کی زیادہ خواہش کی تو جو نسخہ سہارنپور میں نامکمل چھپا تھا اُسی کو پورا فرما کر اُس کا نام ضیاء القرأت رکھ دیا لیکن مجھے سابقہ مطبوعہ اوراق کی برابر تلاش رہی چنانچہ سالہا سال کے بعد ۱۳۵۷ھ میں مکرمی جناب مولوی قاری ولی محمد صاحب مہتمم مدرسۂ سُبحانیہ الہ آباد سے وہ مطبوعہ نسخہ مجھ کو ملا جو نہایت حفاظت سے حضرت کے کتب خانہ میں رکھا ہے۔

اگرچہ ضیاء القرأت میں عنوانِ بیان وہی ہے جو اصل نسخہ میں ہے، مگر فوائد اور زمانۂ حاضرہ کے لحاظ سے بہت تفاوت ہوگیا ہے۔ حضرت نے اس کی مقبولیت کے لئے جس خلوصِ نیت سے دعا فرمائی اس کا اندازہ اس وقت کی مقبولیت اور طباعت و اشاعت سے ظاہر ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب نے اپنی ضیا باریوں سے تاریک قلوب کو منور کر دیا اور اس کتاب کے ذریعہ سے شائقینِ صحت کلام پاک کو بے حد نفع ہوا۔ آج ہندوستان کے گوشہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوشہ میں یہ کتاب پہنچ گئی اور دور دراز علاقوں کے لوگ بھی اس کے فیض سے محروم نہیں رہے۔ نیز جا بجا مدارس میں داخل درس ہوئی چنانچہ تیئیس ۲۳ برس کی مدت میں تقریباً پچاس ہزار کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے، یہ حضرت کے غایت خلوص کا نتیجہ ہے اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ یَوْمًا فَیَوْمًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

ضیاء القرأت سب سے پہلے سہارنپور اس کے بعد جونپور، لکھنؤ، دہلی، دیوبند، مرادآباد، الٰہ آباد، کانپور وغیرہ میں طبع ہوئی اور اب بھی متعدد مطابع میں برابر طبع ہوتی رہتی ہے۔ نیز یہ کہ اس کتاب کے بعد جس قدر علم تجوید و قرأت میں کتابیں لکھی گئی ہیں اُن کا ماخذ صرف ضیاء القرأت ہے مثلاً مفید الاطفال۔ تحفۃ المبتدی معرفۃ الوقوف معرفۃ التجوید۔ مبتدیوں کی تجوید۔ ضیاء التجوید۔ ہدایۃ التجوید۔ خلاصۃ التجوید۔ مصباح التجوید۔ مفید الاقوال۔ کلید قرأت۔ مصباح القرأت۔ سراج القرأت اور تحفۂ انوری یعنی شرح فصول اکبری میں باب مخارج الحروف والصفات، اور ان کے علاوہ جن بعض کتابوں کا نام مصلحتاً نہیں درج کیا گیا وہ کتابیں قاریوں سے پوشیدہ نہیں۔ ان حالات سے ضیاء القرأت کی اشاعت اور مقبولیت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے، اس کتاب کی جامعیت میں عجیب خوبی ہے کہ جتنی مرتبہ پڑھی پڑھائی جاتی ہے پڑھنے والوں کو نیا لطف اور نئی تحقیق ہوتی ہے، بہت سے شائقینِ فن نے محض اس کتاب کے پڑھنے پر اکتفا کرتے ہوئے روایت حفص کی سند بھی حاصل کی اور اس کی بدولت اُن کی ایسی استعداد ہوئی کہ بلا استعداد عربی انہوں نے فوائد مکیہ پڑھا دی، حالانکہ اُردو میں فوائد مکیہ جیسی ادق کتاب ہے وہ اہلِ فن سے پوشیدہ نہیں ہے۔ غرضیکہ مبصرینِ فن اس امر پر متفق ہیں کہ جو خوبیاں ضیاء القرأت میں ہیں وہ عجیب و غریب ہیں وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م آیۃ شریفہ اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کے موافق جب کلام اللہ پڑھا جاوے تو پڑھنے والے کو پہلے پناہ مانگنی شیطان رجیم سے ضروری ہے۔

ش یعنی ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے کہ جب قرآن مجید پڑھنے کا ارادہ کرو تو استعاذہ کرو ساتھ اللہ پاک کے شیطان رجیم سے۔ لہٰذا اس حکم کے موافق استعاذہ کرکے قرآن شریف شروع کرنا چاہیئے استعاذہ اگرچہ واجب اور ضروری نہیں ہے بلکہ مستحب ہے جیسا کہ حضرت اپنی دوسری کتاب خلاصۃ البیان میں فرماتے ہیں۔ وَالْاِسْتِعَاذَۃُ عِنْدَ نَا سُنَّۃٌ مُسْتَحَبَّۃٌ لیکن اہتمام شان کے موقع پر کسی مستحب امر کو لفظ ضروری سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں جیسا کہ اُردو زبان کا محاورہ ہے کہ ہم کو فلاں وقت نفل پڑھنا ضروری ہے حالانکہ نفل والی نمازیں ضروری نہیں بلکہ مستحب ہیں۔ چونکہ اہتمامِ شان و آداب قرآن اسی کو مقتضی ہے کہ استعاذہ کرکے قرآن مجید شروع کیا جائے اس لئے بجائے لفظ مستحب کے ضروری فرمایا اس موقع پر مناسب معلوم ہوا کہ استعاذہ کے متعلق چند مسائل بھی بطریق تفریع بیان کر دیئے جائیں:

مسئلہ ۱: ابتدا حقیقی یعنی جب قرآن مجید پڑھنا شروع کیا جائے تو چاہے ابتدا وسط سورۃ سے ہو یا شروع سورۃ سے دونوں حالت میں استعاذہ ضروری ہے۔

مسئلہ ۲: قطع یعنی ختم قرأت کے بعد پھر ابتدا کرتے وقت استعاذہ ضروری ہے۔

مسئلہ ۳: قرآن مجید پڑھتے پڑھتے کوئی کلام غیر متعلق ادا کیا گیا ہو اگرچہ پڑھنے والے نے سلام کا جواب ہی دیا تو ابتدا کرتے وقت استعاذہ کرنا چاہیئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ ۴: وقف کے بعد بلا وجہ تاخیر قرأت ہو جانے سے ابتدا کرتے وقت استعاذہ کو دوہرانا چاہیئے۔

مسئلہ ۵: اگر سکوتِ قرأت بلا ضرورت ہو تو استعاذہ کر کے قرآن مجید شروع کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۶: اگر قرآن مجید کے معنیٰ سمجھنے سمجھانے یا تجوید و قرأت کے مسائل بتانے کی غرض سے سکوتِ قرأت ہو تو ابتدا کرتے وقت استعاذہ کی ضرورت نہیں جبکہ پڑھنے کا ارادہ ہو اور اگر ارادہ منقطع ہو گیا ہو تو شروع کرتے وقت پھر استعاذہ کرنا چاہیئے۔

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ ۷: اگر سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد پڑھنا شروع کرے تو استعاذہ کرنا چاہیئے۔

م پناہ کے الفاظ پسندیدہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہیں۔

ش یعنی ان کلمات مذکورہ کے ساتھ استعاذہ بہتر ہے ان الفاظ کی پسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ مرویہ اور مختار ہیں اور نص قرآنی کے موافق ہیں اگرچہ الفاظ استعاذہ میں کمی بیشی جائز ہے لیکن معمول بہا نہیں ہے۔ جیسا کہ علامہ دانیؒ فرماتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ الْمُسْتَعْمَلَ عِنْدَ الْقُرَّاءِ الْحُذَّاقِ مِنْ اَھْلِ الْاَدَاءِ فِیْ لَفْظِھَا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ دُوْنَ غَیْرِہٖ یعنی ماہرین قراء کے نزدیک الفاظ استعاذہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہی مختار ہیں۔

م اس میں زیادتی مثل اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور کمی مثل اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ

ش الفاظ استعاذہ میں کمی بیشی اور تغیر و تبدل اس وجہ سے جائز ہے کہ تخصیص الفاظ کی منصوص نہیں۔ اور مثل کے لفظ سے اس طرف اشارہ کیا کہ جو کمی بیشی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تغیر و تبدل کیا جائے وہ نقل سے متجاوز نہ ہو چنانچہ علامہ جزریؒ اپنی کتاب طیبہ میں فرماتے ہیں ؎

وَإِنْ تُغَيِّرْ أَوْ تَزِدْ لَفْظًا فَلَا تَعْدُ الَّذِي قَدْ صَحَّ مِمَّا نُقِلَا

یعنی الفاظ استعاذہ میں کوئی تغیر اور زیادتی کی جائے تو نقل سے متجاوز نہ ہو" کتاب نشر وغیرہ میں الفاظ استعاذہ مختلف کلمات کے ساتھ منقول ہیں لیکن بخیالِ طوالت صرف ایک ہی استعاذہ نقل کرتا ہوں یعنی أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

م اور دوسرے لفظوں سے بھی جائز ہے چاہے وہ الفاظ مرویہ یعنی حدیث کے الفاظ ہوں جیسے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهٖ یا غیر مرویہ جیسے اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي مِنْ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهٖ لیکن مرویہ اولیٰ ہے۔

ش چونکہ استعاذہ کے متعلق قرآن مجید میں صرف حکم ہی آیا ہے کسی خاص عبارت کے ساتھ استعاذہ مخصوص نہیں ہے لہٰذا استعاذہ دل میں کر لیا جائے یا کسی خاص لفظ اور کسی زبان میں کیا جائے تو جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ استعاذہ عربی زبان میں ہو کیونکہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے بلکہ وہ مختار ہے جو پہلے مذکور ہوا بہرحال استعاذہ کسی طرح بھی کیا جائے استعاذہ ادا ہو جائے گا۔ اگرچہ غیر مختار یا غیر مروی ہی کیوں نہ ہو لیکن یہ طریقہ بہتر نہیں بلکہ اس میں مراتب ہیں یعنی استعاذہ غیر مرویہ سے مرویہ اور مرویہ سے مختار اولیٰ ہے۔

م اور سوائے سورۂ توبہ کے ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ لکھی ہے اس وجہ سے سوائے سورۂ توبہ کے ہر سورۃ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ضرور پڑھنا چاہیئے۔

ش استعاذہ کا حکم بیان کرنے کے بعد بسملہ کا حکم بیان کرتے ہیں۔ جن سورتوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ نازل ہوئی اور لکھوائی گئی ہے اِن سورتوں کے شروع قرأت میں ائمہ قراء سے بالاتفاق بسم اللہ ثابت ہے، اس لئے فرمایا کہ بسم اللہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔ پس جس طرح ان سورتوں کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے پر اتفاق ہے اسی طرح سورۂ توبہ کے شروع میں ترک بسم اللہ پر اتفاق ہے اس لئے سورۂ توبہ کو مستثنیٰ کیا چنانچہ علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:

وَمَهْمَا تَصِلْهَا اَوْبَدَأْتَ بَرَاءَةً لِتَنْزِيلِهَا بِالسَّيْفِ لَسْتَ مُبَسْمِلَا

یعنی جب کسی سورۃ سے سورہ براءۃ کا وصل کیا جائے یا سورۂ توبہ (براءۃ) سے ابتدا کی جائے تو بسم اللہ نہ پڑھنا چاہیئے بسبب نازل ہونے براءۃ کے ساتھ غضب کے۔

چونکہ بسملہ آیہ رحمت ہے اور ابتداء براءۃ آیۂ غضب ہے اس لئے اس کے شروع میں بسملہ پڑھنا جائز نہیں لہٰذا سورہ براءۃ کے شروع قرأت میں صرف استعاذہ کرنا چاہیئے اور درمیان قرأۃ شروع براءۃ میں کسی قسم کا استعاذہ نہ کرنا چاہیئے۔ سورۂ براءۃ کے شروع میں بعض قرآن مجید کے حاشیہ پر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْكُفَّارِ الخ لکھا رہتا ہے اس کو بھی شروع براءۃ درمیان قراءۃ میں نہ پڑھیں البتہ اس کو شروع قرأۃ ابتداء براءۃ میں پڑھ سکتے ہیں لیکن سب سے بہتر استعاذہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ہے۔

م اور درمیان ہر سورۃ کے شروع قرأت میں بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا برکت کے واسطے اور نہ پڑھنا دونوں جائز ہیں۔

ش ابتداء کے متعلق چونکہ حدیث بسملہ ثابت ہے اُس لحاظ سے درمیان سورۃ سے قرأت شروع کرنے میں بسملہ پڑھنا باعث برکت ہے اگرچہ درمیان براءۃ سے پڑھنا شروع کرے۔ لیکن چونکہ اس وقت بسملہ غیر قرآن ہونے کی حیثیت سے ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے ترکِ بسملہ کی اجازت ہے کیونکہ قرأۃً بسملہ کا محل ابتدائے سورۃ ہے استعاذہ بھی اگرچہ غیر قرآن ہے لیکن استعاذہ کا محل ابتداء قرأت ہے بعض ابتداء برارۃ پر قیاس کرتے ہوئے درمیان برارۃ سے شروع کرنے میں بسملہ نہیں پڑھتے اگرچہ قول محقق یہی ہے کہ ابتداء برارۃ میں بسملہ ثابت ہی نہیں اس لئے نہ پڑھنا چاہیئے اور وسط برارۃ کے متعلق قول راجح یہی ہے کہ وسط برارۃ بھی مثل بقیہ وسط سُوَرْ کے ہے۔

م شروع اور وسط قرأۃ کے لحاظ سے شروع اور وسط سورہ کی تین صورتیں ہیں اور ہر ایک کا حکم جداگانہ ہے۔

ش یعنی قرأت کی ابتدا شروع سورۃ سے ہو یا درمیان سورۃ سے ہو اسی طرح درمیان قرأت میں شروع سورۃ واقع ہو یا درمیان سورۃ ہو پس جب قرأت اور سورۃ کو ان کے ابتدا اور وسط پر ضرب دیا جائے گا تو عقلاً چار وجہیں نکلیں گی لیکن چوتھی صورۃ یعنی وسط قرأت وسط سورۃ میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ کا نہ پڑھنا ظاہر ہے کیونکہ استعاذہ کا محل ابتداء قرأت اور بسملہ کا محل ابتداء سورۃ ہے۔ اس لئے صرف تین ہی صورتیں بیان کی ہیں۔

م پہلی[۱] صورت شروع قرأت شروع سورۃ سے دوسری[۲] شروع سورۃ درمیان قرأت سے تیسری[۳] شروع قرأۃ درمیان سورۃ ہے۔

ش یعنی قرأۃ اور سورۃ کے ابتداء اور وسط کے لحاظ سے جو صورتیں نکلتی ہیں اُن کو بیان کرتے ہیں۔ چونکہ محل استعاذہ ابتداء قرأۃ ہے اور محل بسملہ ابتداء سورۃ ہے لہٰذا وجود محل اور حکم کے لحاظ سے نقلاً تین ہی صورتیں نکلتی ہیں چوتھی صورت جو عقلاً نکلتی ہے یعنی وسط قرأۃ وسط سورۃ اس میں کسی محل کا وجود نہیں اس لئے اس کو نہیں بیان کیا۔ پس درمیان سورت میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ نہ پڑھنا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیئے۔ آگے پہلی صورت کا حکم بیان کرتے ہیں۔

م پس پہلی صورت میں یعنی جب شروع قرأۃ شروع سورۃ سے ہو تو اعوذ باللہ اور بسم اللہ دونوں پڑھنا چاہیئے۔

ش چونکہ سورۂ توبہ کو پہلے ہی مستثنیٰ کر چکے ہیں اس لئے یہاں سورۂ براءۃ کو مستثنیٰ نہیں کیا چونکہ ابتداء قرأت ابتداء سورۃ میں دونوں کا محل پایا گیا اس لئے فرمایا کہ دونوں پڑھنا چاہیئے اور اگر ابتداء قرأۃ ابتداء براءۃ ہو تو صرف اعوذ باللہ پڑھنا چاہیئے۔

م اور پڑھنے میں وصل یعنی ملا کر پڑھنا اور فصل یعنی وقف اور رہاؤ کر کے پڑھنا دونوں جائز ہیں۔

ش عام ازیں کہ استعاذہ کا وصل و فصل بسملہ سے ہو یا صرف قرآن سے، اسی طرح بسملہ کا وصل و فصل استعاذہ سے ہو یا قرآن میں کسی سورۃ یا آیت سے ہو اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ لیکن استعاذہ کا وصل جبکہ صرف قرآن سے ہو تو اس میں بھی تعمیم ہے کہ وسط سورۃ سے ہو یا شروع سورۃ سے پھر شروع سورۃ اگر سورۂ براءۃ واقع ہو تو استعاذہ کا وصل و فصل دونوں جائز ہیں چنانچہ اتحاف میں ہے وَيَجُوْزُ الْوَقْفُ عَلَى التَّعَوُّذِ وَوَصْلُهٗ بِمَا بَعْدَهٗ بَسْمَلَةً كَانَ اَوْ غَيْرَهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ انتہٰی یہاں پر ابتداء براءۃ سے قرأۃ شروع کرنے کا طریقہ بھی معلوم ہو گیا لیکن استعاذہ کا فصل بہر صورت بہتر ہے چنانچہ منار الہدیٰ فی الوقف والابتداء میں ہے اِعْلَمْ اَنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ يُسْتَحَبُّ قَطْعُهَا مِنَ التَّسْمِيَةِ وَمِنْ اَوَّلِ السُّوْرَةِ لِاَنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَكَذَا اٰمِيْنَ يُسْتَحَبُّ قَطْعُهٗ مِنْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ لِئَلَّا يَصِلُ الْقُرْاٰنَ بِمَا لَيْسَ مِنْهُ انتہٰی یعنی استعاذہ کا بسملہ اور شروع سورۃ سے فصل بہتر ہے اس لئے کہ استعاذہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن سے نہیں ہے اسی طرح وَلَا الضَّآلِّیْنَ سے آمین کو جدا کر کے پڑھنا چاہیئے تاکہ غیر قرآن کا قرآن سے وصل نہ ہو جائے اِس کے بعد ابتداء قرأت ابتدا ءِ سورۃ سے پڑھنے کے طریقے بیان کرتے ہیں۔

م تو اس صورت میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے وصل اور فصل کے لحاظ سے چار صورتیں ہیں۔

ش یعنی اگر شروع قرأۃ شروع سورۃ سے ہو تو اعوذ باللہ اور بسم اللہ کو چار طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں، انہیں طریقوں کو صورت اور وجہ بھی کہتے ہیں۔ ہر ایک کی تفصیل آگے بیان کرتے ہیں۔

م (۱) وصل اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور سورۃ کا اِس کا نام وصل کل ہے اس کو صِلْ وصِلْ بھی کہتے ہیں۔

ش یہ شروع قرأۃ شروع سورۃ کی پہلی صورت ہے اسی طرح نمبر وار ہر صورت کو بیان کریں گے۔ صِلْ وصِلْ یہ دونوں لفظ صیغۂ امر کے ہیں، صل وصل اس صورت کا دوسرا نام نہیں ہے اس سے وصل کل پڑھنے پڑھانے کا حکم کیا جاتا ہے صِلْ یعنی ملا اعوذ باللہ کو بسم اللہ سے وَصِلْ اور ملا بسم اللہ کو اس سورۃ سے جو آگے پڑھنے کا ارادہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ وصل کل پڑھانے کے لئے طلبہ سے صِلْ وصِلْ بھی کہہ سکتے ہیں۔ عرب میں اسی طرح ممتحن اور اساتذہ اپنے طالب علموں کو وصل کُل پڑھنے کا حکم کرتے ہیں۔

م (۲) فصل ہر ایک کا یعنی اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور سورۃ کا اُس کا نام فصل کل ہے، اس کو قِفْ وقِفْ بھی کہتے ہیں۔

ش قِفْ وقِفْ یہ دونوں لفظ بھی صیغۂ امر ہیں یعنی ہر ایک کو جُدا کر کے پڑھو اس حکم سے فصل کل مقصود ہے جو وصل کل کا عکس ہے، اسی وجہ سے فصل کل کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قِفْ وقِفْ کے ساتھ حکم کر سکتے ہیں لیکن اوامر کو اسم نہ سمجھنا چاہیئے۔

م (۳) فصل اعوذ وصل لبسم اللہ اس کا نام فصل اول وصل ثانی ہے اس کو قِف وصل بھی کہتے ہیں۔

ش قِفْ وصِلْ بھی امر ہیں یعنی اعوذ باللہ کو بسم اللہ سے جدا کر اور بسم اللہ کو سورۃ سے ملا اس کا نام فصل اوّل وصل ثانی ہے۔

م (۴) وصل اعوذ فصل بسم اللہ اس کا نام وصل اول فصل ثانی ہے اس کو صِلْ وقِفْ بھی کہتے ہیں۔

ش صِلْ وقِفْ بھی امر ہیں اور شروع قرأۃ شروع سورۃ کی چوتھی صورت ہے اور قِفْ وصِلْ کا عکس ہے چونکہ اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور سورۃ کے درمیان وصل اور فصل دونوں جائز ہیں اس لئے ہر اوامر کے درمیان ایک واوٗ عاطفہ لائے ہیں، یہ اوامر اگرچہ اسمائے مقررہ سے نہیں ہیں لیکن محاورہ عرب میں بجائے اسمائے مقررہ کے ان اوامر کے ساتھ قراء عرب حکم کرتے ہیں، ان اوامر کے بیان کرنے سے یہ فائدہ ہوا کہ قراء عجم بالخصوص ہندوستانیوں کو ان اوامر سے اجنبیت نہ رہے گی اور تطبیق ادا کے ساتھ محاورۂ عرب کی بھی تطبیق ہو جائے گی۔ ان چار صورتوں میں سے فصل اول وصل ثانی بہتر ہے۔

م اور دوسری صورت یعنی جب شروع سورۃ درمیان قرأۃ سے ہو پس کسی سورۃ کو ختم کر کے دوسری سورۃ یا وہی سورۃ شروع کی جائے تو اس صورت میں بروایت حفصؒ جن کی روایت ہندوستان میں مروج ہے بسم اللہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔

ش درمیان قراءۃ یعنی اگر ختم سورۃ پر وقف نہ کیا جائے بلکہ وصل ہی کی حالت میں دوسری سورۃ شروع ہو جائے تو اس کو بین السورتین کہتے ہیں، اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں قراء کا اختلاف ہے چونکہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ انہیں قراء میں سے ہیں جن کے نزدیک بسملہ ہر سورۃ کے شروع کا جز ہے اسی وجہ سے خصوصیت کے ساتھ بیان کیا کہ اس صورت میں بروایت حفصؒ بسم اللہ ضرور پڑھنا چاہیئے تاکہ نہ روایت ناقص ہو نہ شروع سورۃ اور نہ تارکین بسملہ سے التباس لازم آئے پس اس کو تکرار بیان پر محمول کرنا غلطی ہے چونکہ یہ محل اختلاف تھا اس لئے بیان کر دیا۔ اگر کسی ختم سورۃ پر وقف کر کے دوسری سورت یا وہی سورۃ شروع کی تو یہ ابتدا تقدیری ہے، اِس صورت میں بسملہ پر قراء کا اختلاف نہیں ہے، اسی وجہ سے یہاں بین السورتین بمعنی وصل نہیں ہے بلکہ بمعنی وسط قراءۃ ہے اگرچہ وقف کیا جائے چونکہ درمیان قراءۃ میں وصل والی صورت بھی پائی جاتی ہے جس سے بین السورتین لازم آتا ہے اور اس میں قراء کا اختلاف ہے اس لئے بین السورتین کی تشریح کرتے ہوئے بیان کر دیا گیا کہ حفصؒ کے نزدیک بسملہ پڑھنے کے متعلق اس صورت میں کوئی اختلاف نہیں ہے پس اگر کوئی سورۃ مکرر پڑھی جائے تو اس صورت میں بھی ہر مرتبہ بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے چونکہ سورۂ توبہ کو پہلے ہی مستثنیٰ کر چکے ہیں اس لئے یہاں استثنا نہیں کیا۔

حفص رحمۃ اللہ علیہ قراء سبعہ میں سے امام عاصم صاحب کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے بلا واسطہ شاگرد اور راوی ہیں ان کے دوسرے راوی شعبہ ہیں جن کی کنیت ابو بکر ہے بعض قرآن مجید کے حاشیہ پر ص کے ساتھ شعبہؒ کی قراءۃ لکھی رہتی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی امام عاصم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پوری قراءت اِن دونوں راویوں کے ذریعہ معلوم کرنا چاہے تو معلوم کر سکتا ہے کیونکہ حروف ابجد اور قراء کی ترتیب کے لحاظ سے حفصؒ کے لئے ع اور شعبہ کے لئے ص رمز اور علامت ہے۔ امام حفصؒ کی کنیت ابو عمرو ہے اور ان کے والد کا نام سلیمان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کوفہ کے رہنے والے اور نہایت ہی ثقہ تھے ۱۸۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی روایت بہت مشہور اور اس قدر شائع ہے کہ ہندوستان کے علاوہ جہاں تک امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین ہیں وہاں تک ان کی روایت پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے امام صاحبؒ بھی علم قرارت میں امام عاصم صاحب کے شاگرد ہیں لہٰذا موافقت روایت کی وجہ سے حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت زیادہ پڑھی پڑھائی جانے لگی حتیٰ کہ بعض اہلِ علم اور مؤرخ یہ یہ گمان کرنے لگے کہ اُنہیں کی روایت کے موافق قرآن مجید نازل ہوا بس یہی قرآن مجید ہے اور دیگر قراءتیں جو کہ متواترہ ہیں نعوذ باللہ وہ قرآن مجید نہیں بلکہ جو اختلافِ قرارت تھے ان سب کو حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے زمانۂ خلافت میں ختم کر دیا' اب کوئی اختلاف قرارت باقی نہیں' یہ سراسر غلطی اور ان کی لاعلمی ہے' الحمدللہ کہ اختلافِ قرارت اُسی طرح محفوظ ہے جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ علم قرارت کو تاریخ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ تواتر اور صحت اسناد سے تعلق ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ لہٰذا قرارت سبعہ متواترہ میں سے کسی قرارت کو غیر مشہور اور غیر مناسب الفاظ سے تعبیر کرنا جائز نہیں۔ چونکہ عوام کی سہولت کے خیال سے متاخرین نے قرآن مجید میں نقطے اور اعراب لگا دیئے ہیں اس وجہ سے غیر مقلدین اور شوافع بھی انہیں کی روایت پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اگرچہ امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ علم قرارت میں امام ابن کثیر صاحب مکی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں لیکن التزام مذہب اختصاص قرارت کو مستلزم نہیں ہے' اس لئے کہ قراء سبعہ کی کل قراءتیں متواترہ ہیں اور ہر ایک کا پڑھنا صحیح اور جائز ہے مگر خلط فی القرات یا خلط فی الروایت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہونا چاہیئے حتیٰ کہ خلط فی الطرق سے بھی احتراز چاہیئے۔ جن سے راویوں کی روایت شائع ہوتی ہے ان کو طریق کہتے ہیں اور ان کی قراءت کو وجہ کہتے ہیں پس چونکہ قرآن مجید کی ادا میں یہی احتیاط ہے کہ کوئی پڑھنے والا اپنے شیخ اور استاذ کے خلاف نہ پڑھے ورنہ اس کی قراءت غیر معتبر سمجھی جائے گی اسی طرح شیوخ کے لئے بھی التزام طریق ضروری ہے، اس لئے روایت حفص؆ کے مسائل طریق شاطبی؆ کے موافق ضیاء القراءت میں بیان کئے گئے ہیں۔ کتب قراءت میں جو مسائل لکھے جاتے ہیں وہ تلاوت سے متعلق ہیں، اس میں ائمہ قراء کی تقلید واجب ہے جس طرح فقہ میں ائمہ فقہا کی تقلید واجب ہے، لہٰذا تراویح میں صرف ایک جگہ کلام اللہ کی کسی سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا چاہیئے اگرچہ حفص رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بسملہ جزو سورۃ ہے لیکن چونکہ امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک علاوہ آیت اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بسملہ جزو قرآن ہے اس وجہ سے ایک جگہ پڑھنے سے حنفیوں کے نزدیک قرآن مجید پورا ہو جائے گا، تراویح میں روایت حفص؆ کے موافق قاری ہر سورۃ کے شروع میں بسملہ پڑھنے کا مکلف نہیں ہے اگر کسی شخص نے تراویح میں ہر سورۃ کو بسم اللہ کے ساتھ پڑھ کر شروع کیا تو اس سے عدم تقلید لازم آئے گی اور تراویح کے علاوہ تلاوت میں ہر سورۃ کے شروع میں بروایت حفص؆ بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، ورنہ جتنی سورتیں بغیر بسم اللہ کے پڑھی جائیں گی اتنی سورتیں ناقص ہوں گی۔ اب اس کے بعد دوسری صورت میں بسم اللہ پڑھنے کے طریقے بیان کرتے ہیں۔

۴ چاہے دونوں سورتوں کے درمیان فصل کیا جائے یا وصل اور بسم اللہ پڑھنے کی صرف تین صورتیں ہیں وصل کُل اور فصل کُل اور فصل اول وصل ثانی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ش یعنی درمیان قراءت شروع سورۃ میں کسی سورۃ کو ختم کر کے دوسری سورۃ یا وہی سورۃ شروع کی جائے تو اس صورت میں بسم اللہ کو تین طریقے سے پڑھنا جائز ہے جیسا کہ بیان کیا اور چوتھی صورت کے عدم جواز کی وجہ آگے خود بیان فرماتے ہیں۔

م چوتھی صورت وصل اول فصل ثانی اس میں جائز نہیں کیونکہ بسم اللہ کو شروع سورۃ سے تعلق ہے اور اس صورت میں بسم اللہ کو جس سے ملا کر پڑھا جائے گا اُس سے بسم اللہ کا تعلق معلوم ہوگا۔

ش چونکہ وصل اول فصل ثانی کی صورت میں دو خرابیاں لازم آتی ہیں اس لئے یہ صورت ناجائز ہے ایک تو ختم ہونے والی سورۃ سے بسملہ کا اتصال دوسرے ابتدا سورۃ میں ترک بسملہ لازم آئے گا کیونکہ وصل اول کی وجہ سے بسم اللہ کا تعلق ختم سورۃ سے ہو جائے گا اور شروع سورۃ بلا بسملہ معلوم ہوگی اسی وجہ سے فرمایا کہ بسم اللہ کو جس سے ملا کر پڑھا جائے گا اُس سے بسم اللہ کا تعلق معلوم ہوگا یہ خرابیاں وصل کل اور فصل کل میں نہیں لازم آتیں اگرچہ وصل کل میں بھی ختم سورۃ سے اتصال ہوتا ہے مگر معًا بسم اللہ کا شروع سورۃ سے بھی اتصال ہو جاتا ہے اس لئے وصل کل بلا تکلف جائز ہے چونکہ بسم اللہ شروع سورت کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے صرف ختم سورۃ کے ساتھ اتصال ناجائز ہے۔

م اور جب کسی سورۃ کو ختم کر کے سورۂ توبہ شروع کی جائے تو وصل وقف سکتہ تینوں وجہ جائز ہیں۔

ش چونکہ سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ ثابت اور مروی نہیں چاہے ابتدائے قراءت شروع براءۃ ہو یا درمیان قراءۃ ابتدا براءۃ ہو اس وجہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان قرأت میں بلا بسملہ سورۂ توبہ شروع کرنے کے تین ہی طریقے جائز ہیں وصل بنا بر اصل اور وقف بنا بر فصل اور سکتہ بوجہ ذوجہتین جائز ہے لیکن وقف اولیٰ ہے۔

م تیسری صورت یعنی جب شروع قرأت درمیان سورۃ سے ہو تو اعوذ باللہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔

ش چونکہ اس صورت میں محل استعاذہ ہی پایا گیا اس لئے صرف استعاذہ ضروری ہے چنانچہ لفظ ضروری سے وجود محل کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور بسملہ کے متعلق خود ہی فرماتے ہیں۔

م چاہے بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

ش یعنی اگر درمیان سورۃ سے پڑھنا شروع کرے تو بسملہ پڑھنے کی بابت اختیار ہے اگر محل کے نہ پائے جانے کا خیال ہو تو نہ پڑھے اور اگر ابتداء قرأت کا خیال ہو کہ نفس ابتدا کے بارے میں حدیث بسملہ وارد ہے تو اس صورت میں بسملہ پڑھنا جائز بلکہ اولیٰ ہے۔

م پس اگر بسم اللہ بھی پڑھی جائے تو صرف دو وجہ جائز ہیں فصل کل اور وصل اول فصل ثانی۔

ش یعنی اگر کوئی شخص حدیث بسملہ پر عمل کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھے تو درمیان سورۃ سے بسملہ کا وصل نہ کرے کیونکہ اس وقت بسملہ قرآن کی حیثیت سے نہیں ہے اور غیر قرآن کا قرآن سے اتصال جائز نہیں، اسی وجہ سے وصل کل اور فصل اول وصل ثانی جائز نہیں لیکن "جائز نہیں" معنی میں حرام کے نہیں ہے بلکہ غیر مختار اور غیر مقروٴ کے معنی میں ہے خلاصہ یہ کہ طریقۂ مذکور بہتر نہیں پس اگر کوئی بسم اللہ کا درمیان سورۃ سے وصل کرے تو اس کا خیال رکھے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع میں شیطان کا نام نہ ہو ورنہ قصداً پڑھنے سے عدم جواز کی وجہ شرعی سوئے ادبی ہوگی کیونکہ اللہ پاک کی صفت کو شیطان لعین کے نام سے ملاکر پڑھنا خلاف ادب ہے۔

م اور اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو اعوذ باللہ کو شروع قراءت سے فصل کر کے پڑھنا چاہیئے۔

ش یعنی درمیان سورۃ سے شروع کرنے میں اگر صرف استعاذہ ہی کیا جائے تو اس کو قرآن مجید سے فصل کر کے پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ استعاذہ خارج عن القرآن ہے۔

م اس میں وصل بھی جائز ہے بشرطیکہ شروع میں اللہ پاک کا کوئی نام نہ ہو۔

ش یعنی درمیان سورۃ سے شروع کرنے میں استعاذہ کا اتصال بھی جائز ہے اگرچہ خارج عن القرآن ہے لیکن استعاذہ کے وصل سے التباس عن القرآن لازم نہ آئے گا اس لئے کہ استعاذہ بالاتفاق غیر قرآن ہے بخلاف اتصال بسملہ کے کہ اس صورت میں التباس عن القرآن لازم آئے گا اس وجہ سے بسملہ کا اتصال کسی آیت سے جائز نہیں۔ استعاذہ کا وصل اگرچہ جائز ہے لیکن خلافِ اولیٰ ہے دوسرے یہ کہ استعاذہ کا وصل جائز بالشرط ہے جبکہ شروع میں اللہ پاک کا کوئی نام نہ ہو بلکہ کوئی ایسی ضمیر بھی نہ ہو جس کا مرجع ذاتِ باری تعالیٰ ہو جیسے اِلَیۡہِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ وغیرہ اس لئے کہ شیطان کی صفت ذمیّہ کا لفظ اللہ سے اتصال لازم آئے گا جو خلاف ادب ہے چنانچہ اسی سوئے ادبی کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سے استعاذہ کا اتصال مناسب نہیں اگرچہ اس کی تصریح اور ممانعت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری نظر سے نہیں گذری لیکن محتاجِ بیان بھی نہیں کیونکہ ایسے موقع پر اقتضائے طبع خود مقتضائے ادب ہے۔

م اعوذ باللہ اور بسم اللہ ہر ایک آہستہ اور بلند آواز سے پڑھے جانے میں تابع قرارت کے ہے۔

ش چونکہ استعاذہ اور بسملہ کے بالجہر اور بالسّر پڑھنے کے بارے میں متابعت قرارت مخالفت قرارت سے بہتر ہے اس لئے اس صورت کو اختیار فرمایا ہے یعنی اگر قرارت بالجہر مقصود ہو تو ان دونوں کو بھی بالجہر پڑھیں، ورنہ قرارت بالسر کی صورت میں ان دونوں کو بھی بالسر پڑھنا چاہیئے اور مخالفت قرارت کی دو صورتیں ہیں قرارت بالجہر[۱] استعاذہ بالسر اور قرارت[۲] بالسر استعاذہ بالجہر لیکن استعاذہ بالجہر کے اکثر قائل ہیں اگرچہ قرارت بالسر ہو کیونکہ استعاذہ شعائر قرارت سے ہے جو اعلان کو مستلزم ہے چنانچہ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا پر جب ہی عمل ہو سکتا ہے کہ استعاذہ بالجہر ہو تا کہ لوگوں کو قرآن مجید پڑھے جانے کا علم ہو جائے اور جو استعاذہ بالسر کے قائل ہیں وہ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اور إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا پر عمل کرتے ہیں اگرچہ قرارت بالجہر ہو اور بعض استعاذہ بالجہر کو شرط عدمی کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ قاری حالت نماز میں نہ ہو یا قرآن کا دور نہ کرتا ہو لہٰذا اگر سامع ہو یا قرارت بالجہر مقصود ہو تو استعاذہ بالجہر کرنا چاہیئے باقی بسملہ کے بالجہر اور بالسر کے بارے میں قراء کا کوئی اختلاف نہیں ہے اس کے بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر لوگ بسملہ کے بالجہر اور بالسر کے متعلق بھی دریافت کرتے ہیں لہٰذا معلوم ہونا چاہیئے کہ بسملہ کا تابع قرارت ہونا تبعاً ہے اور استعاذہ کا تابع قرارت ہونا ضمناً ہے اور چونکہ وسط سورۃ کے شروع میں بسملہ بھی غیر قرآن ہے اس لئے بیان کرنے سے اس کا بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم ظاہر ہو گیا اس وقت گویا استعاذہ اور بسملہ دونوں کی مشارکت حکماً ہے۔

م بموجب آیۂ شریفہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا جب کلام اللہ پڑھا جائے تو پڑھنے والے کو ترتیل کے ساتھ پڑھنا واجب اور موجب ثواب ہے۔

ش پہلا موجب بمعنی موافق دوسرا موجب بمعنی مستحق ہے یعنی اللہ تعالےٰ کے اس حکم کے موافق کہ قرآن مجید کو ترتیل ہی کے ساتھ پڑھو لہٰذا ہر شخص کے لئے ترتیل کے ساتھ کلام اللہ پڑھنا واجب ہے، اور پڑھنے والا ثواب کا بھی اُسی وقت مستحق ہے جبکہ قرآن مجید ترتیل کے ساتھ پڑھے، اور اگر قرآن مجید ترتیل کے ساتھ پڑھنے پر قدرت نہیں تو ترتیل حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے، تاکہ ترتیل کے ساتھ پڑھنے سے قرآن مجید موافق نزول اور مامور بہ کے ہو جائے۔ ترتیل کا حکم بیان کرنے کے بعد اس کی وعید بیان کرتے ہیں۔

م اور ترتیل کے خلاف پڑھنے میں عذاب اور نماز نہ ہونے کا خوف۔

ش چونکہ ترتیل واجب ہے اور وجوب کبھی عرفاً بھی مستعمل ہوتا ہے، اس لئے اس کی وعید شدید بیان کر کے وجوب شرعی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس کے ترک سے گناہ لازم آتا ہے پس اگر ترتیل کے خلاف پڑھا گیا تو دو وجہوں سے خوف عذاب ہے ایک ترکِ وجوب کے مرتکب ہونے سے، دوسرے تحریف ادا سے کیونکہ وحی منزل کے موافق قرآن نہ پڑھا گیا تو یہ بھی ایک قسم کی تحریف ہے مثلاً ابدال حرف بحرف آخر، یا ابدالِ سکون بالحرکۃ، یا ابدالِ حرکت بالسکون وغیرہ ہو جائے یہ اگر قصداً ہے تو تحریف کرنے والا کافر ہے، ورنہ گنہگار ہے۔ اِس وجہ سے خلاصہ میں فرماتے ہیں وَلَزِمَ الْاِثْمُ عَلٰی تَرْکِہٖ لَاسِیَّمَا لِمَنْ لَّا یُبَالِیْ شَانَہٗ یعنی ترتیل اور تجوید کا تارک گنہگار ہے بالخصوص ایسا شخص کہ لاپرواہی کرے، اس کی اہمیت کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں رُبَّ قَارٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ یعنی بہت سے پڑھنے والے ہیں قرآن کے حال یہ ہے کہ قرآن کریم اُن پر لعنت کرتا ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ تلاوت کا حق نہیں ادا کرتے یعنی ترتیل سے قرآن مجید نہیں پڑھتے اسی وجہ سے فرمایا کہ ترتیل کے خلاف پڑھا گیا تو نماز نہ ہونے کا خوف ہے اس لئے کہ بعض مرتبہ غلطی سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسا کہ کبیری شرح منیہ میں ہے کہ کسی نے اَللّٰہُ الصَّمَدُ میں صاد کی جگہ سین پڑھ دیا تو نماز فاسد ہو گئی جو سجدۂ سہو سے بھی صحیح نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ قرآن مجید صحیح نہ پڑھا جائے، یا کسی نے ایسی غلطی کی کہ نماز فاسد نہیں ہوئی تو جس قدر نماز میں قرآن مجید غلط پڑھا گیا اُسی قدر نماز میں بھی نقصان لازم آئے گا۔ کوئی عقلمند اس کو پسند نہ کرے گا کہ تھوڑی سی غفلت سے عمر بھر کی نماز ناقص ہو چنانچہ وعید کے بعد تنبیہ فرماتے ہیں۔

م پھر اللہ پاک نے جب ترتیل کا حکم ظاہر فرما دیا اور علماء و قراء ترتیل کا حکم بتلانے والے اور ترتیل کے ساتھ کلام اللہ پڑھانے والے ہر زمانے میں موجود ہیں؛ تو نہ تو دنیا میں یہ عذر ہو سکتا ہے کہ ہم کو ترتیل کا ضروری ہونا معلوم نہیں اور معلوم بھی ہو تو کوئی سکھانے والا نہیں؛ اور نہ قیامت میں اللہ پاک کے سامنے کوئی عذر چلے گا۔

ش یعنی اگر ترتیل کا ضروری ہونا معلوم بھی ہو گیا ہے؛ اور ترتیل کے ساتھ پڑھانے والے بھی ہیں تو ترتیل کے سیکھنے میں ہرگز کوتاہی اور غفلت نہ کرنا چاہیئے؛ ورنہ سمجھ لیں کہ ان کا عذر دنیا اور آخرت میں نہیں چلے گا۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ چاہے عمر بھر کی نماز ناقص ہو لیکن صحتِ صلوٰۃ کے لئے صحتِ قراءت میں کوشش نہ کی جائے۔ تنبیہ کے بعد ترہیب بیان کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م جیساکہ دنیا میں کوئی شخص تعزیراتِ ہند کی خلاف ورزی کرکے اپنے حاکم کے سامنے یہ عذر نہیں کرسکتا کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ تعزیرات کی خلاف ورزی کرنے میں کوئی جرم اور سزا ہے اگر کوئی یہ عذر کرے تو قبول نہیں بلکہ بیوقوف بن کر سزا ضرور پاوے گا۔

ش جبکہ ترتیل کا ہونا ضروری معلوم ہوگیا تو اس کے بعد ترہیبًا فرمایا کہ ترتیل حاصل نہ کرسکنے کی کوئی وجہ نہیں اور نہ کوئی عذر چل سکتا ہے لہٰذا ترتیل کی طرف سے غفلت نہ کرنا چاہیئے۔ عذر بمعنی حیلہ اور بہانہ جو قابل قبول نہ ہو۔ اس کے بعد ترغیب بیان کرتے ہیں۔

م پس چونکہ کم سے کم نماز میں کلام اللہ پڑھنا ضروری اور کلام اللہ ترتیل کے ساتھ پڑھنا ضروری اور ترتیل بلا سیکھے دشوار کیونکہ کلام اللہ زبان عربی فصیح میں ہے اور ترتیل کا سیکھنا آسان جیساکہ انشاء اللہ تعالیٰ ابھی معلوم ہوجائے گا لہٰذا ترتیل کا سیکھنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

ش یعنی اگر کوئی شخص کسی مجبوری سے پورا کلام اللہ صحیح نہیں کرسکتا تو کم از کم بقدر مَا تَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوۃُ ہی ترتیل حاصل کرے اِس لئے کہ نماز میں قراءتِ قرآن فرض ہے اور قرآن ترتیل کے ساتھ پڑھنا فرض ہے۔ لہٰذا ہر شخص کے لئے اتنا فرض ہے کہ جتنا زبان سے قرآن ادا کرے وہ صحیح ہو۔ حضرت نے یہ عنوانِ بیان صرف اس وجہ سے اختیار فرمایا ہے کہ شاید لوگوں کو نماز ہی کے شوق میں کلام اللہ صحیح پڑھنا آجائے کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت اگرچہ مستحب ہے لیکن جب پڑھا جائے تو صحت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے اِس لئے فرمایا کہ ترتیل کا سیکھنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ اس کے بعد طریقۂ تحصیل بیان کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م اور سیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب استاد کامل پڑھ کر سناوے تو غور سے سُنے پھر خود اُستاد کو سُناوے تو اس کی کوشش کرے کہ جس طرح سُنا ہے اُسی طرح پڑھے، اور حرفوں کو ادا کرے، اور جو جو غلطیاں استاد بتلائے ان کے صحیح کرنے کی زیادہ کوشش کر کے مشق کرے تاکہ پھر کبھی غلطی نہ ہو اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ترتیل آجائے گی۔

ش طریقۂ تحصیل کو اس انداز سے بیان کیا ہے کہ جس سے ترتیل کا حاصل کرنا باآسانی سمجھ میں آجائے۔ اس کو بھی بتادیا کہ لاپرواہی سے مشق کرنا یا محض صحیح طریقہ سے اُستاد کو سُنادینا قابلِ اعتماد نہیں ہے تاوقتیکہ کوشش کے ساتھ صحیح مشق نہ کی جائے اور صحیح مشق بھی تاوقتیکہ اس درجہ پختہ نہ ہو جائے کہ پھر کبھی غلطی نہ ہو جیسا کہ علامہ جزری فرماتے ہیں واللفظ فی نظیرہٖ کمثلہٖ یعنی صحیح لفظ اپنی نظیر میں مثل اپنے کے ہے کہ جب ایک صحیح لفظ کا مثل دوسری جگہ آئے تو وہ بھی اسی کے مثل صحیح ادا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ تجوید کے ساتھ مشق کرنے میں اس قدر کوشش کی جائے کہ غیر مشق والا رکوع بھی بے تکلف پڑھ سکے کیونکہ مشق کا معیار یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ بلاقصد صحیح ادا ہوں۔ اگر مشق میں اس درجہ پختگی نہ ہوئی تو پورے قرآن مجید کے صحیح پڑھنے پر قدرت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا جو سہل طریقہ بیان کیا گیا ہے اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔ اب ترتیل کی تعریف بیان کرتے ہیں۔

م کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیل کے یہ معنی بتلائے ہیں کہ تجوید یعنی صحیح مخرج اور صفت سے ادا کرنا اور معرفۃ وقوف یعنی جگہ اور قاعدے رہاؤ کے پہچاننا تاکہ جب وقف کی ضرورت ہو تو وقف بے موقع اور بے قاعدہ خلاف طریقۂ عربی نہ ہو جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ش چونکہ ترتیل کی حقیقت معلوم ہونے پر سہولت ترتیل کا سمجھنا موقوف تھا اس لئے سہولت ترتیل کی علت میں ترتیل کی تعریف اور حقیقت بیان کی، کہ ترتیل صرف تجوید الحروف و معرفۃ الوقوف جاننے کا نام ہے پس جو شخص حرفوں کو مخارج و صفات کے ساتھ ادا کرے، اور کیفیت وقف و محل وقف کو پہچان لے اس کی ترتیل کامل ہے۔ اس کے بعد طریقۂ ضبطِ تجوید بیان کرتے ہیں۔

م اور اکثر آدمی اکثر حرفوں کو صحیح ادا کرتے ہیں، صرف بعض بعض حرف میں غلطی ہوتی ہے اور کل حرف کلام اللہ کے انتیس ۲۹ ہیں جیسا کہ مخرج کے بیان میں معلوم ہوگا، تو اگر چار پانچ یا دس گیارہ حرف کی غلطی ہے تو تھوڑی دیر میں اس کو کسی استاد کامل سے صحیح کر کے دو چار روز مشق کر کے پختہ کر لینا تاکہ پھر غلطی نہ ہو کیا مشکل ہے۔

ش یعنی اگر کسی شخص میں تجوید کی ایسی صلاحیت ہے کہ اُس سے اکثر حرف صحیح ادا ہوتے ہیں اور کوئی استاد کامل بھی مل جائے تو اس کے لئے تجوید حاصل کر لینا بہت ہی آسان ہے، کیونکہ ایسے آدمی کو اتنی ہی مشق کرنی پڑے گی کہ جتنے حرف صحیح نہ ادا ہوتے ہوں اس کے بعد طریقۂ تکمیل بیان کرتے ہیں۔

م اور اگر بالفرض کسی سے سب حرف انتیسوں ۲۹ صحیح نہ ادا ہوتے ہوں تب بھی دو ۲ دو ۲ چار ۴ چار ۴ حرف روزانہ صحیح کر کے ہفتہ دو ہفتہ میں کل حروف صحیح کر کے چند روز مشق کر لینا اور پورا کلام اللہ صحیح کر لینا کچھ مشکل نہیں کیونکہ تمام کلام اللہ میں یہی اُنتیس ۲۹ حرف ہیں کہیں کہیں ایک حرف دوسرے حرف سے مل کر بھی دشوار معلوم ہوتا ہے اس وجہ سے جو جو حرف غلط ہوں جب صحیح ہو جائیں تو ایک دفعہ پورا کلام اللہ سُنا دیا جاوے بس۔

ش یعنی اولاً تو ایسا نہیں ہے کہ کسی شخص سے سب ہی حرف غلط نکلتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں لیکن بفرضِ محال اگر ایسا ہو بھی تو ایسے لوگوں کے لئے جو آسان طریقہ بیان کیا ہے اُسی پر عمل کرنا چاہیئے تاکہ تجوید آسانی کے ساتھ حاصل ہو جائے۔ انتہا یہ کہ کوشش بلیغ کرنے والوں کے لئے مدت معینہ ہفتہ دو ہفتہ یعنی صرف مشق کی وجہ سے جو زمانہ صرف ہو اس کو بھی بطریق تخمینہ بیان کر دیا تاکہ جو لوگ اس علم کو بہت مشکل سمجھتے ہیں اُن کو معلوم ہو جائے کہ کوشش کرنے والوں کے لئے زیادہ زمانہ نہ لگے گا لہٰذا اس علم کی طرف توجہ کریں ہاں اگر ایک حرف دوسرے حرف سے مل کر دشوار معلوم ہو تو چاہیئے کہ مشق ہی کے وقت اس کو بھی ٹھیک کرلیں۔ بہرحال جب انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے طرفاً طرفاً خوب مشق ہو جائے تو شروع سے آخر تک پورا قرآن مجید حرفاً حرفاً کسی معتمد اور مستند قاری کو سُنا کر اطمینان کر لیا جائے تاکہ پورا کلام اللہ صحیح پڑھنے پر قدرت ہو جائے بس یعنی اسی پر تکمیلِ تجوید موقوف ہے۔

حضرت نے اس علم کی سہولت اور طریقہ حصول پر اس وجہ سے زیادہ زور دیا کہ عام لوگ اس علم کو بہت مشکل سمجھتے ہیں بلکہ قراء عجم ہمیشہ کہتے رہے کہ یہ علم بیس۲۰ برس میں بھی نہیں آسکتا اس وجہ سے لوگوں کو علم تجوید حاصل کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی مگر کمال تو یہ ہے کہ جیسا سہل الحصول طریقہ بتایا ویسا ہی پڑھا کر دکھا دیا کہ تھوڑے عرصہ میں اِس سرچشمۂ فیض نے ہزارہا لوگوں کو علم تجوید و قراءت کے انمول موتیوں سے مالا مال کر دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ تاریخ کے صفحات میں حضرت والد صاحب قبلہ کی یہ پہلی ہستی ہے کہ جس نے قلیل مدت میں کیسے کیسے لائق فائق قاری اور مقری بنا کر فارغ کر دیئے، کہ آج وہ علم تجوید و قراءت کے تدریس پر متمکن ہیں، اور اہلِ علم اُن پر فخر کرتے ہیں بالخصوص آپ کے تلامذہ میں مدرسین درجۂ قراءت مدرسۂ عالیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرقانیہ لکھنؤ اور قراء فارغین مدرسۂ سبحانیہ الہ آباد وغیرہ زندہ مثالیں ہیں، اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک اس سلسلہ میں علم قراءت کی ضیاء باریاں رہیں گی جس سے حضرت کا یہ چشمۂ فیض ہمیشہ جاری رہے گا۔ چنانچہ اسی طریقۂ حصول پر اب بھی حضرت کے لائق تلامذہ کاربند ہیں کہ جن سے ایک عالم فیضیاب ہو رہا ہے، یہ خصوصیت حضرت کے تلامذہ کے علاوہ کسی میں نہیں ہے جو اس سلسلہ کے مقبول ہونے کی نشانی ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

اب اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ حرفوں کو مخارج اور صفات سے ادا کر لینا اور وقف کی رعایت سے کلام اللہ پڑھنا تو کوئی مشکل نہیں ہے لیکن اس قدر جلد وہ لہجہ کہاں آسکتا ہے کہ جس طرح قراء پڑھا کرتے ہیں تو اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

م رہا لہجہ عربی سو یہ تجوید و قراءت میں داخل نہیں۔

ش جب ترتیل کا حکم اس کی وعید اور تنبیہ، ترغیب، طریقۂ تحصیل، تعریف طریقۂ ضبط تجوید و طریقۂ تکمیل بیان کر چکے تو اس کے بعد لہجہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ تجوید و قراءت لہجہ پر موقوف نہیں ہے یعنی لہجہ اس قدر ضروری نہیں کہ اس پر صحتِ قرآنی موقوف ہو۔ لہجہ کو تجوید و قراءت کی تعریف موضوع وغیرہ سے کوئی علاقہ نہیں یہ ایک امر زائد ہے لیکن چونکہ محسنات قراءت سے ہے اس لئے ایسا بھی نہ چاہیئے کہ لوگ اس کی طرف سے غفلت اور لاپرواہی کریں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ یعنی قرآن مجید کو اپنی آوازوں سے سنوار کر کے پڑھو۔ اس لئے فرماتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م البتہ عربی لہجہ سے پڑھنا مستحسن اور بہت اچھا ہے۔

ش چونکہ کلام اللہ عربی زبان میں ہے، اس لئے عربی لہجہ سے پڑھنا بہتر ہے۔ اگر کسی سے عربی لہجہ کی نقل نہ ہو سکے تو اس کو چاہیئے کہ دو باتوں کا ضرور خیال رکھے ایک تو یہ کہ قرآن مجید کو قواعدِ تجوید کے موافق پڑھے دوسرے یہ کہ غایت بے تکلفی کے ساتھ پڑھے یہاں مستحسن بمعنی مستحب ہے لہٰذا قصداً لہجہ کی طرف سے غفلت کرنا یا لہجہ کی وجہ سے تجوید میں غلطی کرنا بہت بُرا ہے تجوید کے ساتھ لہجہ کا بھی خیال رکھنا چاہیئے اصطلاح قراء میں تَزْيِينُ الصَّوْتِ بِمَا يُوَافِقُ بِالتَّجْوِيْدِ کو لہجہ کہتے ہیں یعنی اچھا کرنا آواز کا موافق تجوید کے پس اگر لہجہ کی رعایت سے پڑھنے میں تجوید کی غلطی ہو گئی، تو نغم ہو جائے گا جس کو گانا کہتے ہیں۔ اِس طرح پڑھنا حرام ہے لہٰذا قرآن مجید کو تصنع اور بناوٹ سے بچتے ہوئے تجوید کے موافق بلا کسی تکلف کے پڑھنا چاہیئے اور جو لوگ لہجہ کے غم میں تجوید کی پرواہ نہیں کرتے اُن کو سمجھاتے ہیں۔

م اگر نہ ہو سکے تو یہ اس قدر ضروری بھی نہیں۔

ش یعنی اگر تجوید کی بخوبی مشق ہو جائے، اور لہجہ نہ بنتا ہو تو اتنا مضائقہ نہیں جتنا کہ لہجہ بنانے کی وجہ سے تجوید میں غلطی کرے کیونکہ لہجہ اس قدر ضروری نہیں جس قدر تجوید ضروری ہے اس لئے کہ تجوید واجب ہے اور لہجہ مستحب ہے۔ پس اگر لہجہ کی رعایت سے پڑھنے میں لحن جلی ہو جائے تو حرام ہے، ورنہ مکروہ ہے کیونکہ تجوید کے خلاف پڑھنے کو لحن کہتے ہیں اور شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ جب بلا اُستاد ترتیل حاصل نہیں ہو سکتی تو کتاب کی ضرورت کیا ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م اگرچہ بلا استاد کامل محض کتاب سے ترتیل حاصل نہیں ہو سکتی مگر کتاب سے مدد ضرور ملتی ہے اس وجہ سے ترتیل کے ضروری قاعدے لکھے جاتے ہیں۔

ش کتاب پڑھنے کا فائدہ بیان کرتے ہیں کہ جب کتاب کی بدولت مسائل ضبط ہو جاتے ہیں، تو قرآن مجید صحیح پڑھنے میں مدد ملتی ہے، اس وجہ سے کتابیں لکھی اور پڑھی پڑھائی جاتی ہیں۔ ترتیل کی تعریف جو امام المفسّرین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیان کی ہے یعنی تجوید الحروف ومعرفة الوقوف یہ ایسی جامع تعریف ہے کہ اس سے تجوید اور وقف دونوں کا علم ہونا ظاہر ہو گیا یہاں سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ جس طرح تجوید واجب ہے اسی طرح معرفت وقف بھی واجب ہے پس اگر بلا معرفت وقف حاصل کئے ہوئے قرآن مجید پڑھا گیا تو پڑھنے والا گنہگار ہے جس طرح تجوید کا ترک کرنے والا گنہگار ہے کیونکہ معرفت وقف ترتیل کا دوسرا جزء ہے چنانچہ ترتیل ہی کے وجوب سے تجوید کا وجوب ثابت ہے اور ترتیل بھی اسی وقت کامل ہوگی جبکہ تجوید کے ساتھ وقف کی معرفت بھی حاصل کی جائے اسی وجہ سے علامہ جزریؒ فرماتے ہیں ؎

وَبَعْدَ تَجْوِيْدِكَ لِلْحُرُوْفِ لَابُدَّ مِنْ مَعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ

اگرچہ فی نفسہ وقف واجب نہیں لیکن جب وقف کیا جاوے تو اوقاف کی تمام باتوں کی رعایت کرنا بہت ضروری ہے تاکہ بے قاعدہ اور بے محل وقف نہ ہونے پاوے اسی وجہ سے معرفتِ وقف واجب ہے چونکہ بیان مطول پر بیان مختصر بھی کبھی مقدم ہوتا ہے، اس وجہ سے تجوید کے مسائل بیان کرنے سے پہلے وقف کے ضروری مسائل بطریق اختصار بیان کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م جب وقف کی ضرورت ہو تو حتی الامکان آیات اور علامات وقف کی رعایت کرنا بہت اچھا ہے۔

ش حتی الامکان کے لفظ سے وقف اختیاری کو مقید کرنا مقصود ہے کیونکہ وقف اضطراری میں امکان کا دخل نہیں، چونکہ وقف اضطراری ایک امر اتفاقی ہے اس لئے اس کو مؤخر فرمایا اگرچہ وقف اضطراری بھی وقف اختیاری کے حکم میں ہے جیسا کہ خلاصہ میں ہے وَلِحُکْمُ الْاِضْطِرَارِیْ کَاَحْکَامِ الْاِخْتِیَارِیْ قاری کے وقف کرنے کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں، وقف اختیاری، وقف اضطراری، وقف اختباری، وقف انتظاری، ان اوقاف میں سے وقف اختیاری اصل ہے اور معرفت وقوف کی دو قسمیں ہیں۔ کیفیت وقف، محل وقف ان سب صورتوں کو میں نے اپنی کتاب معرفۃ الوقوف میں بالتفصیل بیان کیا ہے۔ کیفیت وقف کو زیادہ تر علم قراءت سے تعلق ہے اس لئے کہ جس اداء کے ساتھ ائمہ قراء سے وقف ثابت ہے اسی کو کیفیتِ وقف کہتے ہیں اسی وجہ سے یہ بحث کتب وقف میں نہیں آتی چونکہ اس کتاب کو قراءت سے بھی تعلق ہے اس لئے بیان وقف کے ساتھ کیفیتِ وقف کو بھی بیان کر دیا لیکن نفس الامر کے لحاظ سے محل وقف کو کیفیت وقف پر مقدم فرمایا پس چاہیئے کہ وقف اختیاری میں آیات اور علامات وقف کے مراتب کا خیال رہے جیسا کہ بیان کرتے ہیں۔

م یعنی آیات پر وقف اَحَبّ ہے اس کے بعد میم پر پھر جیم پر پھر زاء پر پھر صاد پر۔

ش احب یعنی آیات پر وقف مستحب ہے جبکہ بخیال سنت ہو جیسا کہ خلاصہ میں فرماتے ہیں اَمَّا الْفَوَاصِلُ فَھِیَ اَحَبُّ الْاَوْقَافِ مُطْلَقًا اِنْ وَقَفَ عَلَیْھَا بِالسُّنَّةِ ورنہ بلا ضرورت ہر آیت پر وقف کرنا فعل عبث ہے اس لئے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیتیں وقف کی غرض سے نہیں ہیں، بلکہ اس کے اغراض اور ہیں۔ اگر آیتیں وقف کی غرض سے ہوتیں تو یہ ہمیشہ ختم کلام پر واقع ہوتیں۔ نیز ان پر علامتِ وصل نہ بنائی جاتی، اور نہ ان پر علامت وقف ہوتی۔ البتہ علامات وقف بغرض الوقف ہیں تاہم بمقابل علامت وقف آیت پر وقف اولیٰ ہے۔ اور اگر آیت پر بخیال سنت وقف نہ کیا جائے تو وصل اولیٰ ہے اس لئے کہ قراءت میں اصل وصل ہی ہے۔ دوسرے یہ کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آیات پر وقف ثابت ہے اسی طرح وصل بھی ثابت ہے۔ باقی درمیان آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف آٹھ جگہ وقف ثابت ہے۔

(۱) فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ پر (۲) مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ پر (۳) قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ پر (۴) وَكَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ پر (۵) وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا پر (۶) أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا پر (۷) ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ پر (۸) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ پر۔ پس ان مقامات پر وقف کرنے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مابعد سے ابتدا فرماتے تھے۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے صرف ایک جگہ سورۂ آل عمران میں قُلْ صَدَقَ اللَّهُ پر وقف کیا ہے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس جگہ وقف کیا ہے اور اس کے بعد سے ابتدا کی ہے۔ اسی کو وقف جبریل کہتے ہیں۔ آیات اور ان مقامات مذکورہ کے بعد وقف لازم کا مرتبہ ہے۔ جس کی علامت میم مـ ہے یہاں لازم بمعنی واجب نہیں بلکہ بمعنی آکد ہے یعنی ختم کلام ہونے کی وجہ سے وقف کرنے کی زیادہ تاکید ہے۔ اس لئے کہ وقف ختم کلام پر دلالت کرتا ہے ایسے موقع پر وقف نہ کرنے سے دوسرے معنیٰ کا وہم ہوگا۔ وقف لازم کے بعد وقف مطلق

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مرتبہ ہے جس کی علامت طؔ ہے یہ علامت بھی ختم کلام کے موقع پر ہوتی ہے، مگر غیر مؤکد ہے اس کے بعد وقف جائز کا مرتبہ ہے جس کی علامت جؔ ہے۔ یہ علامت ایسے موقع پر ہوتی ہے جس جگہ لفظی تعلق ختم ہو جاتا ہے اس لئے یہاں ٹھہرنے کی اجازت ہے بلکہ وقف بہتر ہے اس کے بعد وقف مجوز کا مرتبہ ہے۔ جس کی علامت زؔ ہے یہ علامت ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں تعلق لفظی ختم ہونے میں ضعف ہے، اسی وجہ سے اس جگہ وقف سے وصل بہتر ہے۔ اس کے بعد وقف مرخص کا مرتبہ ہے جس کی علامت صؔ ہے، یہ علامت ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں قاری کی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے وقف کی اجازت دی گئی ہے پس اگر قاری کو وقف کی ضرورت نہ ہو تو وقف نہ کرے۔ ان علامات وقف کے علاوہ بعض جگہ ق ك قف صل پانچ ۵ کا ہندسہ اور تین ؞ نقطے قریب قریب بنے رہتے ہیں لہٰذا اختصاراً ان کے احوال بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ ق علامت ہے قیل علیہ الوقف کی یعنی اس جگہ وقف ضعیف کہا گیا ہے۔ اور ك علامت ہے کذالك کی یعنی اس جگہ وقف کے بارے میں حکم ماسبق ہے یعنی کاف سے پہلے جیسی علامت ہوگی ویسا ہی اس جگہ بھی حکم دیا جائے گا۔ اور قف علامت ہے قد یوقف کی یعنی اس جگہ وقف ضعیف ہے اور صل علامت ہے قد یوصل کی یعنی اس جگہ وصل ضعیف ہے اور پانچ ۵ علامت ہے آیت مختلفہ کی یعنی بعض ائمہ قراء کے نزدیک آیت ہے، اور بعض ائمہ قراء کے نزدیک نہیں ہے لیکن وقف کرنے کے بعد اعادہ کی ضرورت نہیں اور تین نقطے علامت ہیں وقف معانقہ کی مثل لَا رَيْبَ ؞ فِيهِ ؞ اس کا حکم یہ ہے کہ وصل اول وقف ثانی یا وقف اول وصل ثانی جائز ہے وصل کل اس لئے بہتر نہیں کہ ربط وقطع کلام کا پتہ نہ چلے گا اور وقف کل کرنے سے درمیان والا کلمہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل غیر متعلق اور بے ربط ہو جائے گا اس لئے دونوں جگہ وقف نا جائز ہے

م وقف اولیٰ کو بلا ضرورت چھوڑ کر غیر اولیٰ پر ٹھہرنا مناسب نہیں۔

ش یعنی جب کئی علامتیں جمع ہوں تو حفظ مراتب کا خیال رکھنا چاہیئے تاکہ ترجیح ضعیف کی قوی پر نہ لازم آئے۔

م مثلاً آیت کو چھوڑ کر غیر آیت پر وقف بہتر نہیں۔

ش یعنی آیت کے ہوتے ہوئے نہ علامتِ وقف پر ٹھہرنا بہتر ہے نہ غیر علامت وقف پر اسی طرح قوی علامت وقف کے ہوتے ہوئے علامت ضعیف پر ٹھہرنا بہتر نہیں اسی طرح ضعیف علامت وقف کے ہوتے ہوئے غیر علامت وقف پر ٹھہرنا بہتر نہیں اور مطلقاً علامت وقف کے ہوتے ہوئے غیر علامت وقف پر وقف اختیاری نہ کرنا چاہیئے اور نہ علامت وصل پر ٹھہرنا چاہیئے اور اگر وقف اضطراری ہو جائے تو اِن دونوں صورتوں میں اعادہ کرنا چاہیئے لیکن اگر درمیان آیت کوئی وقف تام یا وقف کافی ایسے موقع پر ہو کہ جہاں کوئی علامت وقف نہ ہو تو ایسی صورت میں واقف کو مراتبِ وقف اور اپنی ضرورت کے لحاظ سے وقف کا اختیار ہے لیکن وقف کرنے کے بعد ان دونوں صورتوں میں اعادہ نہ کرنا چاہیئے اور ناواقف کے لئے اسی میں احتیاط ہے کہ آیات اور علامات وقف کی پابندی کرے یہ مراتبِ وقف جو بیان کئے گئے ہیں وقف اختیاری کے لئے ہیں اِس لئے چاہیئے کہ پڑھنے والا رعایتِ نَفَس کے ساتھ رعایت کلام کا خیال رکھے کہ کہاں کلام پورا ہوا کہاں نہیں پورا ہوا کیونکہ مراتب وقف کی رعایت کرنا محسنات قرارت سے ہے پس چاہیئے کہ جب قریب قریب آیت اور علامتِ وقف ہو یا قریب قریب کئی علامتیں ہوں تو پڑھنے میں اس کا پہلے سے خیال رکھے کہ اگر آیت تک سانس نہیں پہنچ سکتی تو اس سے پہلے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو علامت وقف اولیٰ ہو اُسی پر ٹھہر جاتے جیسا کہ آگے فرماتے ہیں۔

م ہاں اگر آیت دور ہو تو پھر جو وقف اولیٰ ہو اس پر رہاؤ کرنا چاہیئے۔

ش یعنی اگر آیت تک سانس نہیں پہنچ سکتی' اور آیت سے پہلے کئی علامتیں ہوں تو اُن میں سے جو علامت وقف قوی ہو اس پر ٹھہر جائے اس لئے کہ علامت قویہ کے ہوتے ہوئے علامت ضعیفہ پر نہ ٹھہرنا چاہیئے۔ واضح رہے کہ جس طرح بے محل وقف کرنے سے سامع کو ختم کلام کے ساتھ التباس لازم آئے گا اسی طرح بے محل وصل کرنے سے سامع کو اتصال کلام ہونے کا وہم ہوگا۔ اسی قسم کے وصل اور وقف سے ایہام مالایلیق لازم آتا ہے' اس سے احتراز چاہیئے۔

م آیت اور علامت وقف پر وقف کرنے سے اعادہ یعنی ماقبل سے دو ایک کلمہ لوٹانا نہیں چاہیئے اگرچہ آیت لا یا وقف ضعیف ہو۔

ش اعادہ کے معنی لوٹانے کے آتے ہیں اور اصطلاح قراء میں موقوف علیہ یا اس کے ماقبل سے لوٹا کر پڑھنے کو اعادہ کہتے ہیں اسی وجہ سے اعادہ کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے دو ایک کلمہ کی قید لگادی تاکہ جہاں سے اعادہ حسن یا احسن ہو وہاں سے اعادہ کیا جائے کیونکہ اعادہ ربط کلام کے لئے کیا جاتا ہے جس سے وصل کا فائدہ حاصل ہوتا ہے لیکن کیفیت اعادہ کیفیت ابتداء کے حکم میں ہے۔ چونکہ محل اوقاف میں ربط کلام کی ضرورت نہیں' اس لئے اِن مواقعات میں اعادہ جائز نہیں اگرچہ محل وقف ضعیف ہی ہو۔ آیت لاؕ وہ ہے جس آیت پر لام الف بنا ہو اگرچہ لام الف علامت وصل کی ہے لیکن آیتؕ لا پر بوجہ آیت وقف جائز ہے اور اعادہ اس لئے نہیں جائز کہ استحباب کا رد لازم آتے گا جیسا کہ خلاصہ میں بیان کرتے ہیں اِلکن لَيْسَ فِيهَا مُطْلَقًا اِعَادَةً لِئَلَّا يَدْنِمَ مُخَالِفَةُ السُّنَّةِ اور وقف ضعیف سے مراد زاء' صاد' قاف وغیرہ ہیں۔ یہ اوقاف اگرچہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیف ہیں، لیکن بوجہ تعلق لفظی نہ ہونے کے اعادہ کی ضرورت نہیں اور چونکہ وقف اختیاری کے لئے محل اوقاف کی پابندی ضروری ہے، اور ان میں اعادہ کی ضرورت نہیں اس لئے اعادہ کا حکم وقت اضطراری کے تحت میں بیان کرتے ہیں۔

م البتہ اگر سانس پوری ہوجانے کی وجہ سے درمیان رہاؤ یا علامت وصل وغیرہ پر وقف کرلیا جائے تو اعادہ ضروری ہے۔

ش یعنی اضطرار نفس وغیرہ کی وجہ سے غیر آیت یا غیر علامتِ وقف پر ٹھہر جائے تو اعادہ کرنا چاہیئے۔ اضطرارِ نفس کے علاوہ وقف اضطراری کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً پڑھتے پڑھتے تھک کر رُک جانا، یا بھولنے کی وجہ سے ٹھہر جانا، یا چھینک اور کھانسی و ہچکی وغیرہ کی وجہ سے رُک جانا، کیونکہ دفعۃً ٹھہرنے کو وقف اضطراری کہتے ہیں بہرحال چاہے وقف اختیاری ہو یا وقف اضطراری جب غیر محل وقف پر ٹھہرا جائے تو اعادہ کرنا چاہیئے۔ اعادہ کے دو[۱] ہی محل ہیں ایک درمیان رہاؤ دوسرے علامت وصل۔ اور علامت وصل بھی دو[۲] ہیں ایک لامؔ الف یہ علامت ہے لا وقف علیہ کی یعنی اس جگہ وقف نہیں ہے دوسرے صلےٰ یہ وصل اولیٰ کا مخفف ہے اِن دونوں میں اقویٰ اور قوی کا فرق ہے۔

م اور وقف کا قاعدہ یہ ہے کہ آخر کلمہ میں حرف متحرک کو ساکن کیا جائے اور جو تا ھا کی صورت میں ہو اُس کو ھا سے بدلا جائے اور اگر آخر میں دو[۲] زبر ہوں تو الف سے بدلا جائے اور سانس کو توڑ دیا جائے۔

ش محل وقف بیان کرنے کے بعد کیفیت وقف کو بیان کرتے ہیں، کیفیت وقف کی تین قسمیں ہیں۔ اسکان[۱]، اشمام[۲]، روم[۳] لیکن مبتدیوں کی سہولت اور وقف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالاسکان کے اصل اور آسان ہونے کے خیال سے صرف وقف بالاسکان کو بیان فرمایا اس لئے کہ یہ تینوں حرکتوں میں ہوتا ہے اسی وجہ سے وقف کے قاعدہ میں فرمایا کہ آخر کلمہ میں حرف متحرک کو ساکن کیا جائے بخلاف اشمام کے، کہ یہ صرف موقوف علیہ مضموم میں ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے، اور روم موقوف علیہ مفتوح میں نہیں ہوتا، اور حرکت اس قدر خفیف اور ضعیف ہوتی ہے کہ جس سے موقوف علیہ کی حرکت معلوم ہو جائے اور وقف بالاسکان کی تعریف یہ ہے کہ موقوف علیہ متحرک کو ساکن کیا جائے لیکن اگر آخر کلمہ میں تاء بشکل ھاء ہو تو اس کو ہائے ساکنہ سے اور دو زبر والی تنوین کو الف سے بدل دیں اس کو وقف بالابدال کہتے ہیں۔ چونکہ وقف رسم خط کے تابع ہے اس لئے دونوں صورتوں میں وقف بالابدال ہوتا ہے لیکن جہاں وقف موافق وصل مخالف رسم کے ہوتا ہے، مثل ثمودا اور یحییٰ وغیرہ یا ہمزہ بشکل حرف علت ہو مثل وَلِقَاۤئِ وغیرہ تو ایسی صورتوں میں وقف رسم خط کے تابع نہ کرنا چاہیئے۔ احکام وقف جاری کرنے میں اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ وقف کرنے میں سانس توڑ دی جائے ورنہ وقف ہی نہ ہو گا چونکہ انقطاع نفس کو انقطاع صوت مستلزم ہے اس لئے انقطاع صوت کو نہیں بیان کیا۔

م پس اگر وقف میں ان میں سے کسی بات کے خلاف ہو گا تو وقف خلاف قاعدہ ہو گا جیسا کہ اکثر ان باتوں کا لحاظ نہیں کرتے۔

ش یعنی اگر کیفیتِ وقف کے خلاف وقف کیا گیا مثلاً تاء مدوّرہ کے دو زبر کو الف سے بدل دیا گیا، یا تنوین پر اِس خیال سے وقف کیا کہ تنوین حکم میں نون ساکن کے ہے اس قسم کا وقف ناجائز ہے قواعد وقف وغیرہ کی پابندی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءۃً واجب ہے، اس کے خلاف وقف کرنے والا قابلِ ملامت ہے۔

م اسی طرح جب کسی لفظ کو دوسرے لفظ سے ملا کر پڑھا جائے یا کسی لفظ سے شروع کیا جائے تو اس کا قاعدہ اُستاد سے سیکھ لیا جائے تاکہ لفظ غلط نہ ہو جائے۔

ش یعنی جس طرح قاری کے لئے علم وقف ضروری ہے، اسی طرح وصل اور ابتدا کا قاعدہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے چونکہ ان دونوں کے بیان میں طوالت تھی اور مبتدیوں کو دشواری ہوتی کیونکہ ان کے قواعد کا سمجھنا عربی جاننے پر موقوف ہے اس لئے فرمایا کہ اُس کا قاعدہ اُستاد سے سیکھ لیا جائے چنانچہ اہمیت اور ضرورت کے خیال سے ان کے قواعد کو بطریق تمثیل بیان کرتے ہیں۔

م جیسے سورۂ یوسف میں مُّبِیْنُ نِ اقْتُلُوْا اگر اقتلوا سے ملا کر پڑھا جائے تو نون کے دو زیر کو نون مکسور پڑھنا چاہیئے اور اُقْتُلُوْا کے ہمزہ کو نہ پڑھنا چاہیئے بلکہ نون مکسور کو قاف سے ملا کر پڑھنا چاہیئے۔

ش یعنی اگر مبین پر وقف نہ کیا جائے تو بحالتِ وصل نون تنوین کو ایک زیر دے کر پڑھنا چاہیئے اس لئے کہ تنوین بحالتِ وصل نون ساکن کے حکم میں ہے لہٰذا تنوین کے بعد والے ہمزہ کو حذف کرتے ہوئے اس نون تنوین کے زیر کو قاف ساکن سے ملا کر پڑھنا چاہیئے جس طرح اجتماع ساکنین کی صورت میں پہلے حرف ساکن کو زیر دے کر پڑھا جاتا ہے جیسے اَنِ اقْتُلُوْا وغیرہ۔

م اور اگر مبین پر رکاؤ کیا جائے اور اقتلوا سے شروع کیا جائے تو اقتلوا کے ہمزہ کو پیش دے کر پڑھنا چاہیئے اگرچہ ہمزہ پر پیش لکھا ہوا نہیں ہے۔

ش یعنی اگر مبین پر وقف کر دیا جائے تو یہاں بعد کے لفظ سے ابتدا کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا قاعدہ یہ ہے کہ اُقْتُلُوا کے ہمزہ مضمومہ کو قاف سے ملا کر پڑھیں مگر نون قطنی سے ابتدا نہ کریں۔ ہمزہ مضمومہ پڑھنے کا قاعدہ یہ ہے کہ ہمزہ کے بعد تیسرا حرف مضموم بضمۂ اصلیہ ہو تو ہمزہ مضمومہ کے ساتھ فعل کی ابتدا ہو گی اسی کے مثل جو کلمات آئیں اُن کے وصل اور ابتدا کرنے کو مذکورۂ بالا قاعدہ پر قیاس کریں، اور اگر قاعدہ سمجھ میں نہ آئے تو کسی عربی داں قاری سے دریافت کر لیں۔

م حالتِ وصل میں چار جگہ حفصؒ کی روایت میں سکتہ واجب ہے۔

ش چونکہ سکتہ کی حالت بین الوصل والوقف ہے اس لئے احکامِ وصل بیان کرنے سے پہلے اور احکام وقف بیان کرنے کے بعد سکتہ کا حکم اور اس کے مواقع بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ سکتہ بوجہ نہ توڑنے سانس کے صورۃً وصل ہے لیکن قطع صوت کی وجہ سے کیفیتِ سکتہ کیفیتِ وقف کے حکم میں ہے یعنی متحرک کو ساکن کرنا اور منصوب منون کو الف سے بدلنا۔ سکتہ جس طرح وقف میں ممتنع ہے اسی طرح وصل میں بھی ممتنع ہے کیونکہ ہر ایک کی حقیقت جداگانہ ہے لیکن سکتہ بحالتِ وصل ممتنع نہیں ہے اس لئے کہ وصل کی حالت اصلیہ سانس کا جاری رہنا ہے بخلاف حالتِ وقف کے کہ قطع نَفَس کی وجہ سے بحالت وقف بھی سکتہ ممتنع ہے پس چونکہ سکتہ میں بوجہ باقی رکھنے سانس کے وصل کی حالت پائی جاتی ہے، اس لئے سکتہ کو حالتِ وصل کے ساتھ مقید فرمایا۔ یہاں پر واجب سے وجوبِ اصطلاحی مراد ہے یعنی سکتہ روایۃً واجب ہے لہٰذا جس نے ذیل کے کلماتِ اربعہ پر سکتہ نہ کیا تو اس نے روایت حفصؒ کو ناقص پڑھا۔ آگے مواقعاتِ سکتہ بیان کرتے ہیں۔

م سورۂ کہف میں لفظ عِوَجًا سکتہ پر سورۂ یٰسٓ میں مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ پر سورۂ قیٰمہ میں قِيلَ مَنْ سکتہ پر سورۂ مطففین میں كَلَّا بَلْ سکتہ پر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ش یعنی امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں انہیں چار کلمات پر بطریق شاطبی سکتہ واجب ہے ان کے علاوہ بروایت حفصؒ کہیں سکتہ نہیں اور نہ ان مقاماتِ اربعہ میں طریق مذکورہ سے ترک سکتہ جائز ہے لیکن اگر مِنۢ مَّرْقَدِنَا پر بخیال وقف لازم وقف کر دیا گیا تو اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ کی بنا پر سکتہ کا حکم ساقط ہو جائے گا اور ترکِ وجوب نہ لازم آئے گا۔ کیونکہ سکتہ وصل کی حالت میں واجب ہے پس اگر وصل کیا گیا تو سکتہ واجبہ پر عمل ہو جائے گا ورنہ وقف لازم پر عمل ہو جائے گا۔ سکتہ کرتے وقت اس کا بہت خیال رکھنا چاہیئے کہ آخر حرف پر ضغطہ اور جھٹکا نہ ہونا چاہیئے ورنہ ایک ہمزہ زائد ہو جائے گا۔

www.KitaboSunnat.com

م اور چار جگہ سکتہ جائز ہے۔

ش یہاں جائز بمعنی ثابت ہے یعنی ائمہ وقف سے بلحاظ معنی علامت وقف کے مثل ذیل کے سکتات اربعہ ثابت ہیں اگرچہ قراء سے یہ سکتات جائزہ مروی نہیں، اس لئے قرآۃً جائز نہیں لیکن اگر بلا اعتقاد روایت ان پر سکتہ کر لیا جائے تو جائز ہے جس طرح بلا لحاظ روایت وقف جائز ہے کیونکہ جو باتیں ائمہ وقف سے ثابت ہیں وہ قراء کے نزدیک بھی جائز ہیں چونکہ قرآن مجید میں مثل وقوف یہ سکتے مرسوم اور علامہ سجاوندیؒ سے مروی ہیں اس لئے ان کو بھی بیان کر دیا گیا تاکہ سکتات واجبہ کے ساتھ ان کا بھی حکم معلوم ہو جائے۔

م اعراف میں دو جگہ ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا سکتہ پر دوسرے اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا سکتہ پر یوسف میں اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا سکتہ پر قصص میں يُصْدِرَ الرِّعَاءُ سکتہ پر۔

ش یعنی سکتات جائزہ صرف اسی قدر ہیں جو بیان کئے گئے ہیں یہ اگرچہ مثل علامت وقوف کے مرسوم ہیں لیکن ان مقامات مذکور پر وقف اختیاری جائز نہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ وصل بہتر ہے بلکہ سکتہ بہتر ہے کیونکہ وقف سے انقطاعِ کلام اور وصل سے کلیۃً اتصالِ کلام لازم آتا ہے بخلاف سکتہ کے کہ یہ مِنْ وَجْہٍ وَصَلِ اور مِنْ وَجْہٍ وَقْفِ ہے اسی وجہ سے ان مواقعات میں سکتہ مرسوم ہے پس جس طرح وَصل وقف سکتہ کے احوال میں فرق ہے اسی طرح ان کے اغراض میں بھی فرق ہے لہٰذا محل وصل میں وقف و سکتہ، اسی طرح بلا ضرورت محل وقف میں وصل و سکتہ اور اسی طرح محل سکتہ میں وصل اور وقف جائز نہیں البتہ آیتوں پر تینوں صورتیں جائز ہیں۔

م ان کے سوا سورۂ فاتحہ وغیرہ میں کہیں سکتہ نہیں۔

ش یعنی سکتات واجبہ اور جائزہ اور آیات کے علاوہ کہیں سکتہ جائز نہیں۔ بعض لوگ غلطی سے سورۂ فاتحہ میں سات جگہ یا اس کے علاوہ حرف ساکن پر سکتہ کرتے ہیں اسی وجہ سے خصوصیت کے ساتھ ان سکتات کی تردید فرماتے ہوئے سکتہ کی تعریف کرتے ہیں۔

م سکتہ کے معنی بلا سانس کے توڑے ہوئے آواز بند کر کے تھوڑا ٹھہر جانا۔

ش یعنی سکتہ کی حالت میں آواز بند کر کے اس طرح ٹھہریں کہ سانس نہ ٹوٹے بلکہ اُسی سانس سے دوسرا کلمہ شروع ہو جائے۔ تھوڑا ٹھہر جانے کی قید سے مدت تاخیر بیان کی ہے، تاکہ بہ نسبت وقف کے سکتہ میں کم تاخیر ہو یعنی آواز صرف اس قدر رُکے کہ سامع کو آواز رکنے کا احساس ہو جائے اور وقف ہونے کا وہم نہ ہو کیونکہ وقف میں اتنی تاخیر ہو گی کہ پڑھنے والا ٹھہرنے کے بعد دوسری سانس سے پڑھنا شروع کرے اور اگر وقف میں اس سے زائد تاخیر ہوئی تو سکوت ہو گا بشرطیکہ پڑھنے کا ارادہ ہو ورنہ قطع ہو گا۔ یہاں سے سکتہ وقف سکوت قطع کا فرق بھی ظاہر ہو گیا پس اگر سکوت بلا وجہ اور بلا ضرورت قرارت ہو تو قطع

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حکم میں ہوگا اور اگر سکوت بالوجہ یعنی بضرورت قرات ہو تو وقف کے حکم میں ہوگا۔

م حرف کے ادا کرنے میں جس جگہ آواز ٹھہرتی ہے اُس کو مخرج کہتے ہیں۔

ش جس طرح ترتیل کے دو جزو ہیں تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ اسی طرح تجوید کے دو جزو ہیں مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ وَصِفَاتُ الْحُرُوْفِ لہٰذا پہلے مخرج کی تعریف کرتے ہیں پس کسی حرف کے ادا میں جس جگہ آواز ٹھہرے گی اُسی جگہ سے حرف نکلے گا، کیونکہ حرف کا ادا ہونا اعتمادِ صوت پر موقوف ہے چنانچہ اسی ادائے حروف کے لحاظ سے مقطع صوت کو مخرج کہا ہے۔

م موافق کتب تجوید جس حرف کا جو مخرج لکھا جاتا ہے اگر وہ وہیں سے ادا ہو تو حرف صحیح ہے ورنہ غلط، صرف اِسی غلط حرف کو صحیح اور مخرج اصلی سے ادا کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔

ش چونکہ قدرۃً انسان سے کچھ نہ کچھ حروف ادا ہوتے ہیں اگرچہ صحیح تلفظ نہ ہوں، اس لئے چاہیئے کہ کتب تجوید میں حرفوں کے جو مخارج لکھے ہیں پہلے اپنے ادائے حروف کو ان مخارج سے تطبیق دیں، اگر حرفوں کا ادا ہونا کتب تجوید کے موافق ہے تو صحیح ہے، ورنہ جو حروف غلط ادا ہوں اُن کو کوشش کے ساتھ صحیح کرکے مشق کرلیں، اور کسی ماہر قاری کو سنادیں اِسی وجہ سے شائقین فن کو چاہیئے کہ جب مشق شروع کریں تو اسی زمانہ میں مخارج زبانی یاد کرکے کتب تجوید سے تطبیق دیں، تاکہ غلط ادا ہونے والے حرفوں کا پہلے ہی علم ہوجائے، ورنہ مشق کرنے میں تمام غلط ہی حرف مشق ہوجائیں گے لیکن ساتھ ہی صفات لازمہ کو بھی ملحوظ رکھیں، ورنہ ادائے حرف میں خامیاں رہیں گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م اور مخرج پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ جس حرف کا مخرج معلوم کرنا مقصود ہو اس کو ساکن کر کے اس کے پہلے ہمزہ مفتوحہ لا کر ادا کیا جائے جیسے اَبْ کی باء پس جس جگہ آواز ٹھہر جائے وہی اس کا مخرج ہو گا۔

ش مخرج پہچاننے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ طریقہ مذکورہ کے موافق تمام حرفوں کے مخارج معلوم کریں چونکہ تمام حرفوں کے مخارج کے اعتبار سے باء کا مخرج پہچاننا زیادہ آسان ہے اس لئے پہچان مخارج میں باء کو بتایا ورنہ اختیار ہے جس حرف کو چاہیں اسی طریقہ کے موافق ادا کر کے پہچانیں چونکہ ابتداء بسکون محال ہے اس وجہ سے عربی کلمات میں جب پہلا حرف ساکن ہوتا ہے تو ہمزہ لاتے ہیں، کیونکہ ادائے ہمزہ سب حرفوں پر مقدم ہے چونکہ پہچان مخارج کے لئے حرف ساکن کی مثال لائے ہیں اس لئے باء ساکنہ سے پہلے ہمزہ مفتوحہ کو مقدم کرنے کے لئے خاص کیا۔ فتحہ کی قید بوجہ اخف الحرکات ہے۔ یہ واضح رہے کہ کسی حرف کا مخرج حرکت یا سکون آنے سے نہیں بدلتا لہٰذا جس حرف متحرک کا مخرج پہچاننا چاہیں تو حرف کے آخر میں ہائے سکتہ زیادہ کریں جیسے بَہْ لیکن متحرک حرف میں مخرج کا احساس ہر شخص کو نہیں ہو سکتا کہ آواز کا اعتماد کہاں ہوا بخلاف ساکن حرف کے، اس میں حرف کی آواز کا مخرج میں اعتماد ہونا آسانی سے معلوم ہو جائے گا۔ اس وجہ سے سکون کی قید لگائی ہے۔ حرف چاہے متحرک ہو یا ساکن یا مشدّد بہر صورت ادا کے وقت اس کا خیال رکھیں کہ آواز اپنے ہی مخرج پر اعتماد کرے، ورنہ اصلی حرف کا مخرج صحیح نہ معلوم ہو گا۔

م کل حروف اُنتیس ۲۹ اور مخرج سترہ ۱۷ ہیں کیونکہ بعض بعض مخرج سے کئی کئی حرف ادا ہوتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ش مخرج کی ۲ دو قسمیں ہیں مخرج محقق مخرج مقدر، جس حرف کے ادا کرنے میں کسی جگہ کا تحقق ہوا اس کو مخرج محقق کہتے ہیں ورنہ مقدر کہیں گے۔ مخرج محقق حلق لسان شفت اور مقدر جوف اور خیشوم ہے اور جو آواز کسی مخرج محقق یا مقدر پر اعتماد کرے وہ حرف ہے۔ حرف کی بھی ۲ دو قسمیں ہیں اصلی اور فرعی۔ اصلی حروف مشہور ہیں اور فرعی بروایتِ حفصؒ ہمزہ مسہلہ الف ممالہ الف لام مفخمہ حرف غنہ ہیں۔ حروف اصلیہ میں سے صرف الف کا مخرج بالاتفاق اور واؤ یار مدہ کا مخرج بالاختلاف مقدر ہے، بقیہ حروف مخرج محقق سے ادا ہوتے ہیں اس لحاظ سے حروف اصلیہ کے مخارج ۱۶ سولہ ہیں، سترھواں مخرج حرف غنہ کا ہے جو حرف فرعی ہے پس بلا اختصاص اصلی و فرعی اور بلا اختصاص محقق اور مقدر کل حرفوں کے مخارج علامہ خلیلؒ کے نزدیک ۱۷ سترہ ہیں اگرچہ تحقیق یہی ہے کہ ہر حرف کا مخرج جدا جدا ہے لیکن انتہائی قرب مخارج کے لحاظ سے سیبویہؒ نے ۱۶ سولہ اور فراءؒ نے ۱۴ چودہ مخارج بیان کئے ہیں یہ حضرات ائمہ تجوید میں سے ہیں جن کے مذاہب ذکر کئے گئے ہیں چونکہ علامہ خلیلؒ نے لام نون را اور حروف مدہ کا مخرج علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے اس لئے ان کے نزدیک ۱۷ سترہ مخارج ہیں ان کے مذہب میں مخارج کی تفصیل زیادہ ہے، اس لئے حضرت نے ان کا مذہب اختیار کیا ہے۔

م حلق میں تین مخرج ہیں (۱) شروع حلق سینہ کی طرف مخرج ہمزہ اور ہا کا (۲) بیچ حلق مخرج عین اور حاء مہملہ کا (۳) آخر حلق مخرج غین اور خا کا۔

ش جن محلوں میں مخارج کے متعدد حصے ہیں ان حصوں کو اصول مخارج کہتے ہیں اور اصول مخارج تین ہیں حلق ۱ لسان ۲ شفت ۳ کیونکہ ان میں کئی مخرج پائے جاتے ہیں۔ پس اصول مخارج میں سے پہلا حلق ہے، اس میں تین مخرج ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخرج کو حلق کی طرف سے اس وجہ سے بیان کرنا شروع کیا کہ مبداء صوت ابتدائے حلق ہے چنانچہ جہاں سے آواز کی ابتدا ہوتی ہے وہاں سے ہمزہ ادا ہوتا ہے اس کے بعد ہی سے ھاء ادا ہوتی ہے اور وسط حلق سے عین پھر حاء، آخر حلق سے غین اور خاء ادا ہوتے ہیں۔ جن دو حرفوں میں مشابہت رسمی ہے، اور ان میں کا کوئی حرف بلا نقطہ ہو تو مہملہ اور نقطہ والا ہو تو معجمہ کی قید مصنفین بڑھا دیا کرتے ہیں تاکہ اشتباہ نہ لازم آئے۔ آگے حروف حلقیہ کو ایک شعر میں جمع کرتے ہیں۔

م سے حلق کے چھ حرف ہیں اے مہ لقا ہمزہ ہا و عین حاو غین خاء

ش ان حروف حلقیہ کو ایک شعر میں اس وجہ سے جمع کیا کہ یہ حروف اظہار وغیرہ کے قاعدہ میں بہت کام آتے ہیں لہٰذا پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ اس شعر کو خوب یاد رکھیں اس شعر میں بڑی خوبی یہ ہے کہ سب حروف حلقیہ ترتیب کے ساتھ جمع ہیں، تاکہ حروف حلقیہ مجموعی حیثیت سے یاد رہنے کی وجہ سے ترتیب مخارج بھی یاد رہے۔ یہاں پر مہ لقا سے مراد قاری ہے کیونکہ جب محافظ اور مجود قرآن کے والدین کی فضیلت کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ ان کو آخرت میں جنتی لباس اور چمکتا ہوا تاج پہنایا جائے گا تو خود قاری کے مہ لقا ہونے میں کیا شبہ ہے۔

م منہ میں دس مخرج ہیں (۱) جڑ زبان حلق کی طرف مع اوپر کے تالو کے مخرج قاف کا (۲) مخرج قاف سے ذرا ورے مخرج کاف کا۔

ش منہ سے ادا ہونے والے حرفوں کو لسانی کہتے ہیں، اس لئے کہ ان کی ادائیگی میں زبان سے بہت تعلق ہے اسی وجہ سے اصول مخارج میں سے بجائے منہ کے بعض لسان ہی کو ذکر کرتے ہیں اس میں دس مخارج پائے جاتے ہیں، اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھارہ حرف ادا ہوتے ہیں۔ لسانی مخارج اور ان سے ادا ہونے والے حرفوں کی ابتدا جڑ زبان سے ہوتی ہے، اور نوکِ زبان پر ختم ہو جاتی ہے اگرچہ کچھ حروف دانت سے بھی ظاہر ہوتے ہیں، مگر چونکہ بلا اعتماد لسان وشفت کے ادا نہیں ہو سکتے اس وجہ سے ان حرفوں کو لسانی یا شفوی کہیں گے مثل طاء اور فاء کے۔ لسانی حرفوں میں سب سے پہلے قاف ادا ہوتا ہے اور قاف کے مخرج سے ذرا بعد یعنی کچھ منہ کی طرف ہٹ کر کاف ادا ہوتا ہے۔ سہارنپور کی بول چال میں ورے کے معنی بَعدیت کے ہیں۔

م (۳) بیچ زبان مع اوپر کے تالو کے مخرج جیم شین معجمہ یاء غیر مدّہ کا (۴) کنارۂ زبان مع ڈاڑھ کے مخرج ضاد معجمہ کا دونوں جانب سے بہت مشکل ہے اس سے کم داہنی جانب سے اس سے کم بائیں طرف سے (۵) کنارۂ زبان اور ضاحک ناب رباعی اور ثنیہ کے مسوڑھے مخرج لام کا ہے، اکثر داہنی جانب سے ادا ہوتا ہے۔

ش اگرچہ کنارۂ زبان سے ضاد اور لام دونوں ادا ہوتے ہیں، مگر ڈاڑھ اور مسوڑھے کا محاذو مقابل جو کنارۂ زبان ہے اس سے دونوں مخرجوں کے کنارے زبان میں فرق ہو جائے گا۔ یاء غیر مدہ یعنی یاء ساکن ماقبل زیر نہ ہو، کیونکہ یاء مدہ کا مخرج جوف بیان کیا ہے۔ لام چاہے داہنی جانب سے ادا کرے یا بائیں جانب سے دونوں طرح صحیح ہے، لیکن داہنی جانب سے زیادہ آسان ہے بعض حرفوں کی ادائیگی کا تعلق دانتوں سے ہے، اس لئے آگے دانتوں کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

م — ہے تعداد دانتوں کی کُل تینتیس[۳۲] اور دو[۲]
ثنایا ہیں چار[۴] اور رباعی ہیں دو دو[۲]
ہیں انیاب چار[۴] اور باقی رہے بیس[۲۰]
کہ کہتے ہیں قراء اضراس سب کو
ضواحک ہیں چار[۴] اور طواحن ہیں بارہ[۱۲]
نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو[۴]

ش ثنایا ثنیہ کی جمع ہے۔ ثنایا اُن دانتوں کو کہتے ہیں جو سامنے اوپر نیچے بڑے چار دانت ہیں، اوپر کے ثنایا کو ثنایا علیا اور اس کے مقابل والے نیچے کے دانتوں کو ثنایا سفلی کہتے ہیں۔ ثنایا سے متصل داہنے بائیں اوپر نیچے ایک ایک رباعی ہے اور اسی طرح رباعی کے داہنے بائیں اوپر نیچے ایک ایک ناب ہے، اس کی جمع انیاب ہے (یعنی کچلیاں) اور ناب کے داہنے بائیں اوپر نیچے ایک ایک ضاحک ہے، اس کی جمع ضواحک ہے۔ ضواحک کے بعد داہنے بائیں اوپر نیچے تین تین دانت طواحن کے ہیں۔ طواحن جمع طاحن کی ہے اس کے بعد داہنے بائیں اوپر نیچے ایک ایک نواجذ کا دانت ہے۔ نواجذ جمع ناجذ کی ہے، جو سن بلوغ میں نکلتا ہے، اور اِس کو اہل ہند عقل ڈاڑھ کہتے ہیں۔

م (۶) سرا زبان مع اوپر کے تالو کے مخرج نون کا (۷) نون کے مخرج سے ذرا اندر مخرج راء کا۔

ش اگرچہ ادائے حروف کی ترتیب کے لحاظ سے راء کا مخرج مقدم ہے، اس کے بعد نون کا مخرج ہے۔ لیکن سہولتِ بیان اور تعین مخرج کی وجہ سے پہلے نون کا مخرج بیان کیا اس کے بعد راء کے مخرج کو اپنے بیان میں مؤخر کر دیا۔ یعنی صرف نوک زبان اور تالو سے نون ادا ہوتا ہے اور نوک زبان قریب پشت زبان

www.KitaboSunnat.com

اور تالو سے راء ادا ہوتی ہے۔

م (۸) سرا زبان مع جڑ ثنایا علیا مخرج تاء، دال طاء کا (۹) سرا زبان مع سرا ثنایا علیا مخرج ثاء، ذال ظاء کا (۱۰) نوک زبان مع درمیان سرا ثنایا سفلی و علیا مخرج زاء، سین صاد کا۔

ش ان تینوں مخرجوں کے حرفوں کو ترتیب ادا کے لحاظ سے بیان کیا ہے، لیکن اس ترتیب ادا کے فرق کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا جو اعلیٰ درجہ کا مشاق اور ماہر قاری ہو وہی سمجھ سکتا ہے۔ اگرچہ صرف ثنایا سفلی سے کوئی حرف نہیں نکلتا لیکن اس کی معاونت سے زاء، سین صاد کے ادا ہونے میں سہولت ہوتی ہے، بلکہ اگر اس سے معاونت نہ لی جائے اور بلا اتصال سفلی اِن حرفوں کو ادا کیا جائے تو بجائے زاء کے ذال اور بجائے سین کے ثاء ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اِسی وجہ سے ثنایا سفلی بمنزلہ جزوِ مخرج کے ہے، لیکن حقیقۃً بلا ثنایا علیا سے ادا کئے ثنایا سفلی سے کوئی حرف ادا نہیں ہوتا، چنانچہ ثنایا سفلی کا نہ اعتبار کرتے ہوئے خلاصہ میں صرف نوک زبان اور سرا ثنایا علیا اُن حرفوں کا مخرج بیان کیا ہے اِس میں فرماتے ہیں ثُمَّ الصَّادُ الْغَیْرُ الْمُشَمَّمَةِ فَالسِّیْنُ فَالزَّاءُ مِنْ طَرْفِهٖ مَعَ صَفْحَتَیِ الثَّنِیَّتَیْنِ الْعُلْیَیَیْنِ لیکن اس اختلاف بیان سے صحت حرف پر کوئی اثر نہ ہونا چاہیئے بہرحال کتابوں سے دونوں طرح ثابت ہے، اگرچہ اِن تینوں مخرجوں کے حرفوں کو دانتوں سے بھی تعلق ہے لیکن چونکہ بلا معاونِ لسان یہ حروف دانت سے نہیں ظاہر ہو سکتے اس وجہ سے ان حرفوں کو بھی لسانی کہتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م ہونٹ میں دو۲ مخرج ہیں (۱) نیچے کے ہونٹ کی تری مع سرا ثنایا علیا مخرج فا کا (۲) دونوں لبوں کی تری مل کر مخرج بار کا اور دونوں کی خشکی مل کر مخرج میم کا اور دونوں کے دونوں کنارے مل کر اور بیچ کھلا وہ کر مخرج واؤ غیر مدہ کا۔

ش لسانی مخرج بیان کرنے کے بعد شفوی مخارج بیان کرتے ہیں اس تقسیم مخارج اور محل ثلثہ سے اصول مخارج بھی بتانا منظور ہے جیساکہ عنوانِ بیان سے ظاہر ہے پس حلق میں تین۳ مخرج، منہ میں دس۱۰ اور ہونٹ میں دو۲ مخرج پائے جاتے ہیں اور ہونٹ ہی پر مخارج محقق اور اُصول مخارج ختم ہو جاتے ہیں۔ فار کے ادا کرنے میں اگرچہ دانتوں کو بھی دخل ہے لیکن چونکہ فار ہونٹ سے ظاہر ہوتا ہے اس وجہ سے فار کو شفوی کہتے ہیں یار، میم واؤ کے مخارج میں جو تفریق بیان کی ہے اس کو تعداد مخارج پر نہ محمول کرنا چاہیئے کیونکہ ان تینوں حرفوں کے ادا کرنے میں جگہ نہیں بدلتی یعنی بار، میم واؤ تینوں حرف ہونٹ ہی سے ادا ہوتے ہیں صرف احوالِ ادا جدا جدا ہیں۔ واؤ غیر مدّہ یعنی جو واؤ ساکن ماقبل پیش نہ ہو کیونکہ واؤ مدہ کا مخرج جوف بیان کریں گے۔

م جوف۱۶ یعنی حلق اور منہ اور ہونٹ کے درمیان کی خالی جگہ مخرج حروف مدہ کا ہے۔

ش جوف اور خیشوم کو اصول مخارج میں اس لئے نہیں شمار کیا گیا کہ یہ دونوں مخرج مقدر ہیں اور مخرج مقدر کے ماتحت متعدد مخارج نہیں پائے گئے۔ پندرہ۱۵ مخارج بیان کرنے کے بعد سولہواں۱۶ مخرج جوف بیان کیا ہے اس سے حروف مدہ ادا ہوتے ہیں یعنی الف حلق کی خالی جگہ سے اور یار مدہ وسط لسان اور تالو کے درمیانی جوف سے اور واؤ مدہ وسط شفتین کے خلا سے ادا ہوتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہوا پر ختم ہو جاتے ہیں حلق لسان شفت پر ان کی آواز ٹھہرنے نہیں پاتی جیساکہ علامہ جزریؒ فرماتے ہیں ؎

فَاَلِفُ الْجَوْفِ وَاُخْتَاهَا وَهِيْ
حُرُوْفُ مَدٍّ لِلْهَوَاءِ تَنْتَهِيْ

یعنی الف اور واؤ یاء مدہ کا مخرج جوف ہے، اور وہی حروف مدہ ہیں جو ہوا پر تمام ہوتے ہیں۔ اس موقع پر پڑھنے والوں کو دو اشکال ہوتے ہیں ایک یہ کہ واؤ اور یاء مدہ حروف اصلی ہیں یا نہیں، اگر اصلی ہیں تو بجائے اُنتیس ۲۹ کے اکتیس ۳۱ حروف اصلیہ ہو جاتے ہیں، دوسرے یہ کہ واؤ اور یاء مدہ جبکہ اصلی ہیں تو حرف اصلی کے دو مخرج کیسے ہو سکتے ہیں کہ ایک ہی حرف دو جگہ سے ادا ہو۔ اگر مدہ اور غیر مدہ کو نون مظہر اور نون مخفی پر قیاس کیا جائے تو صحیح نہیں، اس لئے کہ پہلا نون جو کہ مظہر ہو اصلی ہے، اور جو نون مخفی ہو وہ فرعی ہوتا ہے، اور واؤ یاء کے مدہ اور غیر مدہ ہو جانے سے کوئی حرف فرعی نہیں بلکہ اصلی ہیں لہٰذا ان باتوں کا جواب اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ حقیقۃً یہاں نہ حرف دو ہیں نہ مخرج دو ہیں، صرف تغائر حرکات سے واؤ اور یاء کبھی مدہ کبھی غیر مدہ ہو جاتے ہیں جس طرح تغائر حرکات سے واؤ اور یاء کبھی لین ہوتے ہیں کبھی غیر لین، اسی وجہ سے علامہ سیبویہؒ وغیرہ مدہ اور غیر مدہ کے مخرج میں کوئی فرق نہیں کرتے کیونکہ تغائر حرکات سے مخرج میں کوئی فرق نہیں ہوتا اس لئے کہ حرف کی ادائیگی میں اپنے ہی مخرج سے آواز جاری ہوتی ہے چاہے مخرج محقق ہو یا مقدر، یہ اقسام مخرج کے اعتماد صوت کے لحاظ سے ہیں چنانچہ مدہ ہونے کی صورت میں مخرج محقق پر اعتماد نہیں ہوتا اس لئے علامہ خلیلؒ کے نزدیک غیر مدہ کا جو مخرج محقق ہے مدہ کی صورت میں یہی مقدر ہو جاتا ہے مگر جگہ نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلتی اس لئے حقیقۃً تعدّدِ مخرج نہ لازم آئے گا۔ پس اگر واقعی دو مخرج ہوتے تو مدّہ اور غیر مدّہ دونوں کے ادا کرنے کی جگہ بھی دو ہوتیں حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ واؤ اور یاء مدّہ کے ادا۔ میں غیر مدہ کی طرح مخرج پر قوی اعتماد نہیں ہوتا اس وجہ سے مدہ کا مخرجِ جوف کہا گیا ہے، اور سیبویہ وغیرہ نے اس اعتماد ضعیف کی وجہ سے مدہ اور غیر مدہ کے مخرج میں فرق نہیں کیا۔ اگرچہ واؤ غیر مدّہ کے ادا۔ میں بھی جوف شفتین کا شبہ ہوتا ہے کیونکہ انضمام شفتین سے بجائے واؤ کے باء ہو جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ واؤ غیر مدہ کے ادا میں آواز شفتین پر اعتماد کرتی ہے جیسے اَوَّلَ وغیرہ کے واؤ میں بخلاف واؤ مدہ کے کہ اس کے ادا کرنے وقت آواز کا اعتماد شفتین پر نہیں ہوتا بلکہ ہوا پر ہوتا ہے چنانچہ الف کی طرح واؤ اور یاء مدہ میں بھی ارادۃً ایک قسم کا استقرارِ صوت ہوتا ہے۔ غرضیکہ باء کے ادا میں انضمام شفتین کامل ہوتا ہے، اور واؤ غیر مدّہ کے ادا میں انضمام ناقص ہوتا ہے، اور واؤ مدہ کے ادا میں وسط شفتین میں انفتاح پایا جاتا ہے۔

م حروف مدہ تین ہیں الف اور جب واؤ ساکن سے پہلے پیش اور جب یاء ساکن سے پہلے زیر ہو۔

ش الف کبھی غیر مدہ نہیں ہوتا، اور واؤ یاء کبھی مدہ ہوتے ہیں کبھی غیر مدہ۔ اور غیر مدہ ہونے کی چھ صورتیں آئی ہیں (۱) واؤ (۲) یاء متحرکہ، (۳) واؤ (۴) یاء مشددہ، (۵) واؤ (۶) یاء ساکن ماقبل زبر۔ واؤ ساکن سے پہلے زیر اور یاء ساکن سے پہلے پیش قرآن شریف میں کہیں نہیں آیا۔ اور مِن وَّالٍ مشددہ یاء متحرکہ کی مثال ہے۔ حرف مد میں صفت مدیت لازمی ہے، اگر یہ صفت نہ ادا کی جائے تو لحن جلی لازم آئے گا چونکہ ہمزہ کبھی الف کی صورت میں بھی آتا ہے اِس لئے آگے دونوں کا فرق بیان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔

م الف ہمیشہ بلا ضغطہ ساکن ہوتا ہے اور اس کے پہلے ہمیشہ زبر ہوتا ہے بخلاف ہمزہ کے کیونکہ ہمزہ کبھی متحرک ہوتا ہے کبھی ساکن، اور جب ساکن ہوتا ہے تو ضغطہ یعنی جھٹکے سے ادا ہوتا ہے جیسے شَاْنُ اور مَآ کُوْل۔

ش یعنی ہمزہ ساکن ماقبل زبر بشکل الف ہو تو اس مماثلت رسمی کی صورت میں ہمزہ جھٹکے سے پڑھا جائے گا اور الف بلا جھٹکا ادا ہوگا جیسے شَاْنُ اور شَانِئَكَ، اور دوسرا فرق یہ ہے کہ اس صورت میں الف پر جزم لکھا ہو تو ہمزہ ہے ورنہ الف کیونکہ الف جزم کا محتاج نہیں ہے اور اگر الف پر کوئی حرکت ہو تو اس کو ہمزہ ہی سمجھنا چاہیئے، اس لئے کہ الف متحرک نہیں ہوتا پس ہر ہمزہ متحرکہ اور ساکنہ کو ضغطہ لازم ہے اور اگر ضغطہ کے ساتھ ہمزہ نہ ادا کیا گیا تو ہمزہ ہی نہ ادا ہوگا اگرچہ عوام کو ہمزہ متحرکہ میں ضغطے کا احساس نہیں ہوتا بلکہ بعض لوگ بوجہ تساہلی ہمزہ میں تسہیل کر دیتے ہیں، لہٰذا معلوم ہونا چاہیئے کہ بلا ثبوت روایت ہر ہمزہ میں تسہیل جائز نہیں۔ جب ہمزہ تحقیق کے ساتھ پڑھا جائے گا تو ہمزہ متحرکہ میں ضغطہ حرکت کے ساتھ ہی ادا ہو جائے گا جس طرح ہمزہ ساکنہ میں ضغطہ ہوتا ہے۔

م اور یا، اور واؤ ساکن سے پہلے اگر زبر ہو تو اِن دونوں حرفوں کو حرف لین کہتے ہیں۔

ش جس طرح واؤ اور یاء کی دو ۲ حالتیں ہیں مدہ اور غیر مدہ اسی طرح غیر مدہ کی دو ۲ حالتیں ہیں لین اور غیر لین۔ اگرچہ تقابل کی وجہ سے حروف مدہ غیر لین ہیں لیکن کبھی لین کا اطلاق مدہ پر بھی ہوتا ہے، البتہ اس کے عکس پر اطلاق نہ ہوگا۔ اگرچہ حروف مدہ کی طرح حرف لین بھی خاص حالت کے ساتھ پائے جاتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور سبب مد کے وجود پر مثل حرف مد کے مد بھی ہوتا ہے لیکن حرف لین ہمیشہ مخرج محقق ہی سے ادا ہوگا۔ اور بلا وجود سبب اس میں صفت مدیت بالکل نہ ہوگی اسی وجہ سے بہ نسبت حروف مد کے حروف لین ضعیف ہیں۔

م مخرج سترھواں خیشوم یعنی بانسہ ہے یہ مخرج غنّہ کا ہے چاہے غنہ صفت نون اور میم کی ہو یا حرف فرعی یعنی وہ نون اور میم جن میں اخفا یا ادغام ناقص کیا جائے۔

ش اِس مخرج سے کوئی حرف اصلی نہیں نکلتا بلکہ حروف فرعیہ میں سے صرف حرف غنہ نکلتا ہے چونکہ حروف فرعیہ میں سے حرف غنہ کا یہ مستقل مخرج ہے اس لئے حروف فرعیہ میں سے صرف اس کا مخرج بیان کیا گیا ہے، بقیہ حروف فرعیہ کے مخارج غیر مستقل ہیں اِسی وجہ سے ان کے مخارج نہیں بیان کئے جاتے کیونکہ یہ حروف اصلیہ مذکورہ کے مخارج سے متفرع ہو کر مُتکیّف ہوتے ہیں۔ غنہ اُس آواز کو کہتے ہیں جو ناک اور بانسہ میں پہنچ کر ظاہر ہوتی ہے۔ یہ غنہ ادا میں دو طرح پر واقع ہوتا ہے ایک صفت غنّہ جو نون اور میم کے ساتھ اِس طرح بطریق لزوم پائی جاتی ہے کہ اگر غنہ ادا نہ ہو تو نون اور میم صحیح نہ ادا ہوں گے، دوسرے حرف غنہ یہ اُس وقت ادا ہوتا ہے جبکہ نون اور میم اخفاء یا ادغام ناقص کی حالت میں اپنے مخرج سے کامل ادا نہیں ہوتے، تو اس وقت غنہ خیشوم سے بقدر ایک الف متجاوز ہو کر یہی غنہ حرف فرعی ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اِس کو حرف فرعی کہتے ہیں باقی اخفاء اور ادغام ناقص کی تعریف اس کے موقع پر آئے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م حرف غنّہ کی مقدار ایک الف ہے اور صفت غنہ نون اور میم کے ساتھ ہی ادا ہو جاتی ہے۔ ان دونوں کے سوا کسی حرف میں غنّہ نہ کرنا چاہیئے۔

ش چونکہ غنہ کی دو[۲] حیثیتیں ہیں ایک صفت دوسرے حرف۔ اس لئے دونوں کا فرق بیان کرتے ہیں یعنی حرف غنّہ جس کی مقدار ایک الف کے برابر ہے یہ اپنے قاعدہ کے موافق مستقل ادا ہوگا۔ اور صفت غنّہ اظہار ذات کے ساتھ ہی ادا ہو جائے گی اس سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ شئے واحد ذات اور صفت دونوں کیسے ہو سکتی ہے، چونکہ غنہ سب حرفوں میں ممکن الادا ہے اور بعض لوگ غلطی سے تمام حروف میں اور اکثر ناواقف نون اور میم کے اتصال سے حرف مد میں بھی غنہ کر دیتے ہیں، اس لئے فرمایا کہ ان دونوں کے سوا کسی حرف میں غنّہ نہ کرنا چاہیئے۔

م صفت حرف کی وہ حالت ہے جس سے مخرج کے کئی حروف آپس میں ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا معلوم ہوتے ہیں، اور جس سے حرف صحیح سختی نرمی وغیرہ میں مثل انداز ادائے اہلِ عرب ہو جاتا ہے۔

ش مخارج الحروف بیان کرنے کے بعد تجوید کا دوسرا جز صفات الحروف کو بیان کرنا شروع کیا، کیونکہ جس طرح بلا مخرج سے ادا کئے ہوئے حرف ادا نہیں ہو سکتا، اسی طرح بلا صفات کے حرف کامل نہیں ہو سکتا۔ صفت کی تعریف مختصر لفظوں میں نہایت جامع بیان کر دی، کہ جس حالت کے ساتھ حرف ادا ہوتا ہے اس حالت کو صفت کہتے ہیں جملہ صفات حروف چونکہ از قسم کیفیات ہیں جو بیان میں نہیں آ سکتے بلکہ سماعت پر موقوف ہیں اسی وجہ سے اس کا بیان مشکل ہے، چنانچہ اکثر مصنفین فن تمام حرفوں کے صرف صفات شمار کرا دیتے ہیں ہر ہر صفت کی تعریف نہیں کرتے، لیکن حضرت نے صفات کے بیان کا اس درجہ اہتمام فرمایا ہے کہ ہر ہر صفت کی تعریف مع مثال علیحدہ علیحدہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان ہے اور حتی الامکان ہر صفت کو ایسے الفاظ سے تعبیر کیا ہے جس سے صفات کی ادا ہر شخص کے بخوبی سمجھ میں آجائے اور پڑھنے والے اِن صفات کو ادا کر سکیں چنانچہ بطریق تمثیل محض نفس صفت بتانے کے لئے سختی نرمی وغیرہ کے لفظ سے بھی تعبیر کر دیا جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ ایسے احوال کو صفات کہتے ہیں۔ پس صفت کی تعریف کرنے کے بعد صفات کی غرض اور فائدہ بیان کیا کہ صفات سے حرف ادا کرنے میں ایک مخرج کے کئی حروف آپس میں ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا ہو جاتے ہیں۔ اس سے صفات لازمہ ممیزہ کی طرف اشارہ کیا ہے اس کے بعد اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ اس کے علاوہ اگر ایسے صفات پائے جائیں جن سے ایک مخرج کے کئی حرفوں میں تمیز نہ ہو بلکہ ان سب میں سختی یا نرمی وغیرہ پائی جائے جیسے تا، دال طا، تینوں حرف سخت ہیں یا ثا، ذال ظا، تینوں حرف نرم ہیں تو ایسے صفات غیر ممیزہ کا فائدہ بتاتے ہیں کہ سختی نرمی وغیرہ میں مثل انداز ادائے اہلِ عرب ہو جاتا ہے۔ یعنی صفات لازمہ غیر ممیزہ سے بھی کوئی ایسی صفت نہیں جو صحت حرف کے لئے مقصود نہ ہو، لہٰذا حرفوں کو مخارج اور جملہ صفات سے اس طرح ادا کرنا چاہیئے کہ جس طرح اہل عرب ادا کرتے ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ یعنی عرب والوں کے انداز سے قرآن مجید پڑھو چنانچہ عرب والے عموماً حرفوں کو مخارج اور صفات ہی سے ادا کرتے ہیں۔ بہرحال صفات کے سمجھنے کے لئے اصل یہی ہے کہ کسی مجود اور ماہر قاری سے سُنے اور خود اس کی نقل کر کے مشق کرے اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ سب صفات سمجھ میں آجائیں گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م صفات کی دو قسمیں ہیں (۱) لازمہ جو حرف سے کبھی نہیں جُدا ہوتی (۲) عارضہ جو کسی صفت لازمہ یا کسی دوسرے حرف کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔

ش یعنی صفات من حیث الوقوع دو طرح پر ہیں اوّل صفات لازمہ جو صحتِ حرف کے لئے لازم ہیں۔ چنانچہ محققینِ فن نے ایک ایک حرف کو خوب جانچ اور پرکھ کر ان کے صفات لازمہ کو بیان کیا ہے جو فی الواقع حروف ہجائیہ قرآنیہ میں پائے جاتے ہیں، کہ جن کے جُدا کر دینے سے حرف ناقص ہو جاتا ہے، بلکہ صفت لازمہ ممیزہ کے نہ ادا ہونے سے حرف ہی نہیں ادا ہوتا۔ اس لئے فرمایا کہ لازمہ وہ صفت ہے کہ جو حرف سے کبھی جدا نہیں ہوتی، پس اگر کوئی شخص کسی صفت لازمہ کو نہ ادا کرے تو یہ قصور نفس لزوم کا نہیں ہے بلکہ جو نہ ادا کرے اس کا قصور ہے۔ لہٰذا اس طرح حرفوں کو صحیح ادا کریں کہ صفات لازمہ خود بخود ادا ہو جائیں، کیونکہ یہ فی نفسہٖ حرف سے جُدا نہیں ہیں دوسرے صفات عارضہ ہیں جو موقوف علی السبب ہیں یہ دو طرح پر ہیں ایک وہ کہ کسی صفت لازمہ کی وجہ سے عارض ہوں، دوسرے وہ کہ اتصال حرف کی وجہ سے عارض ہوں۔ یہ صفات اگرچہ عارض ہیں لیکن صحتِ تجوید کے لئے لازم ہیں۔ اسی وجہ سے علامہ جزریؒ نے وَمُسْتَحَقُّهَا کے لفظ سے صفات عارضہ کو بھی تجوید کی تعریف میں بیان کیا ہے۔ اگرچہ وجود اور ثبوت کے لحاظ سے اس کا تعلق علم قراءت سے ہے، اسی وجہ سے صفات عارضہ کے ساتھ پڑھنے کو بھی قراءت کہتے ہیں، لیکن ائمہ نے ادا کے لحاظ سے تجوید میں داخل کیا ہے۔ اسی وجہ سے صفات عارضہ کو اصطلاحًا تجوید سے خارج نہیں کہہ سکتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م صفات لازمہ مشہورہ بھی مثل مخارج کے سترہ ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں ایک متضادہ جس کی ضد کوئی دوسری صفت ہو، دوسرے غیر متضادہ جس کی کوئی صفت ضد نہ ہو۔ صفات متضادہ دس ہیں جن میں سے پانچ صفتیں پانچ کی ضد ہیں۔

ش یعنی قول مختار کی بنا پر صفات لازمہ بھی سترہ ہیں، تعداد مخارج کی مماثلت اس لئے بیان کی تاکہ مخارج کی طرح صفات لازمہ بھی یاد رہیں، اِن صفات لازمہ کی بلحاظ تقابل و عدم تقابل دو قسمیں ہیں متضادہ۔ غیر متضادہ۔ صفات لازمہ متضادہ میں سے جہر شدت استعلاء اطباق اصمات قویہ ہیں اور ان کے اضداد ضعیف ہیں پس جن حرفوں میں جتنی صفتیں قوت کی ہوں گی اتنا ہی حرف قوی ہوگا اور جتنی صفتیں ضعف کی ہوں گی اسی قدر حرف ضعیف ہوگا اس لحاظ سے حرف کی پانچ قسمیں ہیں قوی اقوی ضعیف اضعف متوسط اور غیر متضادہ صفت لین کے علاوہ سب قویہ ہیں۔ صفات کے پہچاننے کا طریقہ بھی وہی ہے جو مخرج پہچاننے کا طریقہ بیان کیا گیا لیکن جس کسی خاص صفت کو پہچاننا چاہیں تو ادائے حرف میں اُس خاص صفت پر زیادہ غور کریں اور اس کا خیال رکھیں کہ جن حرفوں میں بلحاظ قوت و ضعف سب مساوی صفتیں پائی جائیں تو اُن میں سے کسی صفت کا غلبہ نہ ہونے پائے۔ اسی طرح صفت ضعیف کو قوی اور صفت قوی کو ضعیف نہ ادا کرنا چاہیئے، اس سے حرف ناقص ہو جاتا ہے۔ پس صفات متضادہ میں سے کل اور غیر متضادہ کی جو صفت پائی جائے ان مجموعی صفات کے ساتھ حرف کی ادائیگی لازمی ہے اسی وجہ سے تمام صفات کا محفوظ رکھنا ضروری ہے مگر یاد کرنا بہت مشکل ہے۔

تجربہ شاہد ہے کہ لوگوں کو صفاتِ حروف یاد نہیں ہوتے اِس لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد کرنے اور محفوظ رکھنے کا نہایت آسان طریقہ لکھا جاتا ہے لہٰذا ہر صفت کی تعریف کے ساتھ جن صفات میں حروف مرکبہ یا مفردہ لکھے گئے ہیں ان کو زبانی یاد کیا جائے بقیہ حروف اور اُن کے صفات ہر ایک صفت کی ضد سے معلوم اور متعین ہو جاتے ہیں۔ تجوید کی بعض کتابوں میں صفات حروف کا نقشہ لگا رہتا ہے چنانچہ اس کتاب کے آخر میں بھی تمام حرفوں کے صفات عربی اشعار میں جمع کر دیئے گئے ہیں، اس سے ہرگز نقل نہ کریں کیونکہ نقشہ تو نقل ہو جائے گا مگر صفات حروف محفوظ نہ ہوں گے پس صفاتِ حروف کا نقشہ بلا اعانت کے طریقۂ ذیل پر خود بنائیں اس طرح پر کہ پہلے خانہ میں حرف لکھ کر اس کے بعد پانچ خانوں میں صفات متضادہ جو اس میں پائے جاتے ہوں ان کو اس ترتیب سے لکھیں کہ حرف میں پہلی صفت ہو تو اس کو ورنہ اس کی ضد کو لکھیں اسی طرح تمام صفات متضادہ کو یکے بعد دیگرے لکھنے کے بعد صفات غیر متضادہ کے حروف مفردہ کی طرف خیال کریں جن حرفوں میں صفت غیر متضادہ پائی جاتی ہو اس کو متضادہ کے بعد والے خانوں میں لکھیں پھر اس نقشہ کو کتاب کے بیان سے مطابق کر لیں۔ واضح رہے کہ ہر حرف میں کم سے کم پانچ صفتیں متضادہ کی ضرور پائی جائیں گی۔ اس کے علاوہ بعض حرفوں میں غیر متضادہ کی صفت بھی ہو گی، اس لحاظ سے بعض بعض حرف میں زائد سے زائد سات صفتیں ضرور ہوں گی۔ پہلے صفات متضادہ کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد صفات غیر متضادہ بیان کریں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م (۱) ہمس جس حرف کی یہ صفت ہو اس کو مہموسہ کہتے ہیں حروف مہموسہ دس ہیں جو فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتَ میں مرکب ہیں ان کے ادا کرتے وقت آواز اُن کے مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرنا چاہیئے کہ سانس جاری رہ سکے اور آواز پست ہو جیسے یَلْهَثْ کی ثا۔ (۲) جہر یہ ضد ہمس کی ہے اس کے حروف کو مجہورہ کہتے ہیں مہموسہ کے سوا سب حروف مجہورہ ہیں ان کے ادا کرتے وقت آواز ایسی قوت سے ٹھہرنا چاہیئے کہ سانس کا جاری ہونا موقوف ہو جائے اور آواز بلند ہو جیسے مَا كُنْ کا ہمزہ۔

ش متضادہ میں ہر صفت کے ساتھ اس کی ضد بھی بیان کی گئی ہے تاکہ اَلْاَشْيَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِهَا کی بنا پر ہر صفت کی تشریح اُس کی ضد سے بھی سمجھ میں آجائے۔ حضرت نے صفات کے بیان میں نہایت ہی احتیاط کی ہے تاکہ صفت کی تعریف میں کوئی لفظ اور حکم سخت یا اس قدر ضعیف نہ سمجھا جائے کہ جسے دیکھ کر ادا کرنے والے صفات میں کوئی کمی یا زیادتی کر دیں۔ چنانچہ صفت ہمس کی بابت فرماتے ہیں کہ اس طرح ادا کریں کہ سانس جاری رہ سکے یعنی جَرَيَانِ نفس کی صلاحیت رہے جس کے اثر سے حروف مہموسہ میں خاص قسم کا ضعف ہے اس عنوان سے محض جریان نفس کی صلاحیت بتانا منظور ہے تاکہ کوئی شخص صفت ہمس کو پہچاننے کے لئے سانس جاری کرنا چاہے تو جاری رکھ کر صرف صفت ہمس کو معلوم کر لے۔ یہ ترکیب اس منفرد صفت کے معلوم کرنے کی ہے ورنہ مجموعی صفات کے ساتھ حرف ادا کرتے ہوئے صفات غیر ممیزہ کا معلوم کرنا مشکل ہے۔ کاف و تا میں ہمس کے ساتھ شدت کی صفت پائی جاتی ہے جو قوی ہے لہذا کاف و تا میں صفت ہمس کے ظاہر کرنے کی زیادہ کوشش نہ کرنا چاہیئے جس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاف اور تاء میں ہاء یا ثاء کی آواز پیدا ہو جاتے جیسا کہ یَاتُوْكَ کو یاتھوک پڑھتے ہیں ان دونوں حرفوں میں شدت کی صفت قوی ہونے کی وجہ سے غالب ہوگی اسی وجہ سے علامہ جزری فرماتے ہیں۔

ے وَرَاعِ شِدَّةً بِكَافٍ وَّبِتَا
كَشِرْكِكُمْ وَتَتَوَفّٰى فِتْنَتَا

یعنی کاف اور تاء کے ادا میں صفت شدت کی رعایت کرو مثل شرککم و تتوفی اور فتنتا کے اس صفت کو خصوصیت کے ساتھ اسی وجہ سے بیان فرمایا ہے کہ بعض لوگ کاف و تاء میں صفت ہمس کو غالب کرتے ہیں اس کا غلبہ کسی طرح درست نہیں کیونکہ صفت ہمس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ سانس جاری رکھی جائے بلکہ سانس جاری رہنے کی صلاحیت رہے۔ ہمس کی جو ضد جہر ہے اُن کے حرفوں کے اداء میں انحباس نفَس کی قوت ہے جس کے اثر سے حروف مجہورہ میں خاص قسم کی قوت ہے اِسی قوت کی وجہ سے مجہورہ کے حرفوں میں بلندی ہے چنانچہ جہر کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ حروف مجہورہ کے ادا کرتے وقت ان کے مخرج میں آواز ایسی قوت سے ٹھہرے کہ سانس کا جاری ہونا موقوف ہو جائے یعنی سانس جاری بھی کرنا چاہیں تو جاری نہ ہو سکے جیسے فَاغْسِلُوْا کا غین اور مَاْكُوْل کا ہمزہ ۔جہر بفتح الجیم صحیح ہے جیسے اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ اور لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ وغیرہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م (۳) شدت اس کے حروف کو شدیدہ کہتے ہیں جو اَجِدُ قَطٍّ بَکَتٌ میں مرکب ہیں ان کے ادا میں آواز ان کے مخرج میں اتنی قوت سے ٹکنی چاہیئے کہ فوراً بند ہو جائے اور سخت ہو جیسے احد کی دال۔ حروف لِنُ عُمَر کے ادا میں بھی آواز مخرج میں بند ہو جاتی ہے مگر چونکہ فوراً بند ہو کر کچھ جاری بھی ہو سکتی ہے جیسے قُلْ کا لام اور ان کی قوت میں کچھ کمی ہے اس وجہ سے ان کو متوسطہ کہتے ہیں اور کاف وتاء میں اگرچہ آواز فوراً بند ہو جاتی ہے بوجہ قوت شدت کے مگر کچھ سانس بھی جاری رہ سکتی ہے بوجہ ضعف ہمس کے اسی وجہ سے یہ دونوں حرف مہموسہ شدیدہ ہیں۔ حروف شدیدہ جب متحرک ہوتے ہیں تو جس قدر آواز جاری ہوتی ہے وہ حرکت آواز ہوتی ہے۔ (۴) رخو یہ ضد شدت کی ہے اس کے حروف کو رخوہ کہتے ہیں حروف شدیدہ اور متوسطہ کے سوا سب رخوہ ہیں ان کے ادا میں آواز ان کے مخرج میں اتنے ضعف سے ٹکنی چاہیئے کہ آواز جاری رہ سکے اور نرم ہو جیسے مَعَائش کی شین۔

ش صَوت و نَفَس کے جَرَیان و حَبس کے لحاظ سے حرفوں کی چار حالتیں ہیں (۱) ہمس اس کا خاصہ جَرَیان نَفَس ہے (۲) جہر اس کا خاصہ انحباس نفس ہے (۳) شدت اس کا خاصہ انحباس صوت ہے (۴) رخواص کا خاصہ جریانِ صوت ہے اور شدت و رخو کے اختلاط سے پانچویں حالت متوسط ہے یعنی حروف لِنُ عُمَرُ میں نہ شدت ایسی سختی ہے نہ رخو جیسی نرمی ہے بلکہ بَین بَین حالت ہے۔ بہر حال جَرَیان و حَبس کے لحاظ سے ادائے حروف پر صوت و نفس کے جو اثرات اور کیفیات مترتب اور متحقق ہوتے ہیں حرف انہیں کے لحاظ سے یہ اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ حرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو سانس اور آواز سے تعلق ہے اور صفت کو بھی سانس اور آواز سے تعلق ہے تو صفت اور حرف میں کیا فرق ہے؟ لہٰذا ان کا فرق معلوم ہونا چاہیئے کہ جو آواز کسی حرف کے مخرج پر اعتماد کرتی ہے، وہ حرف ہے اور جس جس انداز سے حرف کے مخرج پر آواز اعتماد کرتی ہے اور حرف کے ادا کرتے وقت جو احوال مثل تفخیم ترقیق اور سختی نرمی وغیرہ کے مترتب ہوتے ہیں انہیں کو صفات کہتے ہیں۔ صفت متوسطہ اگرچہ صفات متضادہ میں سے نہیں ہے اس لئے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی صفت ضد نہیں مگر غیر متضادہ بھی نہیں ہے کیونکہ متضادہ ہی کے اختلاط سے یہ صفت پیدا ہوئی ہے اِس لئے اس کو صفات متضادہ ہی میں بیان کرتے ہیں۔ ہمس اور شدت چونکہ آپس میں متضاد نہیں اس لئے اہلِ فن کاف و تاء کو ہمس اور شدت دونوں میں بیان کرتے ہیں اگرچہ ان میں بوجہ قوت و ضعف کے تضاد ہے لیکن دونوں کی حیثیت میں فرق ہے یعنی ضعف بوجہ سانس اور قوت بوجہ آواز کے ہے۔ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ مثل اَحَدٌ کے دَخَلَ کی دال میں آواز بند نہیں ہوتی تو اس کا جواب دیتے ہیں کہ حروف شدیدہ جب متحرک ہوتے ہیں تو جس قدر آواز جاری ہوتی ہے وہ حرکت کی ہوتی ہے۔"

فائدہ: حروف مدہ زمانی اور حروف شدیدہ آنی ہیں اور ضاد قریب زمانی بقیہ حروف قریب آنی ہیں۔ یہ صفات اربعہ ادائے حروف کے وقت مخرج میں آواز کے کم و بیش جاری رہنے نہ رہنے کے اعتبار سے ہیں چنانچہ حروف مدہ میں طبعی امتداد صوت کی وجہ سے کچھ زمانہ پایا جاتا ہے بخلاف حروف شدیدہ کے کہ ان کے مخرج میں قوت شدت کی وجہ سے دفعۃً آواز بند ہو جاتی ہے اسی طرح ضاد میں بوجہ استطالت حروف مدہ سے کچھ کم زمانہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پایا جاتا ہے بخلاف بقیہ حروف کے کہ قریب قریب آن واحد میں ادا ہو جاتے ہیں مگر دفعۃً آواز بند نہیں ہوتی۔ بعض لوگ بوجہ صفت تفشی شین کو بھی قریب زمانی میں بیان کرتے ہیں باقی حروف فرعیہ میں سے حرف غنۃ الف مفخمہ اور الف ممالہ زمانی ہیں۔

م (۵) استعلاء۔ اس کے حروف کو مستعلیہ کہتے ہیں جو خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں مرکب ہیں ان کے ادا میں ہمیشہ جڑ زبان کو اوپر اُٹھنا چاہیئے جس کی وجہ سے یہ حروف پُر ہو جائیں جیسے خَبِیْر کی خاء۔ (۶) استفال یہ ضد استعلاء کی ہے اس کے حرفوں کو مستفلہ کہتے ہیں ان کے ادا میں جڑ زبان کو اوپر نہ اٹھنا چاہیئے جس کی وجہ سے یہ حروف باریک رہیں جیسے ذٰلِکَ کی ذال۔

ش یعنی خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے حرفوں میں علاوہ اور صفات مذکورہ کے ایک صفت استعلاء بھی پائی جاتی ہے یعنی ان حرفوں کے ادا کرتے وقت جڑ زبان تالو کی طرف اُٹھ جاتی ہے جس سے یہ حروف پُر اور موٹے پڑھے جاتے ہیں استعلاء اور اس کی ضد استفال اور انفتاح اذلاق تفشی تکریر وغیرہ میں کیفیت ادا کی مثال متحرک حرف میں اس لئے بتائی ہے کہ بحالت حرکت یہ صفات زیادہ واضح ہوتے ہیں اور خاص کیفیت ادا ہر شخص کو بآسانی معلوم ہو سکتی ہے اور بقیہ صفات یعنی ہمس جہر شدت رخو اطباق صفیر قلقلہ لین استطالت وغیرہ کی ادائے کیفیت کو مثالوں میں بحالت سکون اس لئے بتائی ہے کہ ان صفات میں بہ نسبت متحرک حرف کے بحالت سکون صفت حرف کا معلوم کرنا زیادہ آسان ہے متحرک حرف میں ہر شخص ان صفات کی خاص حالت کو نہیں جان سکتا لیکن کہیں حرف ساکن اور کہیں حرف متحرک کی مثال

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کرنے سے صفات کو اِن احوال کے ساتھ مخصوص نہ سمجھنا چاہیئے حرف چاہے متحرک ہو یا ساکن ہر حال میں صفات لازمہ پائے جائیں گے۔ استعلاء ایسی صفت ہے کہ صرف اسی صفت کی وجہ سے حرف میں صفت تفخیم عارض ہوتی ہے اور حروف مستعلیہ کے علاوہ بقیہ حروف میں استفال ہے جس کی وجہ سے صفت ترقیق عارض ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ الف لام وغیرہ میں پُر پڑھنے کے لئے جڑ زبان کو قصداً اوپر اُٹھانا پڑتا ہے ورنہ پُر نہ ہوں گے اگرچہ اِن حرفوں کے لئے بھی صفت استفال لازم ہے لیکن جب ان میں تفخیم عارض ہوگی تو اُس وقت صفت استفال نہ ادا ہوگی کیونکہ بالفعل استعلاء ہی کی وجہ سے تفخیم عارض ہوتی ہے اور استفال اس کی ضد ہے اِسی ضد کی وجہ سے دونوں بیک وقت جمع نہیں ہو سکتے لیکن اس صورت میں استفال کی صفت کو عارض نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ حروف مستفلیہ کو استفال کی صفت لازم ہے اگر کبھی کسی وجہ سے صفت استفال نہ ادا ہو تو اس صورت میں صفت استفال کا نہ ادا ہونا عارضی ہوگا صفت استفال عارضی نہیں حقیقت میں استفال کی صفت لازم ہے۔

م (۷) اطباق اس کے حروف کو مطبقہ کہتے ہیں جو ص ض ط ظ ہیں ان کے ادا میں جڑ زبان کو تالو سے ڈھانک لینا چاہیئے جیسے مطلع کی طاء (۸) انفتاح یہ ضد اطباق کی ہے اس کے حروف کو منفتحہ کہتے ہیں حروف مطبقہ کے سوا سب منفتحہ ہیں ان کے ادا میں بیچ زبان کو تالو سے جُدا رہنا چاہیئے جیسے کُفُوًا کا کاف۔

ش یعنی حروف مطبقہ کے چار حرفوں میں باوجود جڑ زبان اُٹھنے کے بوجہ اطباق وسط لسان بھی اوپر اُٹھ جائے اِس طرح پر کہ زبان تالو سے منطبق ہوتے ہوئے بیچ زبان اور تالو کے درمیان جوف رہے یعنی جیم شین یاء کے ادا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح وسط لسان تالو سے ملصق نہ ہونا چاہیئے بلکہ منطبق رہے اس کی وجہ سے حروف مطبقہ میں تفخیم دوبالا ہوگی بخلاف غین خاء قاف کے کہ ان کی تفخیم میں بیچ زبان پر کچھ اثر نہیں ہوتا صرف استعلاء کی وجہ سے جڑ زبان اٹھتی ہے پس استعلاء اور اطباق میں یہی فرق ہے اس سے استفال اور انفتاح کا فرق بھی ظاہر ہوگیا کہ استفال نفس تفخیم کو مانع ہے اور انفتاح کمال تفخیم کو مانع ہے۔

م (۹) اذلاق اس کے حروف کو مذلقہ کہتے ہیں جو فَرَّ مِنْ لُبٍّ میں مرکب ہیں یہ حروف ہونٹ یا زبان کے کنارہ سے اس طرح ادا کئے جائیں کہ بہت سہولت سے ادا ہوں جیسے پھسلتی جگہ سے کوئی چیز بآسانی پھسل جاتی ہے جیسے مَالِكِ کی میم (۱۰) اصمات یہ ضد اذلاق کی ہے اس کے حروف کو مصمتہ کہتے ہیں جو ماسوائے فَرَّ مِنْ لُبٍّ کے ہیں۔ ان حروف کو ان کے مخرج سے مضبوط اور جماؤ کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے ورنہ صاف ادا نہ ہوں گے۔

ش حروف مذلقہ میں دو قسم کے حروف ہیں یعنی تین لسانی اور تین شفوی اس لئے فرمایا کہ یہ حروف ہونٹ یا زبان کے کنارہ سے اس طرح ادا کئے جائیں کہ بہت سہولت سے ادا ہوجائیں چونکہ اِن حرفوں کا مخرج ہی طرف مین واقع ہوا ہے یعنی طرف لسان سے لام نون راء اور طرف شفت سے باء میم فاء ادا ہوتے ہیں اس وجہ سے اِن کے ادا میں خاص قسم کی سہولت ہونی چاہیئے مگر یہ صفت حد سے تجاوز نہ کرے ورنہ یہ حروف صاف ادا نہ ہوں گے جیسے یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ اور هُمْ فِيْهَا وغیرہ یا دوسرے حرف سے بدل جائیں گے چنانچہ بعض سے لام کی جگہ راء یا راء کی جگہ لام ادا ہوجاتا ہے جیسے غَافِرُ کی جگہ غَافِلْ لہٰذا ان حرفوں کے ادا کرتے وقت اس کا خیال

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنا چاہیئے کہ یہ حروف خوب صاف ادا ہوں اور صفت اذلاق بھی ادا ہو جائے اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ بار میں صفت شدت ہے اور شدت مانع سہولت ہے تو بار میں بیک وقت شدت اور اذلاق کیوں کر ادا ہوں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بار میں شدت فی نفسہ ہے اور سہولت فی محلہ ہے اِس وجہ سے دونوں کا ادا ہونا ممتنع نہیں ہے۔ صفت اصمات کے ادا کرتے وقت چونکہ مخرج میں استقرارِ صوت کی وجہ سے سہولت کم ہے اس لئے ان کے حرفوں میں کسی قدر ثقل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ کلام عرب میں کوئی ایسا کلمہ نہیں آتا جس کے حروف اصلیہ چار یا پانچ سب مصمتہ ہوں پس لفظ عَسْجُدٌ وغیرہ جن میں جملہ حروف مصمتہ ہوں وہ عربی لغت نہیں باقی الف وغیرہ یعنی حروف مدہ زمانی کا اگرچہ مخرج مقدر ہے اور ان کی ابتداء سہولت سے ہوتی ہے تاہم ان کی انتہا بلا استقرار اور قصداً جماؤ کے ممکن نہیں جو اداءً موجب ثقل ہے۔ اِس وجہ سے ان کا شمار حروف مصمتہ میں صحیح ہے البتہ جن کے نزدیک استقرار صوت کے لئے مخرج محقق ہونا ضروری ہے اُن کے نزدیک حروف مدہ کا حروف مصمتہ میں شمار نہیں ہے۔

م صفات غیر متضادہ سات ہیں (۱) صفیر اس کے حروف ص۔ ز۔ س ہیں ان کے ادا میں ایک آواز تیز مثل سیٹی کے ہونی چاہیئے جیسے مَسّ کی سین۔

مش اگرچہ عقلاً صفات غیر متضادہ کی ضد بھی سمجھ میں آتی ہے جیسے صفیر کی ضد عدم صفیر جیسا کہ خلاصہ میں بیان کرتے ہیں وَاَضْدَادُ الْمُفْرَدَةِ وَاِنْ تَتَعَقَّلُ بِالسَّلْبِ الْکِنْ لَمْ تُسَمَّ بِاِسْمٍ لِعَدَمِ الْحَاجَةِ اِلٰی بَحْثِھَا یعنی بوجہ ضرورت نہ ہونے کے کوئی نام ان کے اضداد کے بیان نہیں کئے گئے اور ان کو متضادہ میں شمار نہیں کیا گیا اِس لئے ان کو غیر متضادہ کہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے اسی کو صفات مفردہ بھی کہتے ہیں جن میں سے پہلی صفت صفیر ہے یعنی صاد زا سین کے ادا میں علاوہ اور صفتوں کے خاص قسم کی قوت اور آواز میں تیزی ہے جس کو سننے ہی سے تعلق ہے اس وجہ سے مثال دے کر سمجھا دیا پس اس قوت اور تیزی سے جو آواز نکلتی ہے اس کا نام صفت صفیر ہے یہ ایسی ممیز اور قوی صفت ہے کہ اگر ادا نہ ہو تو بجائے زا، کے ذال اور بجائے سین کے ثا ہو جاوے۔

م (۲) قلقلہ اس کے حروف قُطْبُ جَدٍ ہیں ان کے ادا میں خاص کر جب یہ حروف ساکن ہوں تو ایک آواز لوٹتی ہوئی نکلنی چاہیئے نہ وہ مثل تشدید کے ہو نہ کوئی حرکت مثل قاف فَلَقَ کے۔

ش اگرچہ حروف قلقلہ صفت شدت کی وجہ سے قوی اور سخت ہیں لیکن صفت قلقلہ کی قوت صفت شدت سے بھی زیادہ ہے کہ ان کے ادا کرتے وقت مخرج میں جنبش ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے حروف قُطْبُ جَدٍ میں لوٹتی ہوئی آواز ظاہر ہوتی ہے اگر کسی سے یہ لوٹتی ہوئی آواز حروف قلقلہ کے سکون کے وقت نہ ظاہر ہوتی ہو تو ظاہر کرنا چاہیئے کیونکہ صفت قلقلہ کے لئے یہی معیار صحت ہے لیکن جب یہ حروف متحرک ہوں گے تو اس وقت بوجہ حرکت لوٹتی ہوئی آواز نہ ظاہر ہو گی بلکہ حرکت کے ساتھ ادا ہو جائے گی جس کی پہچان یہ ہے کہ اس حالت میں بھی مخرج میں جنبش ضرور پائی جائے گی چنانچہ صفت قلقلہ میں مراتب ہیں یعنی متحرک سے زیادہ سکون میں اور سکون سے زیادہ وقف میں قلقلہ ظاہر ہو گا اسی طرح حروف قلقلہ میں بھی مراتب ہیں یعنی قاف میں قلقلہ اقویٰ باقی میں قوی ہے پس سکون کی قید سے صفت قلقلہ کو عارضی نہ سمجھنا چاہیئے چونکہ حرف متحرک کے اعتبار سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف ساکن کے مخارج اور صفات کا پہچاننا زیادہ آسان ہے اس وجہ سے سکون کے ساتھ اس صفت کو بھی خاص کیا۔

م (۳) لین اس کے دونوں حرف کو ان کے مخرج سے بلا تکلف نرم ادا کرنا چاہیئے اس طرح پر کہ ان میں اگر مد کرنا چاہیں تو مد ہوسکے مثل یاء صَیْف اور واؤ خَوْف کے۔

ش چونکہ لین کے حروف مخرج میں بیان کر چکے ہیں اور بہت مشہور ہیں اس وجہ سے لین کی تعریف کر کے صرف مثالیں دیدیں اگرچہ بوجہ رخو حرف لین میں نرمی پائی جاتی ہے لیکن یاء اور واؤ ساکن ماقبل زبر کی حالت میں اِن کے ادا کرتے وقت جس قسم کی نرمی اور خاص کیفیت ہوتی ہے وہ رخو کی صفت میں نہیں ہوتی چنانچہ یاء واؤ مشدّدہ اور متحرکہ وغیرہ میں یہ بات نہیں جو صفت لین کے ادا میں ہے اِن دونوں حرفوں میں اگرچہ مد بالکل نہیں مگر اس صفت لین کی وجہ سے مد کی صلاحیت ضرور پائی جاتی ہے جس طرح پر کہ واؤ ساکن ماقبل ضمہ یاء ساکن ماقبل کسرہ ہونے سے اسی واؤ اور یاء میں صفت مدیت کی پیدا ہو جاتی ہے صفت لین اگرچہ ضعیف ہے لیکن ممیزہ ہے باقی صفات غیر متضادہ سب قویہ اور ممیزہ ہیں۔

م (۴) انحراف اس کے حرف کو منحرفہ کہتے ہیں جو لام اور راء ہیں لام کے ادا میں آواز سرے زبان کی طرف اور راء کے ادا میں آواز پیٹھ زبان کی طرف پھرے لیکن اس طرح پر کہ بجائے لام کے راء اور بجائے راء کے لام نہ ہونے پائے جیسا کہ بعض بچوں سے ہو جاتا ہے۔

ش یعنی لام کے ادا میں جو آواز حافہ لسان سے نوک زبان کی طرف اور راء کے ادا میں جو آواز نوک زبان سے پشت زبان کی طرف پھرتی ہے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو انحراف کہتے ہیں یہ صفت انحراف لام اور راء کے لئے جس طرح علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کی گئی ہے اگر اسی طرح ادا کی جاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک صاف اور ایک دوسرے سے علیٰحدہ علیٰحدہ معلوم ہوں گے کیونکہ لام کے ادا کرتے وقت حافہ لسان سے نوک زبان کی طرف انحرافِ صوت ہوتا ہے اور راء کے ادا کرتے وقت نوک زبان سے پشت زبان کی طرف انحراف صوت ہوتا ہے۔ پشت زبان اس حصّہ کو کہتے ہیں جو زبان کا اُوپر کی حصّہ تالو کی طرف ہے۔

م (۵) تفشی یہ صفت شین معجمہ کی ہے اس کے ادا میں آواز پھیلی ہوئی ہونی چاہیئے لیکن آواز اوپر نہ چڑھنے پائے ورنہ شین پُر ہو جائے گی جیسے مَشۡحَۃٌ کی شین۔

ش شین کے ادا کرتے وقت چونکہ مخرج میں قدرے خلا رہتا ہے اس وجہ سے شین کی آواز مخرج میں پھیلتی ہے اگر شین کی یہ صفت نہ ادا کی جائے تو شین ظاہر نہ ہوگی لیکن شین کو پُر کرنے سے بچانا چاہیئے۔

م (۶) استطالت یہ صفت ضاد معجمہ کی ہے اس کے ادا میں اس کے شروع مخرج سے آخر مخرج تک آواز بتدریج نکلنی چاہیئے یعنی آواز یکایک فوراً ایک دفعہ نہ نکلے تاکہ کیفیت درازی مد کی سی ظاہر ہو جیسے وَلَا الضَّآلِّیۡنَ کا ضاد اس میں دیر تک آواز کو چکر دینا یا اس کو دال پُر یا ظاء پڑھنا ٹھیک نہیں بلکہ اس کو اس کے مخرج اصلی سے مع رعایت صفات ادا کیا جاوے انشاء اللہ تعالیٰ ضاد صحیح خود ادا ہو جائے گا لیکن اس کی صحت کسی قاری ماہر سے ضرور کرنی چاہیئے کیونکہ یہ حرف عرب کے سوا دوسری زبان میں نہیں قراءت نقلی چیز ہے جو چیز نقلی ہو وہ محض عقل سے نہیں حاصل ہو سکتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مش طوالت مخرج کی وجہ سے ضاد کے ادا کرنے میں آواز کسی قدر دراز ہوتی ہے یعنی شروع مخرج طواحن مع کنارۂ زبان سے آواز شروع ہو کر تدریجاً ضواحک تک اِس طرح پہنچے کہ آواز میں کچھ درازی ہو جس کو اِن لفظوں میں بیان کیا کہ کیفیت درازیٔ مد کی سی ہو۔ مد سے مراد حرف مد اور مد اصلی ہے مد فرعی نہیں ضاد کی درازی حرف مد سے کم ہو گی لیکن حرکت کی مقدار سے زائد ہو گی حرف مد اور ضاد کی درازی میں فرق یہ ہے کہ حرف مد میں درازیٔ صوت فی نفسہٖ ہے اور ضاد میں درازیٔ صوت فی محلہٖ ہے اسی درازیٔ آواز کو صفت استطالت کہتے ہیں یہ ضاد کے لئے ایسی صفت لازمہ ہے کہ اسی پر ضاد کی صحت موقوف ہے۔ اکثر لوگوں سے یہ صفت اس وجہ سے نہیں ادا ہوتی کہ بجائے کنارۂ زبان ڈاڑھ سے لگانے کے سرا زبان کو جڑ ثنایا علیا سے لگا کر آواز پُر کرتے ہوئے ضاد ادا کرتے ہیں اور صفت شدّت ادا کر دیتے ہیں جو منافی استطالت ہے، اسی وجہ سے بجائے ضاد کے دال پُر ادا ہو جاتی ہے اور غضب تو یہ ہے کہ عوام کے علاوہ خواص بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں اور اسی ادائیگی کو صحیح سمجھتے ہیں۔ ضاد کو ظاء اور دال سے بچانے اور صحیح پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ نوک زبان کو ظاء اور دال کے مخرج سے جدا رکھ کر کنارۂ زبان کو ڈاڑھ سے لگاتے ہوئے صفت استطالت کے ساتھ ضاد ادا کریں اور بوجہ صفت اطباق زبان کو تالو سے منطبق رکھیں، اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ ضاد صحیح ادا ہو گا۔ ضاد کا مشابہ ظاء ہونا منافی صحت نہیں ہے بلکہ یہی ضاد صحیح ہے اس لئے کہ مثل صاد سین کے ضاد کو ظاء سے مشابہت ہے چنانچہ صاحب الرعایۃ اس کے متعلق فرماتے ہیں وَالضَّادُ یُشْبِہُ لَفْظُھَا بِلَفْظِ الظَّاءِ یعنی ضاد ادا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مشابہ ہے لفظ ظاء کے لیکن یہ دلیل عینیت کی نہیں ہے کیونکہ تشابہ کو تغائر لازم ہے بلکہ یہ مشابہت کی دلیل ہے پس ضاد کا ظاء کے مشابہ ہونا صفت ذاتی ہے۔ اگر اس تشابہ سے احتراز کیا گیا تو ضاد صحیح کبھی ادا نہیں ہو سکتا بعض ناواقف سمجھتے ہیں کہ مجبورًا بوجہ عدم قدرتِ ظاء کے مشابہ ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے لہٰذا ضاد کو دال مفخم اور ظاء سے بچانے کی امکانی کوشش کرنا چاہیئے اور کسی ماہر قاری سے ضاد کو مشق کر کے صحیح کر لینا چاہیئے اور عوام کو ضاد ادا کرنے میں جو دشواری ہوتی ہے اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حرف عرب کے سوا کسی دوسری زبان میں نہیں چنانچہ جس کلمہ میں ضاد ہو گا وہ کلمہ یقیناً عربی ہو گا۔

م (۷) تکریر یہ صفت راء کی ہے اس کے ادا کرنے کے وقت اس کے مخرج میں زبان کو پورے طور پر قرار اور جماؤ نہیں ہوتا یہاں تک کہ اگر بالکل ہی جماؤ سے نہ ادا کی جائے تو بجائے ایک راء کے کئی راء ہو جاویں اسی وجہ سے راء میں ایک قسم کی قوت ہوتی ہے جیسے رَبِّ کی راء اگر یہ صفت راء نہ ادا کی جاوے تو راء مثل واؤ ہو جاوے لیکن تکریر یہ حد سے زیادہ نہ کرنا چاہیئے کہ بجائے ایک راء کے کئی راء ادا ہو جائیں۔

ش چونکہ راء میں قوت مکرر ہونے کی ہے اس وجہ سے جب تکریر زیادہ ہو جاتی ہے تو بجائے ایک راء کے کئی راء ہو جاتی ہیں لہٰذا قوت تکریر سے راء ادا کریں اور نفس تکرار سے احتراز کریں تاکہ بجائے ایک راء کے کئی راء نہ ہونے پائیں اور اگر تکریر والی قوت نہ ادا کی گئی تو بجائے راء کے واؤ ہو جائے گا اسی وجہ سے فرمایا کہ راء میں ایک قسم کی قوت ہوتی ہے۔ صحیح تکریر ادا ہونے کی صورت یہ ہے کہ راء کی صفت توسط میں افراط و تفریط

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہونے پائے کیونکہ اگر راء میں پوری شدت ہوگئی تو راء مکرر ہو جائے گی اور اگر پوری رخاوت ادا کی تو بجائے راء کے واؤ ہو جاوے گا اس لئے چاہیئے کہ راء ادا کرتے وقت جب نوک زبان راء کے مخرج میں لگ جائے تب زبان کو مخرج سے جدا کریں اور صفت توسط کا خیال رکھیں۔

م صفت عارضہ کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ کہ کسی صفت لازمہ کی وجہ سے پیدا ہو جیسے باریک ہونا حرف کا بوجہ استفال اور پُر ہونا بوجہ استعلاء کے ہوتا ہے (۲) وہ کہ کسی دوسرے حرف کے ملنے سے پیدا ہو۔

ش صفت عارضہ بھی ادائے اگرچہ تجوید کا جز ہے لیکن وقوع کے لحاظ سے حقیقۃً اس کا تعلق ثبوت نقل اور علم قراءت سے ہے تاوقتیکہ ائمہ قراء میں سے کسی امام اور راوی سے نہ ثابت ہو کسی صفت عارضہ کی ادا معتبر نہیں۔ لہٰذا جس ادا کا ثبوت کسی روایت پر منحصر ہو وہ صفت عارضہ ہے پس جو صفات عارضہ روایت حفص رحؒ سے ثابت ہیں ان کا ادا کرنا اُن کی روایت میں واجب ہے ورنہ روایت حفص رحؒ ناقص ہوگی۔ صفات عارضہ کی دو قسمیں جو بیان کی گئی ہیں یہ بلحاظ سبب ہیں ایک وہ کہ جو صفت لازمہ کے سبب سے ہو اس کو عارض بالصفت کہیں گے دوسرے وہ کہ جو اتصال حرف کی وجہ سے پیدا ہو اس کو عارض بالحرف کہیں گے اور عارض بالصفت دو طرح پر ہیں تفخیم اور ترقیق۔

م کل حروف باریک ہیں سوا مستعلیہ اور ان حرفوں کے جن میں کبھی کسی وجہ سے صفت استعلاء ہو جاوے اس قسم کے حروف لام راء الف اولیٰ واؤ ہیں۔

ش استفال کی وجہ سے ترقیق اور استعلاء کی وجہ سے تفخیم عارض ہوتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن تفخیم بلحاظ اطلاق دو قسم پہ ہے ایک مستقل جو حروف خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے غیر مستقل کہ جن حرفوں میں کبھی کسی وجہ سے صفت استعلاء یعنی جڑ زبان اوپر اٹھ جاوے ایسے حروف چار ہیں جو بیان کئے گئے ہیں اِن حرفوں میں اگرچہ تفخیم غیر مستقل ہے لیکن قاعدہ پائے جانے کے بعد اس کا بھی ادا کرنا ضروری ہے ورنہ ترکِ وجوب لازم آئے گا۔

> **م** حروف مستعلیہ ہمیشہ پُر ہوتے ہیں اور لام ہمیشہ باریک ہوتا ہے مگر جب لفظ اَللّٰہُ کے لام سے پہلے زبر یا پیش ہو تو لفظ اَللّٰہُ کے دونوں لام پُر ہوں گے جیسے اَرَادَ اللّٰہُ قَالُوا اللّٰھُمَّ اور سَیَقُوْلُ السُّفَھَآءُ مِنَ النَّاسِ مَاوَلّٰھُمْ کا لام باریک ہوگا کیونکہ یہ لام لفظ اللہ کا نہیں اور اگر لفظ اَللّٰہُ سے پہلے زیر ہو تو لام باریک ہوگا جیسے لِلّٰہِ کا لام۔

ش مستعلیہ کے ساتھ لفظ ہمیشہ کا لا کر تفخیم مستقل کی طرف اشارہ کیا ہے لِاَنَّ الْعَاقِلَ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ اور چونکہ لام میں اصل ترقیق ہے، اِس لئے فرمایا کہ لام ہمیشہ باریک ہوتا ہے البتہ کبھی تفخیم عارض ہوتی ہے جو غیر مستقل ہے پس لفظ اللہ سے پہلے جب زبر یا پیش ہو تو لفظ اللہ کے دونوں لام پُر ہوں گے اس لفظ میں حقیقۃً دوسرے لام کی تفخیم تعظیماً ہوتی ہے لیکن محافظۃً ادغام کی وجہ سے پہلا لام بھی پُر ہوگا جیسا کہ خلاصہ میں بیان کرتے ہیں اَلْاُوْلٰی لِمُحَافِظَۃِ الْاِدْغَامِ وَالثَّانِیَۃُ لِلتَّفْخِیْمِ یہاں تفخیم بمعنیٰ تعظیم ہے اور جب لفظ اللہ سے پہلے زیر ہو تو اس وقت صحت کی وجہ سے دونوں لام باریک ہوں گے جیسے لِلّٰہِ کا لام اس کے علاوہ جو لام لفظ اَللّٰہ کا نہ ہو مثل مَاوَلّٰھُمْ اور اَشْھَدُ اَنْ لَّآ وغیرہ کے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لام باریک ہی ہوگا مَاوٰىهُمْ کی مثال سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اکثر ناواقف مشابہت تلفظ کی وجہ سے لفظ اللّٰہ کی طرح اس قسم کے مشدد لام کو بھی غلطی سے پُر پڑھ دیتے ہیں حالانکہ ان دونوں مثالوں میں کوئی اسم اللہ نہیں ہے۔

م راء کے پُر اور باریک پڑھنے کے دس قاعدے ہیں (۱) راء پہ زبر یا پیش ہو تو پُر ہو گی جیسے رَبِّ رُبَمَا اور زیر ہو تو باریک جیسے رِجَال۔

ش چونکہ بعض کے نزدیک راء میں تفخیم عارض ہے اور بعض کے نزدیک ترقیق عارض ہے اس لئے دونوں قسم کے قواعد بیان کر دیئے تاکہ دونوں قول کے موافق تفخیم ترقیق کا قاعدہ کلیہ معلوم ہو جائے حرکات میں سے صرف زبر اور پیش تفخیم کے صالح ہیں یعنی اِن دونوں حرکتوں میں استعلاء لسان یعنی علت تفخیم ممکن ہے یہی وجہ ہے کہ جن حرفوں میں صلاحیت تفخیم ہے وہ زبر اور پیش کی حالت میں پُر ہوتے ہیں بخلاف کسرہ کے کہ یہ علاوہ مستعلیہ کے مانع استعلاء ہے بلکہ خود مستعلیہ مکسور کی تفخیم بھی بوجہ کسرہ کے مستعلیہ مفتوح مضموم سے کم ہوتی ہے پس حرف مستعلیہ مکسور کے علاوہ کوئی حرف مکسور پُر نہیں ہو سکتا کیونکہ زیر میں انخفاض ہوتا ہے اس وجہ سے راء مکسور ہمیشہ باریک ہوتی ہے۔

م (۲) راء ساکن سے پہلے زبر یا پیش ہو تو پُر ہو گی جیسے فَرْدًا اور قُرْاٰن۔

ش چونکہ راء ساکن کوئی مستقل حکم نہیں رکھتی اس لئے راء ساکن پُر اور باریک پڑھے جانے میں اپنے ماقبل والی حرکت کے تابع ہے جیسے ماقبل کی حرکت ہو گی ویسا ہی راء ساکنہ کا حکم ہو گا لیکن راء ساکن ماقبل کسرہ ہو تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے شرائط کے موافق پڑھی جائے گی جیسا کہ شرائط آگے بیان کرتے ہیں۔

م اور زیر اصلی ایک کلمہ میں ہو اور اس راء ساکن کے بعد کوئی حرف مستعلیہ ایک کلمہ میں نہ ہو تو باریک ہوگی جیسے فِرْعَوْنَ جو زیر کسی وجہ سے ہو اس کو زیر عارضی کہتے ہیں اور جو زیر اصل لفظ کا ہو تو اس کو زیر اصلی کہتے ہیں۔

ش یعنی جب راء ساکنہ سے پہلے نہ کسرہ عارضی ہو نہ کسرہ منفصلہ ہو نہ حرف مستعلیہ اسی کلمہ میں ہو جس کلمہ میں راء ساکن ہے تب ماقبل کے کسرہ اصلی کی وجہ سے راء ساکنہ باریک ہوگی جیسے فِرْدَوْس وغیرہ باقی کسرہ عارضی وغیرہ کے احکام آگے بیان کرتے ہیں۔

م (۳) راء ساکن سے پہلے زیر عارضی ہو تو پُر ہوگی جیسے اِرْجِعُوْا اور اَمِ ارْتَابُوْا (۴) راء ساکن سے پہلے زیر ایک کلمہ میں نہ ہو تو پُر ہوگی جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنِ (۵) راء ساکن سے پہلے زیر ہو اور اس راء کے بعد حرف مستعلیہ ایک کلمہ میں ہو تو پُر ہوگی جیسے لَبِالْمِرْصَاد مگر فِرْقٍ میں پُر و باریک دونوں جائز ہیں۔

ش چونکہ ان تینوں صورتوں میں بوجہ زیر عارضی اور انفصال کسرہ اور اتصال مستعلیہ کے کسرہ ضعیف ہے اور کوئی مانع استعلاء نہیں ہے اسی وجہ سے اِن صورتوں میں تفخیم ہوگی مرصاد قرطاس وغیرہ میں مابعد کا حرف موجب تفخیم نہیں ہے ورنہ لازم آئے گا کہ ان میں وہ صفت عارضہ ہے جو کسی حرف کے ملنے سے پیدا ہو حالانکہ یہاں عارض بالصفت ہے اس لئے کہ تفخیم بلا استعلاء ممکن نہیں اور بلا مستعلیہ ممکن ہے بلکہ خود حروف مستعلیہ تفخیم کے بارے میں محتاج استعلاء ہیں چونکہ تفخیم غیر مستقل موقوف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی الروایۃ ہے اور روایۃً مستعلیہ منفصلہ مثل وَاصْبِرْ صَبْرًا کے تفخیم ثابت نہیں اس وجہ سے مستعلیہ متصلہ کی قید بڑھائی گئی جس کو لوگ بمنزلہ سبب کے سمجھ کر مِرْصَادِ وغیرہ میں تفخیم کو عارض بالحرف سمجھنے لگے حالانکہ اصل وجہ یہ ہے کہ کلام عرب میں نیز علم قراءت میں ایک کلمہ کے اندر باوجود حرف میں صلاحیت تفخیم کے ہوتے ہوئے کسی حرف کو پُر اور کسی حرف کو باریک ادا کرنا موجبِ ثقالت سمجھا گیا ہے اسی صلاحیت تفخیم ہی کی وجہ سے الف اور واؤ مدہ کو ماقبل والے حرف کے کلیۃً تابع کر دیا گیا ہے اور فِرْقٍ کی راء میں باوجود تفخیم کے ترقیق اس لئے جائز ہے کہ یہاں راء ساکن بین الکسرتین واقع ہوئی ہے حالانکہ صرف ایک ہی کسرہ موجبِ ترقیق ہوتا ہے دوسرے یہ کہ یہاں حرف مستعلیہ مکسور ہونے کی وجہ سے خود قاف کا استعلاء ضعیف ہوگیا ہے یہی وجہ ہے کہ فِرْقٍ اور فِرْقَۃٍ کے حکم میں فرق ہوگیا ہے، لفظ فِرْقٍ کی تفخیم و ترقیق کی اولویت کے بارے میں بھی اختلاف ہے جیسا کہ خلاصہ میں ہے وَفِیْ کُلِّ فِرْقٍ فَرِیْقَانِ فِی الْاَوْلَوِیَّۃِ اور اگر قاف کا کسرہ بوجہ وقف زائل ہو جائے تو اِس وقت بھی دونوں وجہیں جائز ہیں، اس لئے کہ وقف عارضی ہے اور کسرہ لازمی ہے لیکن ہر جگہ بحالتِ وقف حرکۃ اصلیہ کا اعتبار جائز نہیں اور کسرہ عارضی واقع ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک بوجہ ابتدا جیسے اِرْجِعُوْا دوسرے بوجہ اجتماع ساکنین جیسے اَمِ ارْتَابُوْا اسی وجہ سے تیسرے قاعدے میں اِن دونوں مثالوں کو بیان کیا ہے۔

م (۶) راء ساکن سے پہلے زیر ہو اور اس راء کے بعد حرف مستعلیہ دوسرے کلمہ میں ہو تو باریک ہوگی جیسے وَاصْبِرْ صَبْرًا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ش چونکہ دو کلموں میں کسی حرف کا پُر اور کسی حرف کا باریک پڑھنا موجب ثقالت نہیں اس لئے صَبْرًا سے پہلے وَاصْبِرْ کی راء باریک ہی ہو گی۔

م (۷) راء ساکن سے پہلے یاء ساکن ہو تو باریک ہو گی جیسے خَيْرٌ خَبِيْرٌ

ش یعنی جو راء بوجہ وقف ساکن ہو اور اس سے پہلے یاء ساکنہ ہو اگرچہ اس یاء ساکنہ سے پہلے زبر ہو تو راء باریک ہی ہو گی اس لئے کہ راء ساکنہ کے لئے یاء ساکن مانع استعلاء ہے۔ لہٰذا خَيْرٌ وغیرہ کی راء بحالتِ وقف باریک ہو گی اور بحالت وصل اپنی حرکت کے موافق پڑھی جائے گی اسی وجہ سے راء مرامہ یعنی موقوفہ بالروم بھی تابع حرکت ہے اس لئے کہ روم میں بھی کچھ حرکت ہوتی ہے اور راء مشممہ یعنی موقوفہ بالاشمام راء ساکنہ کے حکم میں ہے کیونکہ اشمام کی حالت میں بھی راء ساکن ہوتی ہے۔

م (۸) راء ساکن سے پہلے ساکن غیر یاء ہو اور اس ساکن سے پہلے زبر یا پیش ہو تو پُر ہو گی جیسے فَاْر نُوْر اور زیر ہو تو باریک جیسے اَلسِّحْر ط

ش اِس قاعدہ میں بھی راء موقوفہ کا حکم بیان کیا گیا ہے پس ایسی صورت میں جبکہ سکون وقفی اور سکون لازم سے پہلے زبر یا پیش ہو تو راء پُر ہو گی ورنہ باریک کیونکہ راء ساکنہ موقوفہ کے لئے کوئی حکم خاص نہیں اور راس سے پہلے سکون لازم مانع حکم نہیں لہٰذا سکون لازم سے پہلے جیسی حرکت ہو گی ویسا ہی راء ساکنہ موقوفہ کو حکم دیا جائے گا' باقی بحالت وصل اور بحالت روم راء متحرکہ کا حکم دیا جائے گا۔

م (۹) راء مشددہ پر زبر یا پیش ہو تو دونوں راء پُر ہوں گی جیسے لَيْسَ الْبِرَّ وَلَيْسَ الْبِرُّ اور زیر ہو تو باریک جیسے بِالْبِرِّ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ش راء مشددہ میں اگرچہ دو راء پڑھی جاتی ہیں پہلی ساکن دوسری متحرک لیکن رسماً ایک ہونے کی وجہ سے راء منفردہ متحرکہ کے حکم میں ہے یعنی راء مشددہ پر جیسی حرکت ہوگی اُسی کے موافق دونوں راء پڑھی جائیں گی پس بحالتِ وصل لِصِحَّةِ التَّشْدِيْد پہلی راء دوسری راء کے تابع ہے جیسے لَيْسَ الْبِرَّ اور بحالتِ وقف دوسری راء پہلی کے تابع ہوتی ہے کیونکہ راء موقوفہ مشددہ بھی راء ساکنہ کے حکم میں ہے لیکن چونکہ حرف مشدد کے ادا میں دیر دو حرف کی ہوتی ہے اِس وجہ سے راء موقوفہ مشددہ میں بھی دیر دو حرف کی ہوگی جیسے مُسْتَمِرّ وغیرہ تاکہ تشدید تام ہو ورنہ بجائے مشدد کے مخفف ہو جانے سے لحن جلی ہو جائے گا۔

م (۱۰) راء کا زبر بوجہ امالہ زیر کی طرف مائل ہو جاوے تو راء باریک ہوگی جیسے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا امالہ کی وجہ سے جب زبر زیر کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو اس کے بعد کا الف بھی یاء کی طرف مائل ہو جاتا ہے بروایت حفصؒ صرف اسی لفظ میں امالہ ہے۔

ش چونکہ فتحہ ممالہ میں میلان کسرہ کی طرف ہوتا ہے اِس لئے امالہ تفخیم کو مانع ہے اگرچہ امالہ اور صلہ بھی از قسم صفات عارضہ ہیں لیکن چونکہ امالہ والی صفت عارضہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ سے صرف مَجْرٖىهَا میں ہے یعنی بطریق قاعدہ کلیہ نہیں اس لئے اس کو مستقل طریقہ پر نہیں بیان کیا امالہ لفظ مَجْرٖىهَا میں روایۃً واجب ہے اور صلہ کے قواعد اس لئے نہیں بیان کئے گئے کہ اس کا حال موجودہ رسم قرآنی میں اُلٹے پیش اور کھڑے زیر سے معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ علامت صلہ ہی کے لئے وضع کی گئی ہے لیکن سورۃ نحل کے آخر میں لِاَنْعُمِهٖ ط اِجْتَبٰىهُ کے پہلے ہاء کے نیچے کھڑا زیر غلط

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا رہتا ہے اس میں صلہ نہ ہو گا کیونکہ ہائے ضمیر کے بعد ہمزہ وصلی ہے جو بحالتِ وصل حذف ہو جائے گا اور یہ ہائے مکسورہ جیم ساکن سے مل جائے گی حروف فرعیہ میں سے الف ممالہ بھی حرف فرعی ہے لیکن صلہ حرف فرعی نہیں کیونکہ صلہ کی حقیقت اشباع حرکت ہے مثل لَهٗ بِهٖ وغیرہما کے۔ صلہ اگرچہ حرف اصلی بھی نہیں لیکن حرف مد کے حکم میں ہے اسی وجہ سے صلہ کے بعد بھی ہمزہ قطعی آنے سے مد ہوتا ہے۔ جیسے وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ وغیرہ۔

م اور الف اور واؤ مدہ سے پہلے اگر حرف پُر ہو تو یہ دونوں بھی پُر ہوں گے ورنہ باریک۔

ش جس طرح حرکات میں سے فتحہ اور ضمہ صالح تفخیم ہیں اسی طرح الف اور واؤ مدہ بھی صالح تفخیم ہیں کیونکہ فتحہ اور ضمہ کے اشباع سے الف اور واؤ مدہ پیدا ہوتے ہیں چنانچہ جس اثر سے فتحہ اور ضمہ متاثر ہوتے ہیں اُسی اثر سے الف اور واؤ مدہ بھی متاثر ہوتے ہیں یعنی الف اور واؤ مدہ صفت میں اپنے ماقبل والے حرف کے تابع ہیں جس طرح یہ دونوں حرف وجود میں اپنے ماقبل کے تابع ہیں پس اگر پُر حرف کے بعد الف اور واؤ مدہ کو باریک پڑھا جائے تو ادا میں یقیناً ثقل پیدا ہو گا یا ان دونوں کو باریک پڑھا گیا تو ماقبل کے حرف مفخم کی تفخیم صحیح نہ ادا ہو گی لہٰذا حرف مفخم کے بعد الف اور واؤ مدہ بھی پُر ہوں گے جیسے قَالُوْا اور قُوْلُوْا وغیرہ چنانچہ صاحبِ مواہبِ مکیہ فرماتے ہیں ثُمَّ تَفْخِيْمُ الْاَلِفِ نَاظِرٌ لِمَا قَبْلَهَا مُجَاوِرٌ لَهَا فَاِنْ كَانَ مُفَخَّمًا فُخِّمَتْ وَاِلَّا رُقِّقَتْ وَالْحَقُّ فِي الْوَاوِ الْمَدِّيَّةِ اِذَا تَقَدَّمَهَا مُجَاوِرًا لَهَا حَرْفٌ مُفَخَّمٌ تَفْخِيْمٌ باقی جن لوگوں نے واؤ مدہ کی تفخیم کو صراحۃً نہیں بیان کیا اُنہوں نے غالباً واؤ مدہ کو الف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر قیاس کرتے ہوئے بیان کی حاجت نہیں سمجھی چنانچہ کتب معتبرہ میں واؤ مدہ کی تفخیم کی تردید بھی نظر سے نہیں گزری بلکہ صاحب نہایۃ القول وغیرہ سے واؤ مدہ کی تفخیم کی تائید ہوتی ہے نیز شیوخ اور قراء کے عمل اور اداء سے ثابت ہے چنانچہ قول اور عمل کے مابین جب اختلاف ہوتا ہے تو قرات میں عمل کو ترجیح ہوتی ہے لہٰذا تفخیم کی جگہ ترقیق اور ترقیق کی جگہ تفخیم جائز نہیں بلکہ تفخیم مستقل اور ممیز کے ترک سے لحن جلی لازم آئے گا اسی طرح واؤ مفتوح مثل سمٰوات میں پُر پڑھنا جائز نہیں۔

م جو صفات عارضہ حرف کے ملنے سے پیدا ہوتی ہیں چند قسم پر ہیں (۱) مد یعنی حرف کو دو گونہ سہ گونہ وغیرہ موافق ضرورت کے بڑھانا۔ مد صرف حرف مد اور حرف لین میں ہوتا ہے جبکہ حرف مد کے بعد ہمزہ یا سکون اور حرف لین کے بعد سکون آوے سکون اگر اصل لفظ کا ہو تو سکون لازمی اور اصلی کہتے ہیں اور اگر کسی وجہ سے آیا ہو تو سکون عارضی کہتے ہیں۔

ش جب ایک حرف کے بعد کوئی دوسرا حرف ملتا ہے تو اس وقت پہلے حرف میں جو عوارضات پیدا ہوتے ہیں اُن میں سے پہلا مَد ہے۔ مد کے معنی درازیٔ صوت کے ہیں یہ درازیِ صَوت اگر حرف مد کے برابر ہے تو مد اصلی ہے جس کو مد ذاتی اور طبعی بھی کہتے ہیں اور اگر درازیٔ صوت حرف مد پر زائد ہے تو اس کو مدِ فرعی کہتے ہیں اور یہی مد فرعی عارض بالحرف کی پہلی قسم ہے۔ چونکہ ہمزہ اکثر حرفوں کے اعتبار سے اَبْعَدُ المخرج اور صفت ذاتی ضغطہ کی وجہ سے اَصْعَبُ الْاَدَاء ہے اسی وجہ سے حرف مد ضعیف کے بعد ہمزہ آنے سے حرف مد کے ادا میں ایک قسم کا ثقل ہوتا ہے اِسی طرح حرف مد کے بعد حرف ساکن آنے سے بھی بوجہ اجتماع ساکنین حرف مد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ادا میں خاص قسم کا ثقل واقع ہے اِنہیں وجہوں سے دونوں صورتوں میں مد ہوتا ہے اسباب مد میں سے سکون اس وجہ سے زیادہ ثقیل سمجھا گیا ہے کہ حرف ساکن کے بعد سکون کا ادا کرنا بہ نسبت حرکت کے زیادہ مشکل ہے چنانچہ اسی ثقالت کی وجہ سے حرف مد کے بعد جب سکون دوسرے کلمہ میں واقع ہوتا ہے تو کبھی حرف مد حذف کر دیا جاتا ہے اور جب حرف لین کے بعد سکون آتا ہے تو اسی رفع ثقل کی وجہ سے حرف لین میں بھی مد ہوتا ہے۔ پس جس طرح سببَ مد دو۲ ہیں اسی طرح محلِ مد بھی دو۲ ہیں یعنی حرف مد اور حرف لین اسی طرح کیفیت مد بھی دو۲ ہیں طول اور توسط۔ مد فرعی کی جو مقداریں بیان کی گئی ہیں وہ داخل فی المد ہیں یعنی مد فرعی میں حرف مد کی مقدار طبعی بھی شامل ہے چنانچہ دوگونہ سہ گونہ کے لفظ سے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ دوگونہ والے قول میں ایک الف کی مقدار اصلی اس کے بعد کی مقدار فرعی اور سہ گونہ والے قول میں ایک الف اصلی اور بقیہ دو الف کی مقدار فرعی کی ہوگی وغیر ذالک۔ چونکہ مَد کی متعدد مقداریں بیان کی گئی ہیں اس لئے مد کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ موافق ضرورت کے بڑھانا تاکہ کئی مقداریں دیکھ کر پڑھنے والوں کو اُلجھن نہ واقع ہو کہ کس مقدار کو اختیار کیا جائے لہٰذا پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ مد کی جس مقدار کو چاہے اختیار کرے لیکن مقدار مد اختیار کرنے میں بہتر یہ ہے کہ قرارت میں تاجیل اور تعجیل کی نسبت کو ملحوظ رکھے مثلاً اگر مد متصل مد منفصل کی مقدار ترتیل میں چار الف اختیار کی تو تدویر میں ڈھائی الف اور حدر میں دو الف ادا کرے کیونکہ یہ مناسب نہیں کہ ترتیل میں دو الف اور حدر میں چار الف یا کہیں دو۲ کہیں ڈھائی کہیں چار الف پڑھا جاوے اسی طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدار معینہ میں کمی بیشی نہ کرنا چاہیئے ورنہ روایت کے خلاف ہوگا۔ تعریف مد محل مد سبب مد بیان کرنے کے بعد آگے اقسام مد وغیرہ کو بالتفصیل بیان کرتے ہیں۔

م حرف مد کے بعد اگر ہمزہ ہو تو مد کی دو قسمیں ہیں (۱) مد متصل اگر حرف مد کے بعد ہمزہ ایک ہی کلمہ میں ہو جیسے جَآءَ سُوْٓءٌ (۲) مد منفصل اگر حرف مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو جیسے مَآ اَنْزَلْنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ مد متصل اور منفصل دونوں کی مقدار بروایت حفص دو یا ڈھائی یا چار الف ہے لیکن جب پڑھنا شروع کیا جائے تو جس مد کی مقدار پہلی جگہ میں اختیار کی جائے وہی آخر تک رہے کہیں دو کہیں ڈھائی کہیں چار الف بڑھانا یا منفصل کی مقدار مد متصل سے زیادہ کرنا درست نہیں بلکہ دونوں کی مقدار برابر یا منفصل کی کم ہونی چاہیئے ایک الف کی مقدار ایک زیر کی دونی ہے۔

ش مد متصل اور منفصل میں جو مقداریں بیان کی گئی ہیں یہ توسط کی ہیں۔ مقدار مد میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ کسی کے نزدیک دو ہی الف مد کرنے سے ثقل رفع ہو جاتا ہے اور کسی کے نزدیک ڈھائی الف اور کسی کے نزدیک چار الف سے ثقل رفع ہوتا ہے یہ اختلاف اگرچہ طرق کا ہے لیکن ثابت عن الروایۃ ہے صفات عارضہ کے احکام میں جو وجوہ اور نکات بیان کئے جاتے ہیں یہ از قسم توجیہات ہیں ان کی بدولت مسائل کے ضبط کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ اگرچہ مدِ متصل منفصل دونوں کے لئے ایک ہی سبب ہے اور ایک ہی وجہ یعنی توسط ہے لیکن محض اتصال اور انفصال سبب کی وجہ سے پہلا قوی دوسرا ضعیف ہے اسی وجہ سے مد متصل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر منفصل کو ترجیح نہ دینا چاہیئے بلکہ اس خیال سے کہ اِن دونوں میں ایک ہی وجہ صرف توسط ہے اس لئے دونوں کی مقدار برابر ادا کرنی چاہیئے۔ اور اگر قوت وضعف میں تفاوت ظاہر کرنا مقصود ہو تو مدمتصل سے منفصل کی مقدار کم ادا کی جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن مد متصل میں دو الف مد کیا جائے تو منفصل میں ایک الف کی مقدار یعنی قصر جائز نہیں اس لئے کہ بطریق شاطبی منفصل میں قصر نہیں ہے۔ مساوات مدکی اس لئے تاکید فرمائی تاکہ اقوال میں خلط نہ لازم آئے لیکن جب انواعِ مد مختلف ہوں یا قراءت میں تبدیلِ مراتب یعنی ترتیل کے بعد تدویر یا تدویر کے بعد حدر پڑھنا مقصود ہو یا تبدیلِ طریق مثلاً طریق شاطبی کے بعد طریق جزری پڑھنا مقصود ہو یا تبدیلِ مجلس ہو توان صورتوں میں تفاوت ہونے سے خلط فی الاقوال اور کذب فی الطریق نہ لازم آئے گا۔ چونکہ مدود کا اندازہ الف کے ذریعہ کیا جاتا ہے اس لئے قراء مقدارِ مد کو الف سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور مقدار مد الف کی مقدار جاننے پر موقوف ہے اس لئے الف کی مقدار بھی بیان کر دی کہ ایک زبر کی دونی ہے جیسے قَتَلَ سے قَاتَلَ اسی طرح زیر اور پیش کے دونا کرنے سے یاء اور واؤ مدہ ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے مد کرنا حرف مد کے مرسوم ہونے پر موقوف نہیں بلکہ حرف مد مقرو یعنی پڑھنے پر موقوف ہے یہی وجہ ہے کہ بِہٖ اَنذِرُ میں مدّ منفصل ہے اور اَنَا اُحۡیٖ وغیرہ میں باوجود حرف مد مرسوم ہونے کے مد نہ ہوگا کیونکہ حرف مد جو مرسوم ہے وہ پڑھا نہیں جاتا۔

16947

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م حرف مد کے بعد اگر سکون لازمی ہو تو اس کو مدلازم کہتے ہیں۔ مد لازم کی مقدار تین یا پانچ الف ہے، اِس میں بھی ہر مرتبہ ایک ہی مقدار اختیار کرنا چاہیئے۔ مدلازم کی چار قسمیں ہیں (۱) کلمی مثقل جس میں حرف مد کلمہ میں تشدید سے پہلے ہو جیسے اَتُحَآجُّوْنِّیْ (۲) کلمی مخفف جس میں حرف مد کلمہ میں سکون سے پہلے ہو جیسے آٰلْـٰٔنَ (۳) حرفی مثقل جس میں حرف مد کسی حروف مقطعات میں تشدید سے پہلے ہو جیسے الٓمّٓ کے لام میں (۴) حرفی مخفف جس میں حرف مد کسی حروف مقطعات میں سکون سے پہلے ہو جیسے الٓمٓ کے میم میں۔

ش مدلازم کہنے کی وجہ ظاہر ہے کہ حرف مد کے بعد سکون لازم ہے اور سکون لازم مد کے اسباب قویہ میں سے ہے اسی وجہ سے اِس میں بالاتفاق طول ہی ہے توسط اور قصر جائز نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاریؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مد متصل اور مدلازم میں قصر کرنا لحن جلی اور فاحش غلطی ہے۔ مدلازم میں جو مقداریں بیان کی گئی ہیں وہ طول ہی کی ہیں۔ اس کے تین الف والی مقدار کا التباس یعنی دھوکہ اور شبہ توسط کے تین الف والی مقدار سے پڑھنے کے وقت اس لئے نہ لازم آئے گا کہ مدلازم میں توسط نہیں ہے لہٰذا یہ تین الف ایک قول کے موافق طول ہی ہوگا چنانچہ اس قول کے موافق توسط کی مقدار دو الف ہے اسی وجہ سے التزام طریق ضروری ہے تاکہ خلط فی الاقوال نہ لازم آوے۔ کیفیت سکون اور محل سکون کے اعتبار سے مدلازم کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں لیکن نفس سکون لازم کی وجہ سے سب میں طول ہی ہوگا اور طول کی مقدار سب میں برابر ادا ہوگی تاکہ عدم مساوات نہ لازم آوے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حروف مقطعات ایسے حرفوں کو کہتے ہیں جو بعض سورتوں کے شروع میں مفردہ طور پر اپنے اسماء کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں جیسے حٰمٓ عٓسٓقٓ وغیرہ چونکہ الٓمٓ میں دو مد ہیں پہلا حرفی مثقل دوسرا حرفی مخفف اس لئے اس مثال کو دونوں جگہ بیان کیا تاکہ پڑھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ الٓمٓ میں دو مد ہیں۔ اگرچہ لام میں حقیقۃً حرفی مخفف ہے جیسے الٓرٰ لیکن الٓمٓ میں لام کے بعد بوجہ ادغام میم مشدد پڑھی جاتی ہے اس لئے اس لام میں حرفی مثقل ہے اور میم میں یاء مدّہ کے بعد سکون مخفف ہے اس لئے میم میں مد لازم حرفی مخفف ہے الٓمٓ کے مثل طٰسٓمٓ میں بھی دو مد ہیں پہلا حرفی مثقل دوسرا حرفی مخفف ہے باقی طاء میں اس لئے مد نہیں کہ اس الف کے بعد کوئی مد کا سبب نہیں پایا گیا۔

م حرف مد کے بعد سکون عارضی ہو تو اس کو مد عارضی کہتے ہیں جیسے یَوْمُ الْحِسَابْ یَوْمِ الدِّیْنْ یَعْلَمُوْنَ اس مد میں قصر یعنی حرف کو دونا وغیرہ نہ کرنا بھی جائز ہے مگر قصر سے توسط اور توسط سے طول اولیٰ ہے قصر کی مقدار ایک الف ہے اور توسط کی مقدار دو الف یا تین الف اور طول کی مقدار تین الف یا پانچ الف ہے اس مد میں تینوں وجہ طول توسط قصر جائز ہیں اور ہر ایک کی مقدار سے جو پہلی جگہ اختیار کی جاوے وہی ہر جگہ مناسب ہے

ش مد عارض کہنے کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ حرف مد کے ... بعد سکون عارض ہے چونکہ عارضی ہونے کی وجہ سے سبب مد ... ضعیف ہے اِس وجہ سے اِس مد میں علاوہ طول کے توسط ... بھی ہے بلکہ اگر سبب عارضی کا اعتبار نہ کیا جائے تو قصر بھی جائز ہے لیکن نفس سکون کی وجہ سے طول اولیٰ ہے۔ جب کسی مد میں مد نہ کیا جائے بلکہ حرف مد کی مقدارِ طبعی ادا کی جائے تو اس کو قصر کہتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس قصر ترک مد کا نام ہے اس میں کمی بیشی کرنا حرام ہے قصر کی مقدار اس لئے بیان کی تاکہ پڑھنے والے مد طبعی کا قصر نہ کر دیں ورنہ حرف مد کا حذف لازم آئے گا۔ قصر کا اطلاق مد فرعی اور مد طبعی دونوں کے مقابلہ میں جائز ہے لیکن دونوں کے قصر میں ادائے فرق ہوگا۔ مد عارض میں اگرچہ تینوں وجہیں طول توسط قصر کل قراء سے بالاتفاق ثابت ہیں اور یہ وجوہ جائزہ ہیں لیکن یہ نہ چاہیئے کہ ایک ہی جگہ تینوں وجہیں ادا کریں یا کہیں طول کہیں توسط کہیں قصر کریں بلکہ ان میں سے جس ایک وجہ کو چاہیں اختیار کرتے ہوئے من اولہ الیٰ آخرہ پڑھیں یہ واضح رہے کہ جس قول میں طول کی مقدار پانچ الف ہے اس قول میں توسط کی مقدار تین الف ہے، اور جس قول میں طول کی مقدار تین الف ہے اس قول میں توسط کی مقدار دو الف ہے پس یہ نہ چاہیئے کہ طول کسی قول کے موافق اور توسط کسی قول کے موافق ادا کریں اس سے خلط فی الاقوال ہو جاتا ہے لہٰذا جس قول کے موافق طول کی مقدار اختیار کریں اُسی قول کے موافق توسط ادا کریں۔

م صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں اعلان وجوہ جائزہ کی وجہ سے کبھی طول کبھی توسط کبھی قصر اور مقدار کا فرق کر لیا جائے تو جائز ہے بخلاف مد متصل مد منفصل کے کہ ان میں ہر مقدار کو پڑھنا اور جمع کرنا جائز نہیں

ش یعنی اگر کئی مد عارض جمع ہوں مثل يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ نَسْتَعِيْنُ ۝ تو محض وقف بالاسکان کی صورت میں پہلے موقوف علیہ کے تینوں وجہوں کو نَسْتَعِيْنُ کے تینوں وجہوں پر ضرب دینے سے جو وجہیں وجوہ جائزہ ثلثہ سے پیدا ہوں ان کو ظاہر کرنے کے لئے تمام وجہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پڑھا جائے تو اس کو اعلانِ وجوہ کہتے ہیں لہٰذا اگر وجوہ جائزہ کا اعلان مقصود ہو اور وجوہ و مقدار میں مساوات نہ رہے تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اس وقت مقصود اعلان ہی ہے لیکن مدمتصل اور منفصل میں بالغرض الا اعلان بھی مقدار مد میں فرق کرنا جائز نہیں کیونکہ ان دونوں میں وجوہ مد کے بارے میں قراء کا اختلاف ہے یعنی متصل میں کسی کے نزدیک توسط اور منفصل میں کسی کے نزدیک قصر ہے، لہٰذا ان میں روایت اور طریق کی پابندی ضروری ہے کیونکہ ان میں وجوہ ثلٰثہ کل قراء سے نہ ثابت ہونے کی وجہ سے وجوہ مضروبہ نہیں پیدا ہوتے پس یَوْمِ الدِّیْنِ کے وجوہ ثلٰثہ کو نَسْتَعِیْنُ کے وجوہ ثلثہ میں ضرب دینے سے نو وجہیں پیدا ہوتی ہیں جن میں سے مساوی والی تین وجہیں طول مع الطول اور توسط مع التوسط، قصر مع القصر جائز ہیں باقی غیر مساوی والی وجہیں ناجائز ہیں اور اگر ان میں وقف بالروم یا وقف بالاشمام کیا جائے یا کئی جگہ وقف ہو تو اور وجہیں پیدا ہوں گی جن میں سے صرف مساوی والی وجہیں جائز ہیں اور اگر ایک موقوف علیہ میں حرفِ مد ہو دوسرے موقوف علیہ میں حرف لین ہو تو اس صورت میں بھی وقف بالاسکان کی حالت میں نو وجہیں ہوں گی اس صورت میں صرف وہی وجہیں ناجائز ہوں گی جن سے ترجیح وجہ ضعیف کی قوی پر لازم آئے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م جب مثل یشآء قروٓء نسیٓء میں بوجہ وقف کے دونوں سبب مد کے ہمزہ اور سکون عارضی جمع ہوں تو ان میں پانچ الف کی مقدار بھی جائز ہے لیکن قصر جائز نہیں تاکہ الغاء سبب اصلی لازم اور اعتبار سبب عارضی نہ لازم آئے۔

www.KitaboSunnat.com

ش مد کے اسباب منفردہ بیان کرنے کے بعد وہ صورت بیان کرتے ہیں کہ حرف مد کے بعد اگر مد کے دونوں سبب بیک وقت جمع ہوں مثلاً مد متصل میں ہمزہ پر وقف کیا جاوے تو علاوہ ہمزہ کے دوسرا سبب سکون عارضی واقع ہوگا اس صورت میں مد متصل کے توسط کے علاوہ سکون عارضی کی وجہ سے طول بھی جائز ہے۔ ایسے مد کو مد متصل وقفی کہیں گے، اس میں جو مقدار بیان کی گئی ہے اس سے مراد طول ہی ہے۔ اگرچہ مد عارض کی وجہ سے توسط اور قصر یہ دو وجہیں بھی نکلتی ہیں لیکن چونکہ مد متصل کے توسط پر مد عارض کے توسط کی ترجیح لازم آئے گی اسی وجہ سے مد عارض کے توسط کو نہیں بیان کیا اور قصر کرنے کی صورت میں سبب اصلی یعنی ہمزہ کا عدم اعتبار لازم آئے گا اس لئے قصر ناجائز ہے۔ اگرچہ بظاہر طول کی وجہ سے بھی ہمزہ کے عدم اعتبار کا خیال ہوسکتا ہے لیکن چونکہ نفس سکون بہ نسبت ہمزہ کے سبب ثقیل اور مد کے لئے سکون سبب قوی ہے اس لئے سکون کے اعتبار کرنے کی صورت میں سبب ضعیف یعنی ہمزہ کا عدم اعتبار جائز ہے اس لحاظ سے مد متصل کے توسط سے مد عارض کا طول بہتر ہے پس مد متصل وقفی میں سبب عارضی ضعیف پر سبب اصلی کو ترجیح دیتے ہوئے مد متصل کا توسط کیا جائے یا نفس سکون کا اعتبار کرتے ہوئے مد عارض کا طول کیا جائے تو دونوں جائز ہے باقی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدعارض کا توسط بہتر نہیں اور قصر جائز نہیں مدمتصل وقفی میں جو طول بیان کیا گیا ہے وہ اجتماع سببین کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہے کیونکہ اجتماع ساکنین ہی کی صورت میں مدعارض کی وجہ سے قصر کا وہم ہو سکتا ہے اس لئے فرمایا کہ قصر جائز نہیں تاکہ الغاء سبب اصلی لازمی اور اعتبار سبب عارضی نہ لازم آئے اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اجتماع سببین کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ اور اگر مدلازم مثل ولاجآنّ و صوآف پر وقف کیا جائے تو ایسے مدکو مدلازم وقفی کہیں گے۔ اس صورت میں بھی سکون عارضی کا اعتبار کرتے ہوئے علاوہ طول کے توسط اور قصر بھی جائز ہونا چاہیئے لیکن یہ دونوں وجہیں اس لئے جائز نہیں کہ توسط اور قصر کرنے سے مدلازم کا طول نہ ادا ہوگا اور ترجیح ضعیف کی قوی پر لازم آئے گی پس اجتماعِ سببین کی صورت میں سبب قوی کو ترجیح دینا چاہیئے اسی وجہ سے مدلازم وقفی میں مدعارض کے طول سے مدلازم کا طول بہتر ہے اور مدمتصل وقفی میں مدعارض کے طول اور توسط سے مدمتصل کا توسط بہتر ہے مثل یشآءُ پر وقف کرنے سے پانچ وجہیں جائز ہیں یعنی طول توسط مع الاسکان، طول توسط مع الاشمام اور توسط مع الروم باقی چار وجہیں قصر مع الاسکان، قصر مع الاشمام اور طول وقصر مع الروم ناجائز ہیں۔ روم اگرچہ از قسم وقف ہے لیکن وصل کے حکم میں ہے اس لئے توسط مع الروم جائز ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م اگر الٓمّٓ اللّٰہ شروع آل عمران کے میم کو لفظ اللہ سے ملا کر پڑھا جاوے تو میم پر زبر دے کر اور لفظ اللہ کا ہمزہ گرا کر پڑھنا چاہیئے اور اس وقت میم کی یاء میں مد کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہے۔ مد بوجہ اعتبار سبب اصلی اور قصر بوجہ سکون نہ ہونے کے لیکن میم مشدد نہ ہووے۔

ش یعنی الٓمّٓ اللّٰہ کو بحالت وصل الف لآمِّيْمَ اللّٰہ پڑھنا چاہیئے تاکہ میم ثانی مشدد نہ ہونے پاوے کیونکہ میم مشدد پڑھنے میں ایک حرف کی زیادتی ہو جاتی ہے اس سے لحن جلی لازم آئے گا۔ قرآن پاک کے الفاظ میں اپنی طرف سے کسی حرف کی کمی اور زیادتی کرنے سے تحریف ہو جاتی ہے جو کہ حرام ہے۔ چونکہ حرکت آجانے سے سبب اصلی یعنی سکون لازمی جاتا رہا اس لئے حرکت عارضی کا اعتبار کرتے ہوئے میم میں قصر بھی جائز ہے لیکن سکون لازمی کا اعتبار کرتے ہوئے طول اولیٰ ہے اور توسط اس لئے جائز نہیں کہ میم میں مد لازم ہے۔

م حرف لین کے بعد اگر سکون لازمی ہو جیسے عین مریم اور شوریٰ میں تو اس مد کو مد لازمی لین کہتے ہیں اس میں طول اولیٰ ہے پھر توسط پھر قصر۔

ش مد لازمی لین میں نفس سکون کی وجہ سے طول ہے اور محل مد ضعیف کی وجہ سے توسط ہے اور حرف لین میں نفس مدیت نہ ہونے کا لحاظ کرتے ہوئے قصر ہے لیکن سبب مد قوی ہونے کی وجہ سے طول اولیٰ ہے اور قصر اضعف ہے۔ مد لازمی لین کی مثال صرف دو جگہ ہے ایک کٓهٰیٰعٓصٓ شروع سورۂ مریم دوسرا حٰمٓ عٓسٓقٓ شروع سورۂ شوریٰ میں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م حرف لین کے بعد سکون عارضی ہو تو اس کو مد عارضی لین کہتے ہیں جیسے والصیف اور خوف اس میں قصر اولیٰ ہے پھر توسط پھر طول۔

ش چونکہ مد عارضی لین میں محل مد اور سبب مد دونوں ضعیف ہیں اس وجہ سے قصر اولیٰ ہے اور سبب عارضی کی وجہ سے توسط ہے اور نفس سکون کے لحاظ سے طول ہے اگرچہ ضعیف ہے۔ تنبیہ مد لین میں بہ نسبت حرف مد کے قصر کم ہوگا اس لئے کہ حروف مدّہ زمانی اور حروف لین قریب آنی ہیں۔

م اظہار یعنی حرف کو اُس کے مخرج اور صفات سے بلا کسی تغیّر کے اصلی حالت سے ادا کرنا۔ اظہار کے تین قاعدے ہیں (۱) نون ساکن اور تنوین کا اظہار یہ اس وقت ہوگا جب ان کے بعد کوئی حرف حلقی آوے جیسے اَنۡعَمۡتَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ وغیرہ (۲) میم ساکن کا اظہار یہ اس وقت ہوگا جبکہ میم ساکن کے بعد میم اور باء کے سوا اور کوئی حرف آوے جیسے هُمۡ فِيۡهَا وغیرہ (۳) لام تعریف کا اظہار یہ اس وقت ہوگا جبکہ اس کے بعد کوئی حرف حروف قمریہ اِبۡغِ حَجَّكَ وَخَفۡ عَقِيۡمَهٗ میں سے آوے جیسے وَالۡقَمَرُ وغیرہ ہر قاعدے کی دو ایک مثالیں اس وجہ سے لکھی جاتی ہیں تاکہ پڑھنے والا خود قاعدہ یاد کر کے مثالیں تلاش کرے۔

ش اظہار ایک ایسی ادا اور صفت ذاتی ہے جو بعد وجود حرف مع صفات لازمہ کے پائی جاتی ہے بلکہ اس کی بدولت حرف کی حالت اصلیہ ظاہر ہوتی ہے چنانچہ تجوید میں اصل اظہار ہی ہے اسی وجہ سے اس کے بیان کی حاجت نہیں کیونکہ صفت اصلی ہونے کی وجہ سے حرف ادا کرنے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہی خود بخود یہ صفت ادا ہو جاتی ہے۔ لیکن جن حرفوں میں اظہار کے علاوہ ادغام وغیرہ ہوتا ہے تو اُس کے مقابلہ میں اظہار بھی بیان کیا جاتا ہے تاکہ حروف مظہرہ میں ادغام وغیرہ نہ ہونے پائے چنانچہ اظہار کا اطلاق صرف ادغام اقلاب اخفاء کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ پس چونکہ نون میم اور لام تعریف میں ان قواعد ثلٰثہ کے علاوہ اظہار بھی ہوتا ہے اس وجہ سے اظہار کے قواعد بھی بیان کئے گئے ہیں ورنہ اظہار انہیں حروف ثلٰثہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جن حرفوں میں ادغام وغیرہ نہ ہو تو ان میں اظہار ہی ہوگا چنانچہ اسی صفتِ اصلیہ ہونے کی بنا پر اصل متن میں اظہار کو ادغام متجانسین اور متقاربین کے مقابلہ میں نہیں کیا گیا۔ اظہار کی تعریف میں بلا تغیر کی قید اس لئے بڑھائی تاکہ اظہار اور تجوید کی تعریف میں فرق ظاہر ہو جائے نیز کوئی اظہار کو صفت عارضہ نہ سمجھے اور نہ اظہار کی حالت میں کوئی صفت عارضہ ادا ہونے پاوے۔ اظہار اگرچہ صفات عارضہ سے خارج ہے لیکن تجوید میں داخل ہے کیونکہ حرفوں کو مخارج مع صفات لازمہ و عارضہ سے ادا کرنے کو تجوید کہتے ہیں اور حرفوں کو مخارج مع صفات لازمہ سے ادا کرنے کو اظہار کہتے ہیں۔

م بشرط روایت اظہار دو حرفوں کے دوری مخرج کی وجہ سے ہوتا ہے اور ادغام قرب و اتحاد مخرج کی وجہ سے اور اخفاء کچھ دوری اور کچھ قرب مخرج کی وجہ سے۔

ش تجوید اگرچہ مستقل علم ہے لیکن چونکہ یہ علم عقلی نہیں بلکہ نقلی ہے اس لئے بلا روایت معتبر نہیں جیسا کہ قرات بلا تجوید معتبر نہیں اس وجہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجوید کے قواعد ثلثہ بیان کرنے سے پہلے ثبوتِ روایت کی شرط لگادی تاکہ کوئی شخص محض وجود علل پر عمل نہ کرے۔ پس باوجود علت و عدم روایت کے تجوید کا کوئی قاعدہ معتبر نہیں اور باوجود عدم علت و ثبوت روایت ہر قاعدہ و ہر ادا معتبر ہے۔ چونکہ حروف مظہرہ میں ایک حرف کو دوسرے حرف سے مل کر بُعد مخرج کی وجہ سے کوئی ثقالت نہیں ہوتی اس لئے اظہار ہوتا ہے بخلاف حروف مدغم کے کہ بوجہ قرب اور اتحاد مخرج کے ایک حرف کو دوسرے حرف سے مل کر زیادہ ثقل ہوتا ہے اِس لئے ادغام کیا جاتا ہے اور حروف مخفیٰ میں بوجہ کچھ بُعد اور کچھ قرب ایک حرف کو دوسرے حرف سے مل کر ثقل میں کچھ کمی ہوتی ہے اس لئے بجائے اظہار اور ادغام کے بین الاظہار والادغام اخفا کیا جاتا ہے یہ علل نکات بعد الوقوع از قبیل توجیہات ہیں جن کی وجہ سے قواعد کا ضبط کرنا آسان ہو جاتا ہے اس وجہ سے یہ بیان کئے گئے ہیں ورنہ تجوید و قراءت میں اصل یہ ہے کہ جو باتیں جس طرح مستند شیوخ سے ثابت ہوں ان کو بلا کسی حجت کے تسلیم کرنا چاہیئے۔

م تنوین دوزبر دوزیر دوپیش کو کہتے ہیں ادا میں یہ بھی نون ساکن ہے۔ اگر تنوین کے بعد کوئی حرف ساکن آئے تو تنوین کو زیر دے کر پڑھنا چاہیئے جیسے لُمَزَۃِنِ الَّذِیْ اِس تنوین مکسور کو ہندوستان میں نون قطنی کہتے ہیں۔

ش چونکہ تنوین کے بعد ساکن حرف آنے سے اجتماعِ ساکنین پایا گیا جو ادا میں موجبِ ثقالت ہے اِس وجہ سے نون تنوین کو حرکت کسرہ کی دی گئی لہٰذا جس تنوین کے بعد کوئی ساکن حرف آئے تو اس تنوین کو بجائے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نون ساکن پڑھنے کے نون مکسور پڑھنا چاہیئے جیسے لُمَزَةِنِ الَّذِیْ
کی تنوین لَمْ یَکُنِ الَّذِیْ وغیرہ کے مثل نون مکسور پڑھی گئی ہے
کیونکہ ادائے تنوین کا حرف ہونا بیان کیا گیا ہے اس وجہ سے اس کی
دلیل میں ایسی مثال لائے کہ جس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ادائے حرف
ہونے کی وجہ سے نون ساکن کی طرح تنوین پر بھی ادائے حرکت آسکتی ہے
جیسے لُمَزَةِنِ الَّذِیْ وغیرہ اسی لئے اس قاعدہ کو قواعد ادغام وغیرہ
بیان کرنے سے پہلے ہی بیان کر دیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ تنوین بحالتِ
وصل نون ساکن کے حکم میں ہے۔ اس نون تنوین کے قاعدہ کو بیان کرکے
یہ بھی بتانا منظور ہے کہ جس طرح حرف مدغم کا ساکن ہونا ضروری ہے
اسی طرح مدغم فیہ کا متحرک ہونا بھی ضروری ہے ورنہ ادغام نہیں ہوسکتا۔
باوجودیکہ لُمَزَةِنِ الَّذِیْ میں مدغم اور مدغم فیہ پایا گیا ہے جیسا کہ
اس سے پہلے ھُمَزَةٍ لُّمَزَہ میں ادغام ہوا ہے لیکن لُمَزَةِنِ الَّذِیْ
میں بوجہ مدغم فیہ ساکن ہونے کے ادغام نہیں ہوا۔ چونکہ قواعد اظہار
کے بعد ادغام قلب اخفاء کے قواعد کلیہ بیان کئے جائیں گے جس میں
نون ساکن کے ساتھ تنوین کے ادغام اخفاء وغیرہ کا قاعدہ بھی بیان کیا
گیا ہے لہٰذا یہاں پر تنوین کی تعریف کرتے ہوئے یہ بھی بتا دیا کہ ادائے میں
تنوین بھی نون ساکن ہے اسی وجہ سے یہ نون ساکن کے حکم میں ہے پس
جاننا چاہیئے کہ ادغام کے لئے مدغم فیہ کا متحرک ہونا بھی ضروری ہے
باقی مدغم کا ساکن ہونا یہ شرطِ ادغام کے ساتھ ہی بیان کریں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م (۲) ادغام یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف میں ملا کر مشدد پڑھنا پہلا حرف جو ملایا جاتا ہے اُس کو مدغم اور جس میں ملاتے ہیں اس کو مدغم فیہ کہتے ہیں ادغام کے تین قاعدے ہیں (۱) ادغام مثلین اگر کسی حرف ساکن کے بعد وہی حرف آوے جیسے قل لکم (۲) ادغام متجانسین اگر ایک مخرج کے دو حرف جمع ہوں اور پہلا ساکن ہو مثل میں قَدْ تَّبَيَّنَ وَاِذْ ظَّلَمُوْا وَيَلْهَثْ ذَّالِكَ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ وَارْكَبْ مَّعَنَا اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا اَحَطْتُّ وغیرہ کے (۳) ادغام متقاربین اگر دو حرف قریب المخرج دو کلمہ کے جمع ہوں اور پہلا ساکن ہو مثل میں قُلْ رَّبِّ وَالشَّمْسِ مِنْ قَالَ وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ وغیرہ۔

ش عارض بالحرف کی دوسری قسم ادغام ہے ادغام میں مدغم کو مدغم فیہ میں ملا کر اس طرح مشدد پڑھیں کہ سننے میں ادغام اور تشدید میں کوئی فرق نہ معلوم ہو جیسے عَمَّ اور عَنْ مَّا البتہ عند القراء تشدید اور ادغام میں رسمًا فرق ہے یعنی تشدید میں ایک ہی حرف مرسوم ہوتا ہے اور ادغام میں دو حرف مرسوم ہوتے ہیں۔ ادغام کے لئے تین شرطیں ہیں مدغم کا ساکن ہونا مدغم فیہ کا متحرک ہونا اور روایت سے ثابت ہونا۔ ادغام کی بلحاظ محل تین قسمیں ہیں ادغام مثلین۔ ادغام متجانسین ادغام متقاربین اور بلحاظ کیفیت دو قسمیں ہیں ادغام تام اور ادغام ناقص۔ اور ادغام کی دو علتیں ہیں قرب مخرج اور اتحاد مخرج لیکن قرب مخرج کے لئے یہ ضروری نہیں کہ مدغم اور مدغم فیہ کے مخارج متصل ہوں بلکہ جن دو مخرج کے حرفوں میں ادغام ثابت ہوا اس کو متقاربین کہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے اگرچہ بظاہر وہ دونوں متباعدین ہوں جیسے مِنْ وَّالٍ۔ اور جن دو مخرج کے حرفوں میں ادغام نہ ثابت ہو اس کو متقاربین نہ کہیں گے اگرچہ بظاہر اُن دونوں حرفوں کے مخارج ایک دوسرے سے متصل ہی کیوں نہ ہوں جیسے لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا وغیرہ۔ اس وجہ سے ادغام متقاربین کی تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ نہ مثلین ہو نہ متجانسین تو متقاربین کہیں گے۔ اور اتحاد مخرج کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حرف مدغم اپنے مثل میں مدغم ہو ایسے دو حرفوں کو مثلین کہیں گے۔ دوسرے یہ کہ دو حرف ایک ہی مخرج کے ہوں اور پہلا حرف اپنے جنس میں مدغم ہو ایسے دو حرفوں کو متجانسین کہتے ہیں۔ بہر حال جب ادغام ہوگا تو دوسرے حرف پر تشدید ضرور ہوگی یہ علامت ادغام کی ہے بشرطیکہ دونوں حرف مرسوم ہوں جیسے سورۂ ہود میں دوسرے اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہ میں ادغام ہے اور پہلے میں تشدید ہے[1] اِدغام متجانسین اور متقاربین میں زائد مثالیں بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بعض بعض مثالوں سے ادغام کے ایک ایک قاعدۂ کلیہ کو بیان کرنا مقصود ہے چنانچہ قَدْ تَّبَيَّنَ سے دال قد کا تاء میں اور اِذْ ظَّلَمُوْٓا سے ذال اذ کا ظاء میں اور وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ۔ واُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا سے تاء تانیث کا طاء و دال میں ادغام متجانسین کا قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے اسی طرح قُلْ رَّبِّ سے لام کا راء میں اور وَالشَّمْسِ سے لام تعریف کا حروف شمسیہ میں اور مِنْ وَّالٍ و مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے نون ساکن اور تنوین کی مثال بیان کر کے ادغام متقاربین کا قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے اور تنوین کے ساتھ واؤ کی مثال کو نون ساکن

---

[1] یعنی سورۂ ہود کی آیت ۲ میں ادغام ہے اور آیت ۲۶ میں تشدید ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مثال مِنْ وَّالٍ پر اکتفا کیا ہے۔ اِسی طرح نون ساکن کے ساتھ را، ر کی مثال کو تنوین کی مثال لفظ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر اکتفا کیا ہے پس چونکہ نون ساکن اور تنوین کا ادغام واؤ میں ہونے کی وجہ سے یا، میں بھی اقرب الی الادغام ہونا زیادہ ظاہر ہے اسی وجہ سے صرف واؤ کی مثال پر اکتفا کیا اسی طرح نون ساکن اور تنوین کا ادغام را میں ہونے کی وجہ سے لام میں بھی اقرب الی الادغام ہونا زیادہ ظاہر ہے اسی وجہ سے صرف را، کی مثال پر اکتفا کیا تاکہ بیان میں طوالت نہ ہو۔ انہیں وجہوں سے اس کتاب کے شرح کی حاجت ہوئی کیونکہ مبتدی اِن حقائق سے محروم رہتے تھے، صرف اہلِ علم اس عنوان بیان سے مستفیض ہوتے تھے۔ چونکہ ان مدغمات کے علاوہ کہیں ادغام نہیں اس وجہ سے مثل کے بعد میں کا لفظ بیان کر کے مدغم اور مدغم فیہ کا حصر کر دیا لہٰذا ان کے غیر میں مثل وَاِذْ صَرَفْنَا اور قُلْ رَّبِّ کے عکس میں مثل اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ بوجہ عدم روایت باوجود علت پائے جانے کے ادغام نہ ہوگا اور جن کے عکس میں ادغام ثابت ہے ان کو خود ہی بیان کر دیا ہے جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا اور وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ وَاَحَطْتُّ۔ ادغام متقاربین میں دو کلمہ کی قید اس لئے بڑھائی کہ اگر نون ساکن کے بعد واؤ یا یا، ایک کلمہ میں واقع ہوں تو ادغام نہ ہوگا مثل قِنْوَانٌ بُنْيَانٌ وغیرہ۔ باقی جن حرفوں کا ادغام ایک کلمہ میں ثابت ہے ان کو بیان کر دیا مثل اَحَطْتُّ وَاَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ وغیرہ کے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م لام تعریف اور میم ساکن اور نون ساکن اور تنوین کا ادغام انہیں تینوں قسموں میں مندرج ہے۔

ش جب ایک حرف کے بعد دوسرا حرف پڑھا جائے گا تو تین حال سے خالی نہیں، یا تو یہ دوسرا حرف پہلے حرف کا مثل ہوگا یا جنس یا قریب المخرج پس کسی حرف کا بھی ادغام کیا جائے تو وہ ان اقسام ثلثہ میں سے ضرور ہوگا۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ لام تعریف اور میم ساکن اور نون ساکن اور تنوین کا ادغام انہیں تینوں قسموں میں مندرج ہے۔ مندرج بمعنی داخل اگرچہ ہر مدغمات کی ایک ہی ایک مثال بیان کی گئی ہے چنانچہ لام تعریف کا ادغام حروف شمسیہ میں علاوہ لام کے متقاربین ہوگا جس کی صرف ایک مثال وَالشَّمْس بیان کی ہے اور میم ساکن کا ادغام میم میں مثلین ہوگا چنانچہ مثلین میں سے صرف لام کی ایک مثال قُلْ لَّکُمْ بیان کی ہے اور نون ساکن و تنوین کا ادغام حروف وَیَرْمَلُ میں متقاربین ہوگا چنانچہ ایک مثال نون ساکن کی مِنْ وَّالٍ اور ایک مثال تنوین کی لفظ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بیان کی ہے اِن مثالوں کے علاوہ پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ قاعدے کو خوب سمجھ کر ادغام کی بقیہ مثالیں خود تلاش کریں تاکہ قواعد خوب یاد ہو جائیں اور استعداد زیادہ ہو پس چونکہ کبھی کوئی ادغام ان اقسام ثلثہ سے خالی نہ ہوگا اس لئے صرف اصول ادغام کو بیان کیا تاکہ ضبط کرنے میں سہولت ہو ورنہ اکثر کتابوں میں لام تعریف اور نون ساکن و تنوین اور میم ساکن کے ادغام علیحدہ علیحدہ بیان کئے جاتے ہیں، اسی وجہ سے یہاں خصوصیت کے ساتھ ان کے مندرج ہونے کو بتادیا تاکہ پڑھنے والے لام تعریف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کے ادغام کو علیحدہ نہ تلاش کریں۔

م لیکن لام فعل اور مدہ اور حلقی غیر مثلین کا ادغام نہیں اور بروایت حفصؒ یٰسٓ والقرآن اور نٓ والقلم میں ادغام نہیں۔

ش چونکہ لام فعل کا ادغام راء میں مثل قُلْ رَّبِّ کے ثابت ہے اس وجہ سے رفع اشتباہ کے طور پہ لام فعل کا نون وغیرہ میں مثل قُلْنَا اور وَلْتَأْتِ کے ادغام کی نفی کردی کیونکہ علت ادغام پائی جاتی ہے مگر روایت مانع ہے چنانچہ وجود علت اور ثبوت قرارت کی وجہ سے اَلنَّارُ اور اَلتَّائِبُوْنَ میں ادغام ہے اور حروف مدہ کا غیر مدہ میں مثل فِيْ يَوْمٍ اور حروف حلقی کا غیر مثل میں جیسے فَسَبِّحْهُ اور غیر حلقی میں مثل لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا ادغام ثابت نہیں۔ چونکہ بہ نسبت غیر مثل کے حلقی کا غیر حلقی میں اَقْرَبُ اِلَى الْاِظْهَارِ ہونا زیادہ ظاہر ہے اس لئے غیر حلقی کو نہیں بیان کیا۔ یٰسٓ والقرآن اور نٓ والقلم میں بھی باوجود قاعدہ پائے جانے کے ادغام نہیں ہوا اس لئے کہ حفص رحمۃ اللہ علیہ سے بطریق شاطبی ان میں ادغام ثابت نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کردیا ہے باقی ان کے علاوہ حروف مقطعات میں سے طسٓمٓ میں ادغام اور کھیعص و حمٓ عسق کے عین اور سین کے نون ساکن میں اخفاء مع الغنہ ہوگا۔ اسی طرح طسٓ میں سین بے نون بحالت وصل اخفاء ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ ثبوت روایت کے ساتھ جن کلمات میں جو قاعدہ پایا جائے گا وہی جاری ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م ادغام متجانسین اور متقاربین میں ادغام کے لئے مدغم کو مدغم فیہ کے جنس سے کرنا ضروری ہے۔ اگر مدغم بالکل مدغم فیہ کے جنس سے ہو جائے تو اس کو ادغام تام کہتے ہیں ورنہ ناقص۔ صرف حرف یومن میں اور طاء کا تاء میں ناقص ہوتا ہے باقی کل ادغام تام ہیں۔ البتہ اَلَمْ نَخْلُقكُّمْ میں ناقص بھی جائز ہے مگر تام اولیٰ ہے اور صرف حرف یومن میں ادغام باغنّہ ہوتا ہے۔ باقی کل ادغام بے غنہ ہوتے ہیں اور جب نون اور میم مشدد ہوں تو ان میں غنہ واجب ہے جیسے اِنَّ عَمَّ۔

ش چونکہ ادغام کی غرض رفع ثقل ہے اور کامل رفع ثقل اسی کو مقتضی ہے کہ بعد ارتفاع موانع مدغم کو مدغم فیہ کے مثل سے کر دیا جائے اور اسی لئے فرمایا کہ ادغام کے لئے مدغم کو مدغم فیہ کے جنس سے کرنا ضروری ہے جنس کرنے سے مراد یہ ہے کہ پہلے حرف مدغم کو مدغم فیہ کے مثل ذاتاً اور صفۃً کرکے ادغام کیا جائے۔ اس کے بعد ادغام کی بلحاظ کیفیت دو[۲] قسمیں بیان کی ہیں ادغام[۱] تام اور ناقص[۲] یعنی مدغم اگر مدغم فیہ کے جنس سے ہو جائے تو تام ہے ورنہ ادغام کے وقت مدغم کی کچھ بھی صفت باقی رہی تو ادغام ناقص ہوگا جس سے تشدید بھی کسی قدر ناقص ہو گی، پس ادغام میں اصل تام ہے لیکن ادغام ناقص کی جگہ تام اور تام کی جگہ ناقص پڑھنا جائز نہیں اسی وجہ سے ادغام ناقص کو چند حرفوں کے ساتھ خاص کر دیا کہ نون ساکن اور تنوین کا حروف یومن میں اور طاء کا تاء میں ناقص ہوگا اگرچہ اَلَمْ نَخْلُقكُّمْ میں بھی ناقص ہے لیکن کامل رفع ثقل کی وجہ سے تام اولیٰ ہے۔ جن حرفوں میں ادغام باغنہ بیان کیا ہے ان میں ادغام ناقص ہونا ضروری ہے تاکہ غنہ کامل ادا ہو کیونکہ اس کا غنہ بھی حرف فرعی ہے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقدر ایک الف ادا ہوگا اور نون میم مشدد کی تشدید چاہے بوجہ ادغام ہو یا بلا ادغام خواہ وصل ہو یا وقف بہرصورت لِصِحَّةِ التَّشْدِيْد بقدر ایک الف غنہ بالاتفاق ہوگا اسی وجہ سے واجب فرمایا ہے لیکن جب نون میم مشدد کی تشدید بلا ادغام ہو جیسے اِنَّ و عَمَّ وغیرہ تو اس کا غنہ حرف فرعی نہ ہوگا بلکہ تشدید میں جو نون میم ساکن اور نون میم متحرک کی صفت اصلیہ ہے وہ غنہ نون میم مشدد میں دونوں کی صفت مل کر ایک الف کے برابر ظاہر ہوگی چنانچہ اسی توجیہ کی بنا پر بعض نون میم مدغم مشدد میں بھی حرف فرعی کے قائل نہیں بلکہ نون میم مثلین میں مدغم اور مدغم فیہ کی صفت مل کر ایک الف کے برابر غنہ صفت اصلیہ کے قائل ہیں کیونکہ حرف فرعی کے لئے نون میم میں ادغام ناقص یا اخفاء ہونا ضروری ہے۔ چونکہ اِرْكَبْ مَّعَنَا میں بھی ادغام تام ہے کیونکہ مدغم مدغم فیہ کے جنس سے ہوگیا ہے لہٰذا اس کا غنہ بھی حرف فرعی نہ ہوگا اس لئے کہ ادغام تام اور اظہار کی حالت میں غنہ حرف فرعی نہیں ہوتا۔

م (۳) قلب یعنی نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر باء آئے تو نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر اخفاء کیا جائے جیسے يَنْبَذَنَّ۔

ش عارض بالحرف کی تیسری قسم قلب ہے۔ قلب کی تعریف اس کے قاعدہ کے ساتھ ہی بیان کی گئی ہے تاکہ سمجھنے میں پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔ قلب کی کوئی مستقل علت مثل علت ادغام وغیرہ نہیں بیان کی گئی اس لئے کہ قلب ادا ہونے سے پہلے حقیقۃً اخفاء ہی کی علت پائی گئی ہے چنانچہ قبل باء کے نون ساکن کا اخفاء ہی کیا جائے گا کیونکہ بلا اخفاء کے قلب ممتنع ہے۔ پس میم اور باء کی مشارکۃ مخرج اور نون میم کی مشارکۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفت غنہ کی وجہ سے باء کے قبل نون اور تنوین کا اخفاء کرتے وقت میم سنائی دیتی ہے جو ارادۃً نہیں ہے بلکہ تبعًا ہے کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ قبل باء کے نون کا اخفاء کیا جائے اور میم مسموع نہ ہو اسی غیر اختیاری کیفیت کا نام قلب ہے چنانچہ قلب نہ ہو اور نون ساکن کا اخفاء ہو جائے غیر ممکن ہے لہٰذا قلب سے پہلے نون ساکن اور تنوین کا اخفاء ہو گا اور بعد قلب میم مقلوبہ کا اخفاء ہو گا کیونکہ بعد قلب محض اظہار کرنے سے میم مقلوبہ کا میم مبدلہ کے ساتھ التباس لازم آوے گا جیسے اَنۢ بُوْرِكَ کی جگہ اَمْ بُوْرِكَ وغیرہ لیکن میم مقلوبہ اور میم اصلیہ کے اخفاء میں اداءً کچھ فرق نہیں ہے البتہ ان دونوں میں حکمًا فرق ہے یعنی میم اصلیہ میں اخفاء جائز ہے اور میم مقلوبہ میں اخفاء واجب ہے غنّہ دونوں میں ایک ہی الف ہو گا پس چونکہ قلب ادا غیر اختیاری ہے اور ابدال اختیاری ہے اس لئے اس قاعدہ کا نام بجائے ابدال کے اقلاب ہے اگرچہ اقلاب کو ابدال سے تعبیر کر سکتے ہیں لیکن ابدال کے موقع پر اقلاب نہیں کہہ سکتے چنانچہ قلب کا اطلاق اسی وقت ہو گا جبکہ نون ساکن اور تنوین کو اخفاء کی غرض سے بدل کر پڑھیں جیسے مِنۢ بَعْدِ وغیرہ اور اگر نون ساکن اور تنوین کو ادغام کی غرض سے بدل کر پڑھیں تو اس کو اقلاب نہ کہیں گے جیسے مِنْ مَّكَانٍ وغیرہ۔ لہٰذا اس میم مبدلہ میں اخفاء جائز نہیں جس طرح میم مقلوبہ میں اظہار جائز نہیں البتہ ادغام تام کے بارے میں اختلاف ہے بعض ادغام تام اور بعض ادغام ناقص کے قائل ہیں یہ اختلاف اعتباری ہے لہٰذا دونوں طرح کہنا صحیح ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م (۴) اخفاء یعنی نون اور میم کی صرف صفت غنہ ما بعد کے حرف سے مِل کر ادا ہو اور خود حرف اپنے مخرج سے ادا نہ ہو جیسا کہ پنکھا اور سنگ وغیرہ میں غنّہ ادا ہوتا ہے۔ اخفاء کے دو قاعدے ہیں (۱) جب نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی اور یرملون اور الف اور باء کے سوا باقی پندرہ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے تو نون ساکن اور تنوین میں اخفاء ہوگا جیسے مِنْكُمْ (۲) میم ساکن کے بعد باء آوے تو میم میں اخفاء ہوگا جیسے اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ یعنی میم مخفاۃ اپنے مخرج سے کامل ادا نہ ہو۔

ش اخفاء ایسی طبعی ادا ہے کہ اپنی زبان نیز الفاظ قرآن میں بلا کسی تکلف کے خود بخود ادا ہو جاتا ہے جیسا کہ پنکھا کی مثال سے ظاہر ہے اسی طرح عَنْكَ مِنْكَ وغیرہ میں بھی اخفاء ادا کرتے وقت نون ظاہر نہ ہوگا بس یہی اخفاء ہے البتہ اخفاء کرتے وقت اس کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے کہ خود حرف مخفی بعد والے حرف سے متاثر نہ ہو اور نہ بعد والا حرف مشدد ہونے پائے ورنہ اخفاء اور ادغام باغنہ میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ بالخصوص نون کے اخفاء میں اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ نوک زبان نون کے مخرج سے جدا رہے تاکہ اخفاء تام ہو ورنہ میم کے اخفاء سے فرق نہ ہوگا کیونکہ میم مخفاۃ اپنے مخرج سے ضعیف ادا ہوتی ہے اسی وجہ سے اس کا اخفاء تام نہیں ہوتا اگرچہ میم اصلیہ میں اظہار بھی جائز ہے لیکن اخفاء اولیٰ ہے اور اگر میم کا اظہار کیا جائے تو غنہ ایک الف کے برابر نہ ظاہر ہونا چاہیئے بلکہ صرف صفت اصلیہ ادا ہونا چاہیئے۔ غنہ ما بعد کے حرف سے مل کر ادا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ما بعد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے حرف میں غنہ جذب اور مدغم ہو جاوے بلکہ اس طرح سے صفت غنہ مابعد کے حرف سے مل کر ادا ہو جیسا کہ اظہار کی حالت میں ایک حرف مع صفت دوسرے حرف سے مل کر ادا ہوتا ہے لیکن بحالت اخفا ذات حرف نہ ظاہر ہو تاکہ ادا پر اخفا کی پوری تعریف صادق آوے اور غنہ بقدر ایک الف ادا ہو جائے کیونکہ اخفاء کی حالت میں بھی غنہ حرف فرعی ہوتا ہے پس اگر صفت غنہ مابعد سے مل کر نہ ادا ہوگی تو ماقبل کی حرکت میں اشباع ہو جائے گا جس سے ایک زائد حرف ہو کر لحن جلی ہو جائے گا جیسے اِنْ کَانَ سے اِینْ کَانَ وغیرہ اور اگر نون کے مخرج پر اعتماد کر کے غنہ بقدر ایک الف ادا کیا گیا تو اظہار ذات ہو جائے گا حالانکہ مقصود اخفائے ذات ہے۔ اگر بحالتِ اخفاء نون کو اپنے مخرج سے ذرا بھی تعلق معتبر ہوتا تو نزدیک باء کے نون کا اخفاء بلا قلب بھی ممکن تھا لیکن چونکہ اس قسم کا اخفاء کامل سترِ ذات کے منافی ہے اس لئے ایسا اخفاء نون ساکن میں کسی سے ثابت نہیں کہ جس سے سترِ ذات میں کسی قسم کا نقصان ہو اور یہ غیر ممکن ہے کہ نوک زبان نون کے مخرج سے قریب ہوتے ہوئے سترِ ذات کامل ہو ایسے ناقص اور ناجائز اخفاء سے احتراز ضروری ہے تاکہ میم کے اخفاء سے فرق رہے۔

لہٰذا ہر اخفاء کو اس کے فرق کے ساتھ صحیح طریقہ پر ادا کرنا چاہیئے حروف حلقیہ کو اظہار کی وجہ سے اور حروف یرملون کو ادغام کی وجہ سے اور باء کو اقلاب کی وجہ سے اور الف کو بوجہ نہ آنے بعد نون ساکن کے مستثنیٰ کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م جس حرف میں صفت عارضہ مثل مدمنفصل ادغام وغیرہ بعد والے حرف کے ملنے کی وجہ سے ہو اور اس پر رہاؤ یا سکتہ کیا جاوے تو اس وقت وہ صفت عارضہ نہ ادا ہو گی بلکہ وہ حرف اپنی صفت اصلی قصر یا اظہار وغیرہ سے ادا کیا جاوے جیسے قَالُوْٓا اٰمَنَّا عِوَجًا قَيِّمًا يَلْهَثْ ذٰلِكَ ۔

ش یعنی جو صفات عارضہ موقوف علی الوصل ہیں اُن کو وقف میں ادا کرنا چاہیئے مثلاً مدمنفصل میں حرفِ مد پر وقف کیا جائے تو مد نہ کرنا چاہیئے کیونکہ محل مد پر وقف کر دینے سے سبب مد یعنی ہمزہ کا بوجہ وقف انفصال ہو جائے گا لہٰذا ایسی صورت میں صفت اصلی قصر ادا کرنا چاہیئے یہاں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ قصر اور اظہار از قسم صفات اصلیہ ہیں۔ اور عِوَجَا سکتہ قَيِّمًا میں جب کہ عوجا پر سکتہ کیا جائے تو اس کی تنوین میں اخفاء نہ ہو گا کیونکہ وقف کی طرح سکتہ کی حالت میں بھی تنوین الف سے بدل جائے گی اور سکتہ عِوَجًا کے الف پر ہو گا اس لئے کہ سکتہ وقف کے حکم میں ہے چونکہ سکتہ کی وجہ سے محل اخفاء کا ابدال اور سبب اخفاء کا انفصال ہو جائے گا اس وجہ سے عِوَجَا میں نہ اخفاء ہو گا نہ اظہار۔ اِنہیں وجہوں سے کلمات سکتہ میں سے عِوَجًا قَيِّمًا کو خصوصیت کے ساتھ بیان کیا لہٰذا عِوَجًا قَيِّمًا میں تنوین پر سکتہ کرنا یا بحالت سکتہ اخفاء کرنا جائز نہیں اسی طرح بحالت وقف مدغم پر مثل يَلْهَثْ ذٰلِكَ میں ادغام جائز نہیں اس لئے کہ یہ صفات عارضہ احکام وصل سے متعلق ہیں۔ اور جو صفات موقوف علی الوقف ہیں مثلاً اِسکان اشمام روم وغیرہ ان کو بلا ثبوت روایت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصل میں ادا کرنا جائز نہیں سکتہ اگرچہ وقف کے حکم میں ہے لیکن بحالت سکتہ مثل یُصَدِّ رَ الرِّعَاۤءُ پر روم اشمام جائز نہیں کیونکہ سکتہ مطلقاً وقف کے حکم میں نہیں ہے بلکہ وقف بالاسکان یا وقف بالابدال کے حکم میں ہے۔ لہٰذا جہاں پر جو قاعدہ پایا جائے وہاں اس قاعدے کے خلاف نہ کرنا چاہیئے۔

م (۵) تسہیل یعنی جب دو ہمزہ جمع ہوں تو دوسرے ہمزہ کو اس کی حرکت کے مناسب حرف مد اور ہمزہ کے مخرج سے ادا کرنا۔ حفصؒ کے نزدیک تسہیل کی دو۲ قسمیں ہیں (۱) واجب جو صرف لفظ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ میں ہے (۲) جائز جو صرف تین لفظوں میں ہے (۱) ءٰٓالذّٰکَرَیْنِ یہ لفظ صرف دو جگہ سورۂ انعام میں ہے (۲) آٰٰلْـٰٔنَ یہ لفظ بھی صرف دو جگہ سورۂ یونس میں ہے (۳) ءٰٓاللّٰہُ اَذِنَ سورۂ یونس میں اور ءٰٓاللّٰہُ خَیْرٌ سورۂ نمل میں یہ لفظ بھی دو ہی جگہ ہے ان تینوں لفظوں میں تسہیل سے ابدال اولیٰ ہے۔

ش عارض بالحرف کی پانچویں قسم تسہیل ہے تسہیل کی جو تعریف بیان کی گئی ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ ہمزہ اس سہولت سے ادا کیا جائے کہ نہ ہمزہ حرف مد سے بدلے نہ ہمزہ میں ضغطہ ہونے پائے، اس ہمزہ مسہلہ کو بھی حروف فرعیہ میں شمار کیا گیا ہے تسہیل کی بلحاظ کیفیت دو۲ قسمیں ہیں بین بین قریب اور بین بین بعید جو تسہیل کی تعریف متن میں بیان کی گئی ہے یہ بین بین قریب کی ہے۔ چونکہ قراء کے نزدیک قرآن پاک میں بین بین بعید ثابت اور جائز نہیں اس لئے اس کی تعریف بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ اور بلحاظ حکم تسہیل کی دو۲ قسمیں ہیں واجب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جائز یہاں واجب سے مراد وجوب اصطلاحی ہے اور جائز بمعنی اختیار ہے لیکن ابدال مختار ہے اس لئے کہ تسہیل میں ہمزہ وصلی کا اثر رہتا ہے حالانکہ ہمزہ وصلی درج کلام میں حذف ہو جانا چاہیئے لیکن ان کلمات سے ہمزہ وصلی اس لئے حذف نہیں کیا گیا کہ حذف کر دینے کے بعد ہمزہ اصلی اور وصلی میں التباس لازم آئے گا کیونکہ دونوں ہمزہ مفتوح ہیں اس لئے نہ حذف کرتے ہوئے ہمزہ وصلی کو متغیر کر دیا گیا اور چونکہ ابدال میں تغیر تام ہوتا ہے اس لئے تسہیل سے ابدال اولیٰ ہے۔ ابدال اگرچہ ہمیشہ ہمزہ اصلیہ میں ہوتا ہے جیسے امن وغیرہ مگر چونکہ یہاں ضرورۃً ہمزہ وصلیہ متحرکہ کا ابدال ہوا ہے اس لئے اس کو صورتِ ابدال بھی کہہ سکتے ہیں۔ ان کلمات کے علاوہ ہر ہمزہ کو بروایت حفصؒ نہایت تحقیق سے ادا کرنا چاہیئے اگرچہ تسہیل کی ضد تحقیق ہے لیکن ان کلمات ثلٰثہ میں تسہیل کی ضد ابدال ہے اس لئے کہ ان میں تحقیق جائز نہیں۔

م (۶) اشمام یعنی سُنانے کے وقت ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا یہ اشمام صرف لَاتَاْمَنَّا کے پہلے نون میں ادغام کے وقت ہے جو سورۂ یوسف میں ہے (۷) روم یعنی کچھ ضمہ بقدر تہائی حرکت کے پڑھنا روم بھی صرف اسی لاتامنا کے پہلے نون میں ہے جب کہ نون کا اظہار کیا جائے۔

ش ادغام مع الاشمام اور اظہار مع الروم لفظ تامنا کے علاوہ بروایت حفصؒ کہیں جائز نہیں کیونکہ وصل خود ہی اظہار حرکت کو مستلزم ہے اس وجہ سے بحالتِ وصل روم اشمام کی حاجت نہیں چونکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشمام وروم کی غرض اظہار حرکت ہے اور روم کو اظہار حرکت مستلزم ہونا سب سمجھتے ہیں اس وجہ سے روم کے ساتھ سنانے کا لفظ نہیں بڑھایا گیا اور اشمام کی غرض اظہارِ حرکت ہونا بہت لوگ نہیں سمجھتے اس وجہ سے اشمام کے ساتھ سنانے کا لفظ بڑھا دیا گیا ہے کیونکہ اس کا مقصد بھی اظہار حرکت ہی ہے چاہے کوئی سننے والا ہو یا نہ ہو لاتامنا کے نون میں تشدید محض نہیں بلکہ مدغم کی تشدید ہے لہٰذا اس التباس کے دور کرنے کی غرض سے اس میں اشمام بھی ثابت ہے تاکہ ادغام محض کرنے سے تشدید محض کا وہم نہ لازم آئے اور روم اس وجہ سے ہے کہ اظہار محض کرنے سے مثلین کے ساتھ ضمہ کا ثقل زیادہ نہ معلوم ہو کیونکہ مثلین کا اظہار خود ہی موجبِ ثقالت ہے اس کے ساتھ ہی کامل ضمہ کا ادا کرنا اور بھی ثقل کا باعث ہوگا انہیں وجہوں سے قراء سبعہ متواترہ میں سے کسی قاری سے ادغام محض اور اظہار محض جائز نہیں بلکہ ادغام کے ساتھ اشمام یا اظہار کے ساتھ روم ضروری ہے ورنہ قراءت متواترہ کے خلاف ہوگا۔ باقی اس کلمہ کے علاوہ پہلا حرف مضموم مدغم نہیں آیا اس وجہ سے اور جگہ رفع التباس کے خیال سے ادغام مع الاشمام ثابت نہیں۔ لاتامنا میں اصطلاحاً نہ ادغام کبیر ہے نہ ادغام صغیر ہے کیونکہ مدغم اور مدغم فیہ دونوں مرسوم نہیں اور نہ پہلا حرف ساکن ہے اسی وجہ سے اس میں خالص اظہار بھی نہیں بلکہ جو اظہار ثابت ہے وہ روم کی وجہ سے ہے کیونکہ روم بھی از قسم اشارۂ حرکت ہے جو اظہار حرف کو مستلزم ہے البتہ روم مع الاظہار کو مجازاً ادغام کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہ حقیقۃً ادغام بالحرکۃ ہے۔ اسی طرح حرف مرسوم مفرد مدغم کو بھی مجازاً ادغام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہہ سکتے ہیں جیسے عَقَوۡ لَا تَاۡمَنَّا کیونکہ صرفیوں کے نزدیک ان میں ادغام ہے اگرچہ قراء کے نزدیک یہ مرسوم مفرد مشدد ہیں۔

م (۸) صورت نقل یہ مثل بِئۡسَ الۡاِسۡمُ الۡفُسُوۡقُ میں ہے اِس میں نقل حقیقۃً اس وجہ سے نہیں کہ ہمزہ وصلی ہے اگر اَلۡاِسۡم سے ابتدا کی جائے تو لِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ اور اَلۡاِسۡمُ الۡفُسُوۡقُ دونوں جائز ہیں۔

ش یعنی اگر ہمزۂ وصل مکسور سے پہلے کوئی ساکن حرف ہو تو اجتماع ساکنین کے قاعدہ سے پہلے ساکن حرف کو کسرہ پڑھا جاتا ہے اور ہمزہ وصلی حذف کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں یہ کسرہ اگر ہمزہ وصلی کا متصور ہو تو اس کو صورت نقل کہیں گے۔ صورت بمعنی مثل ہے یعنی جس طرح نقل حقیقی میں ہمزہ قطعی کی حرکت نقل کر کے ماقبل والے سکون کو متحرک پڑھتے ہیں جیسے بقراءتِ ورش الٓمٓ اَحَسِبَ وغیرہ میں نقل حقیقی ہے اسی طرح یہاں بھی ہمزہ وصلی کی حرکت متصور ہے جیسے الٓمٓ اللّٰہ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ اور اَمِ ارۡتَابُوۡا چنانچہ ضمہ کی مثال قُلُ ادۡعُوا اللّٰہَ اَوُ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ بقراءت ابو عمرو بصری ثابت ہے پس متن میں اس وجہ سے بِئۡسَ الۡاِسۡمُ الۡفُسُوۡقُ کو مثل کے ساتھ بیان کیا گیا تاکہ اس کے مثل اور جگہ بھی یہ قاعدہ جاری ہو سکے لہٰذا مثل بِئۡسَ الۡاِسۡمُ الۡفُسُوۡقُ کے کہیں بھی ایسی صورت پائی جائے تو اس کو صورت نقل کہہ سکتے ہیں۔ چونکہ نقل صفت عارض ہے اس وجہ سے صورت نقل بھی صفت عارض ہے۔ یہاں ابتداء سے مراد اعادہ ہے کیونکہ بئس پر وقف جائز نہیں لہٰذا الاسم الفسوق پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقف کر کے لِسْمُ الْفُسُوقُ اور اَلِسْمُ الْفُسُوقُ دونوں طرح اعادہ جائز ہے۔

م (۹) سکون اس کو بہت جماؤ کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے تاکہ حرکت نہ ہو جائے۔

ش چونکہ سکون فی نفسہ حرف کے لئے عارض ہے اس لئے سکون کو بھی عارض بالحرف میں بیان کیا ہے لیکن کلمات کی ترکیب کے لحاظ سے سکون کی ۲ دو قسمیں ہیں لازم اور عارض اور سکون لازم کو سکون اصلی اور وضعی بھی کہتے ہیں اس کی بھی ۲ دو قسمیں ہیں سکون مخفف سکون مشدد اسی طرح سکون عارض کی بھی ۲ دو قسمیں ہیں، عارض للوقف، عارض بالادغام چونکہ سکون سلب حرکت کا نام ہے لہٰذا سکون کے ادا کرتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ حرکت کی کوئی آواز نہ ظاہر ہونے پائے ورنہ سکون کی جگہ حرکت ہو جائے گی۔ پھر اگر یہ حرکت سکون لازم کی جگہ بلاضرورت ہو گئی تو لحن جلی ہو جائے گا خصوصاً جبکہ سکون عارضی سے پہلے سکون لازمی واقع ہو مثل مِنَ اَلفِ شَہْرٍ۔ بسا اوقات سکون لازم کی جگہ حرکت ادا ہو جاتی ہے لہٰذا ایسی صورت میں اگر کسی سے اجتماع ساکنین نہ ادا ہو تو اس کو چاہیئے کہ موقوف علیہ مضموم اور مکسور میں روم ادا کرے تاکہ سکون لازم تام ہو ورنہ متحرک ہونے سے لحن جلی ہو جائے گا۔ اور کہیں حرف ساکن کے بعد ہمزہ متحرک آنے سے ہمزہ کی حرکت سے ماقبل کا ساکن حرف متحرک ہو کر ہمزہ گر جاتا ہے اس کو نقل کہتے ہیں یہ نقل حفص رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت نہیں اس وجہ سے روایت کے خلاف ہو گا۔ اور اگر سکون مشدد کی تشدید نہ ادا ہوئی تو اِس سے بھی لحن جلی ہو جائے گا بلکہ بسا اوقات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے چنانچہ یَدُعُّ الْيَتِيْمَ کی عین میں تشدید نہ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر سکون عارضی کو صحیح نہ ادا کیا گیا تو لحن خفی لازم آئے گا اسی سکون عارضی کو اسکان بھی کہتے ہیں۔ اسکان کی بلحاظ ادا ۲ دو قسمیں ہیں۔ اسکان محض، اسکان مع الاشمام اگر اسکان کے بجائے روم کی ضرورت سے حرکت ظاہر کی گئی تو صحیح ہے ورنہ بلا ضرورت کسی حرکت کا ظاہر ہونا غلطی ہے۔

م (۱۰) حرکت زبر زیر پیش کے گھٹانے بڑھانے اور کھڑے پڑے کا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے اور زیر اور پیش کو باریک ادا کرنا چاہیئے۔

ش عارض بالحرف کی دسویں قسم حرکت ہے حرکت کی تعریف خلاصہ میں اس طرح بیان کی ہے فَالْحَرَكَةُ هِيَ صَوْتٌ زَائِدٌ عَلَى الْحَرْفِ بِالْقَصْدِ یعنی جو آواز قصداً کسی حرف پر زائد کی جاتی ہے اس کو حرکت کہتے ہیں یہ تین طرح پر ہے زبر زیر پیش باقی کھڑا زبر کھڑا زیر الٹا پیش از قسم حرف مد ہے اس لئے کہ یہ اشباع حرکت سے پیدا ہوتا ہے اس ادا کو صلہ کہتے ہیں۔ پس مثل سکون کے حرکت کی بھی ۲ دو قسمیں ہیں اصلی اور عارضی پھر حرکت عارضی کی ۲ دو قسمیں ہیں عارض للابتدا اور عارض لاجتماع الساکنین حرکت کے ادا میں بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ خوب صاف ادا ہو اور اشباع حرکت نہ ہو ورنہ ابدال حرکت بالحرکۃ یا ابدال حرکت بالسکون یا بلا ضرورت اشباعِ حرکت ہو گیا تو لحن جلی ہو جائے گا اور اگر حرکت مجہول ہو گئی یا بلا ضرورت حرکت میں کمی ہو گئی یا حرکت عارضی کے ادا میں غلطی کی یا حرکت ایک دوسرے کے مشابہ ہو گئی تو لحن خفی لازم آئے گا۔ جس طرح حرف کی ۲ دو قسمیں ہیں اصلی اور فرعی اسی طرح حرکت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بھی دو قسمیں ہیں حرکت اصلیہ اور حرکت فرعیہ۔ حرکت اصلیہ وہ ہے کہ جس میں کسی حرکت کا اختلاط نہ ہو اور حرکت فرعیہ وہ ہے کہ جو حرکت اصلیہ ہی کے اختلاط سے متفرع ہو۔ حرکات اصلیہ مشہورہ تین ہیں یعنی فتحہ۔ ضمہ۔ کسرہ اور حرکات فرعیہ دو ہیں فتحہ ممالہ اور کسرہ مشمّہ لیکن کسرہ مشمّہ حفصؒ کی روایت میں جائز نہیں اور حرکت اصلیہ کی بلحاظ ادا تین قسمیں ہیں اکمال۔ اختلاس۔ روم پس حرکت پوری ادا کرنے کا نام اکمال ہے اور تہائی حرکت ادا کرنے کا نام روم ہے اور تہائی حرکت نہ ادا ہونے کا نام اختلاس ہے لیکن اختلاس حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں جائز نہیں۔

www.KitaboSunnat.com

م اس کے بعد بعض ضروری باتیں یہ ہیں کہ سورۂ روم کے تینوں لفظ ضُعف کے بروایت حفصؒ ضاد کے زبر سے بھی ثابت ہے۔

ش علم تجوید بیان کرنے کے بعد جب روایت حفص رحمۃ اللہ علیہ کے قواعد کلیہ بیان کر چکے تو اب اُن مسائل جزئیہ کو بیان کرتے ہیں کہ جن کی پابندی سے حفص رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کی تکمیل ہوتی ہے لہٰذا ان میں سے پہلے لفظ ضُعفٍ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس میں ضاد کو پیش کے علاوہ زبر سے بھی پڑھنا جائز ہے۔ یہ تینوں لفظ اس طرح پر آئے ہیں

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَۃً ؕ اس میں کسی لفظ ضعف کے ضاد کو زبر کسی کو پیش پڑھنا جائز نہیں بلکہ تینوں لفظ ضُعفٍ کے ضاد کو چاہے زبر کے ساتھ پڑھیں یا پیش کے ساتھ' دونوں طرح جائز ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م لفظ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ اور اَلظُّنُوْنَا الرَّسُوْلَا اور السَّبِيْلَا اور سَلٰسِلَا اور پہلا قَوَارِيْرَا اور کل لفظ انا اِن سب کے الف صرف وقف میں پڑھے جائیں گے وصل میں نہ پڑھے جائیں گے لیکن سَلٰسِلَا وقف میں بغیر الف کے بھی جائز ہے اور قواریرا ثانی میں نہ الف وقف میں ہے نہ وصل میں۔

ش چونکہ ان کلمات مذکورہ میں وصلاً الف ثابت نہیں اس لئے ان میں بحالت وصل الف نہ پڑھنا چاہیئے البتہ بحالت وقف الف اس لئے پڑھنا ضروری ہے کہ وقف رسم خط کے تابع ہے۔ لفظ لکنا هو اللّٰه کے علاوہ لکنا کا الف اور جگہ وصل میں پڑھا جائے گا جیسے ولکنآ اَنْشَأْنا وغیرہ۔ یہاں پر وقف کا حکم ضمناً بیان کیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ ثانی قواریرا کے علاوہ بقیہ مذکورہ کلمات میں مطلقاً الف پڑھنے کی ممانعت نہیں ہے بلکہ صرف وصل میں منع ہے چونکہ سلاسلا پر وقف تابع رسم کے علاوہ وقف تابع قراءت کے بھی جائز ہے اس لئے فرمایا کہ سلاسلا میں وقف بغیر الف کے بھی جائز ہے یعنی وقف تابع قراءت کے ہوگا۔ اگرچہ ثانی قواریرا کی طرح اور بھی کلمات مثل ثَمُوْدَا لِيَبْلُوَا وغیرہ کے ہیں کہ جن کے الفات وصلاً و وقفاً نہیں پڑھے جاتے لیکن چونکہ یہاں اثبات الف والے کلمات بیان کرنا مقصود ہے اگرچہ الف وقف ہی میں ثابت ہو اس لئے ثمودا وغیرہ کے مثل کلمات کے الفات کو نہیں بیان کیا گیا کیونکہ ان میں الف قراءۃً نہیں ہے حتی کہ وقف میں بھی الف ثابت نہیں بلکہ زائد مرسوم ہے اس وجہ سے ان کلمات کو فن رسم سے تعلق

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے قرأۃً تعلق نہیں اور ثانی قوا دیرا کو محض پہلے قوا دیرا کے مقابل کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے اور لفظ انا سے مراد ضمیر مرفوع منفصل ہے پس اس سے لفظ اناب انابوا انا سی کے مثل کلمات نکل جائیں گے کیونکہ یہ انا ضمیر نہیں ہے لہٰذا ان کے الفات وصل اور وقف دونوں حالت میں پڑھے جائیں گے۔

م اور جو حرف تماثل فی الرسم کی وجہ سے نہیں لکھا جاتا وہ وقف وصل دونوں حالتوں میں پڑھا جاتا ہے مثل تَلوٗا اور یُحیِی وغیرہ۔

ش یعنی جن کلمات میں دو الف یا دو واوٗ یا دو یار ہوں یا دو سے زیادہ تو ان میں سے بوجہ تکرار رسم اہل رسم ایک ہی حرف لکھتے ہیں تاکہ رسمًا مماثلت نہ لازم آئے اسی تکرار رسم کو تماثل فی الرسم کہتے ہیں پس جو حرف تماثل فی الرسم کی وجہ سے رسمًا محذوف ہوگا وہ دونوں حالتوں میں پڑھا جائے گا جیسے تَرَاءَ الجَمْعَانِ میں تَرَاء پر وقف کیا جائے تو وہ الف جو ہمزہ کے بعد تماثل کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے وہ وقف کی حالت میں پڑھا جائے گا البتہ وصل میں بوجہ اجتماع ساکنین محذوف ہوگا۔

م وَیَبْصُۜطُ سورۂ بقرہ میں اور بَصْۜطَةً سورۂ اعراف میں یہ دونوں لفظ باوجودیکہ ص سے لکھے جاتے ہیں مگر ان کو سین ہی سے پڑھنا چاہئیے اور مُصَیْطِرُوْنَ جو سورۂ طور میں ہے اس میں صاد اور سین دونوں جائز ہیں۔

ش چونکہ قراءت رسم خط کے تابع نہیں ہے اس وجہ سے جن کلمات کا جس طرح پڑھنا ثابت ہو ان کو اسی طرح پڑھنا چاہئیے اگرچہ رسم خط کے خلاف ہو پس یَبْصُۜطُ اور بَصْۜطَةً میں بروایت حفص رح سین کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ پڑھنا چاہیئے البتہ مُصَيۡطِرُوۡنَ میں سین کے علاوہ صاد کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے لیکن سورۂ غاشیہ میں بِمُصَيۡطِرٍ کو بطریق شاطبیؒ صاد ہی کے ساتھ پڑھنا چاہیئے اگرچہ بعض کلام مجید میں بِمُصَيۡطِرٍ پر بھی چھوٹی سی سین لکھی ہو۔ اس لفظ میں چونکہ بطریق جزری سین کے ساتھ بھی پڑھنا جائز ہے اس وجہ سے بعض کلام مجید میں چھوٹی سین لکھی رہتی ہے۔

م اگر دو کلمہ ملا کر لکھے ہوں تو درمیان میں وقف نہ کرنا چاہیئے بلکہ دوسرے کلمہ کے آخر پر رہاؤ کرنا چاہیئے اس کے سوا رسم خط کے متعلق بہت سے قواعد ہیں لہٰذا کتب رسم خط سے رسم خط قرآن کا بھی قاری کو جاننا بہت ضروری ہے۔ فقط۔

ش یعنی اگر دو کلمے رسمًا موصول ہوں مثل بِئۡسَمَا وغیرہ کے تو پہلے کلمہ پر وقف نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اہلِ رسم کے نزدیک کلمہ موصولہ بھی ایک کلمہ کے حکم میں ہے، چنانچہ وسط کلمہ پر وقف جائز نہیں نہ وسط کلمہ سے ابتدا اور اعادہ جائز ہے لہٰذا اگر وقف کی ضرورت ہو تو دوسرے کلمہ کے آخر پر وقف کرنا چاہیئے اور اگر ابتدا یا اعادہ کی ضرورت ہو تو کلمہ موصولہ میں پہلے کلمہ سے پڑھے۔

چونکہ وقف کے لئے رسم کی متابعت ضروری ہے اس لئے فرمایا کہ کتب رسم خط سے رسم خط قرآن کا بھی قاری کو جاننا بہت ضروری ہے۔ اس حکم سے فن رسم خط کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے چنانچہ اسی حکم نے مجھے معرفۃ الرسوم لکھنے پر مجبور کیا کیونکہ اُردو زبان میں رسم خط کے متعلق کوئی کتاب نہ تھی۔ خدا کرے معرفۃ الرسوم کے ذریعہ لوگوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسم خط کی بھی معرفت حاصل ہو جاتے آمین ۔

چونکہ رسم خط کے بیان کرنے سے کتاب طویل ہو جاتی اس لئے صرف اس کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کر دیا کیونکہ یہ مستقل فن ہے چنانچہ رسم قرآنی دو قسم پر ہے رسم قیاسی اور غیر قیاسی، پھر قیاسی کی بھی دو قسمیں ہیں، قیاسی مقید اور مطلق اسی طرح غیر قیاسی کی بھی دو قسمیں ہیں رسم اصطلاحی اور رسم احتمالی اور ان کی متعدد صورتیں ہیں مثلاً ابدال حذف اثبات وغیرہ پس جو شخص قواعد رسم کو نہ معلوم کرے وہ وقف کیونکر صحیح کر سکتا ہے۔

حضرت نے اس کتاب کے اختتام پر رسم خط کی ضرورت بتلاتے ہوئے کتاب کو حمد اور صلوٰۃ وسلام پر جن کلمات کے ساتھ ختم کیا ہے میں بھی تیمناً انہیں متبرک کلمات طیبات پر اپنی اس شرح کو ختم کرتا ہوں

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفات حروف

لِلْهَمْزِ جَهْرٌ وَاِسْتِفَالٌ ثَبَتَا فَتْحٌ وَشِدَّةٌ وَصُمْتٌ يَا فَتَىٰ

ء میں جہر استفال انفتاح شدۃ اصمات ہے۔

لِلْهَاءِ الْاِسْتِفَالُ مَعَ فَتْحٍ كَذَا هَمْسٌ وَرِخْوٌ ثُمَّ اِصْمَاتٌ خُذَا

ھ میں استفال انفتاح ہمس رخو اصمات ہے۔

لِلْعَيْنِ جَهْرٌ ثُمَّ وَسْطٌ حَصَّلَا فَتْحٌ اسْتِفَالٌ ثُمَّ صُمْتٌ نُقِلَا

ع میں جہر توسط انفتاح استفال اصمات ہے۔

لِلْحَاءِ صُمْتٌ رِخْوَةٌ هَمْسٌ اَتَىٰ وَالْاِنْفِتَاحُ الْاِسْتِفَالُ يَا فَتَىٰ

ح میں اصمات رخو ہمس انفتاح استفال ہے۔

لِلْغَيْنِ الْاِسْتِعْلَاءُ وَصُمْتٌ اِنْفَتَحْ وَرِخْوَةٌ كَذَاكَ جَهْرٌ قَدْ وَضَحْ

غ میں استعلاء اصمات انفتاح رخو جہر ہے۔

لِلْخَاءِ الْاِسْتِعْلَاءُ وَفَتْحٌ اُعْلِمَا رِخْوٌ وَصُمْتٌ ثُمَّ هَمْسٌ اُفْهِمَا

خ میں استعلاء انفتاح رخو اصمات ہمس ہے۔

لِلْقَافِ اِصْمَاتٌ وَجَهْرٌ قَلْقَلَا وَشِدَّةٌ فَتْحٌ وَعُلُوٌّ فَاعْقِلَا

ق میں اصمات جہر قلقلہ شدت انفتاح استعلاء ہے۔

لِلْكَافِ صُمْتٌ شِدَّةٌ هَمْسٌ اَتَىٰ وَالْاِنْفِتَاحُ الْاِسْتِفَالُ يَا فَتَىٰ

ك میں اصمات شدت ہمس انفتاح استفال ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلْجِيْمِ جَهْرٌ شِدَّةٌ وَّ قَلْقَلَه　　صُمْتٌ نِ انْفِتَاحٌ وَّاسْتِفَالٌ فَاضْعُلَه

ج میں جہر شدت قلقلہ اصمات انفتاح استفال ہے۔

لِلشِّيْنِ هَمْسٌ مَعَ تَفَشٍّ مُسْتَفِلْ　　صَمْتٌ وَّ رِخْوٌ ثُمَّ فَتْحٌ قَدْ نُقِلَ

ش میں ہمس تفشی استفال اصمات رخو انفتاح ہے۔

لِلْيَاءِ الْاِسْتِفَالُ مَعَ فَتْحٍ كَذَا　　جَهْرٌ وَّ رِخْوٌ ثُمَّ اِصْمَاتٌ خُذَا

ی میں استفال انفتاح جہر رخو اصمات ہے۔

لِلضَّادِ اِصْمَاتٌ مَعَ اسْتِعْلَا جَهَرْ　　اِطَالَةٌ رِخْوٌ وَّ اِطْبَاقٌ شَهَرْ

ض میں اصمات استعلاء جہر استطالت رخو اطباق ہے۔

لِلَّامِ الْاِسْتِفَالُ مَعَ وَسْطٍ فَتْحٌ　　جَهْرٌ وَّ الْاِنْحِرَافُ وَالذَّلْقُ وَضَحْ

ل میں استفال توسط انفتاح جہر انحراف اذلاق ہے۔

لِلنُّوْنِ الْاِسْتِفَالُ مَعَ جَهْرٍ عُرِفَ　　وَسْطٌ وَّ الْاِنْفِتَاحُ وَالذَّلْقُ وُصِفْ

ن میں استفال جہر توسط انفتاح اذلاق ہے۔

لِلرَّاءِ ذَلْقٌ وَّ انْحِرَافٌ كُرِّرَتْ　　فَتْحٌ وَّ جَهْرٌ وَّ اسْتِفَالٌ وُسِّطَتْ

ر میں اذلاق انحراف تکریر انفتاح جہر استفال توسط ہے۔

لِلطَّاءِ اطْبَاقٌ جَهْرٌ نِ اسْتِعْلَا وَرَدْ　　قَلْقَلَةٌ صُمْتٌ وَّ شِدَّةٌ تُعَدْ

ط میں اطباق جہر استعلا قلقلہ اصمات شدت ہے۔

لِلدَّالِ اِصْمَاتٌ وَّ جَهْرٌ قَلْقَلَه　　وَشِدَّةٌ فَتْحٌ وَّ سِفْلٌ فَاعْقِلَه

د میں اصمات جہر قلقلہ شدت انفتاح استفال ہے۔

لِلتَّاءِ شِدَّةٌ كَذَاكَ هَمْسٌ　　صُمْتٌ اِنْفِتَاحٌ وَّ اسْتِفَالٌ خَمْسٌ

ت میں شدت ہمس اصمات انفتاح استفال ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلصَّادِ الْاِسْتِعْلَا وَهَمْسٌ نِ اطْبَقَا   رِخْوٌ صَفِيْرٌ ثُمَّ وَصُمْتٌ حَقَّقَا

ص میں استعلا ہمس اطباق رخو صفیر اصمات ہے۔

لِلسِّيْنِ رِخْوٌ ثُمَّ وَصُمْتٌ سُفِّلَتْ   هَمْسٌ صَفِيْرٌ يَا فَتَى انْفُتِحَتْ

س میں رخو اصمات استفال ہمس صفیر انفتاح ہے۔

لِلزَّاءِ جَهْرٌ مَعَ صَفِيْرٍ مُسْتَفِلْ   صُمْتٌ وَّ رِخْوٌ ثُمَّ فَتْحٌ قَدْ نُقِلْ

ز میں جہر صفیر استفال اصمات رخو انفتاح ہے۔

لِلظَّاءِ صُمْتٌ مَعَ اِطْبَاقٍ عُرِفْ   عُلُوٌّ وَّ جَهْرٌ ثُمَّ رِخْوٌ قَدْ وُصِفْ

ظ میں اصمات اطباق استعلاء جہر رخو ہے۔

لِلذَّالِ الْاِسْتِفَالُ مَعَ جَهْرٍ كَذَا   فَتْحٌ وَّ رِخْوٌ ثُمَّ اِصْمَاتٌ خُذَا

ذ میں استفال جہر انفتاح رخو اصمات ہے۔

لِلثَّاءِ هَمْسٌ وَّ انْفِتَاحٌ قَدْ اَتَىٰ   رِخَاوَةٌ صُمْتٌ نِ اسْتِفَالٌ يَا فَتَىٰ

ث میں ہمس انفتاح رخو اصمات استفال ہے۔

لِلْفَاءِ فَتْحٌ نِ اسْتِفَالٌ قَدْ رُسِمْ   رِخْوٌ وَّ ذَلْقٌ ثُمَّ هَمْسٌ قَدْ رُسِمْ

ف میں انفتاح استفال رخو اذلاق ہمس ہے۔

لِلْوَاوِ جَهْرٌ مَعَ اِصْمَاتٍ سُفِلْ   فَتْحٌ وَّ رِخْوٌ ثُمَّ لِيْنٌ قَدْ حُصِلْ

و میں جہر اصمات استفال انفتاح رخو لین ہے۔

لِلْبَاءِ فَتْحٌ شِدَّةٌ تَسَفُّلٌ   ذَلَاقَةٌ جَهْرٌ كَذَا تَقَلْقُلٌ

ب میں انفتاح شدت استفال اذلاق جہر قلقلہ ہے۔

لِلْمِيْمِ الْاِسْتِفَالُ مَعَ جَهْرٍ كَذَا   وَسْطٌ وَّ فَتْحٌ ثُمَّ اِذْلَاقٌ خُذَا

م میں استفال جہر توسط انفتاح اذلاق ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَحْرُفُ الْمَدِّ لَهَا اِشْتِرَاكُ فِيْ خَمْسِ اَوْصَافٍ لَهَا اِدْرَاكُ
رِخَاوَةٌ جَهْرٌ وَّفَتْحٌ قَدْ اَتٰى صِمَاتٌ كُلٌّ وَّاِسْتِفَالٌ ثَبَتَا

حرف مد یعنی الف اور واؤ یا مدہ میں رخو جہر انفتاح اصمات استفال ہے۔

اقسام حروف

اَقْوَى الْحُرُوْفِ الطَّاءُ وَالضَّادُ مُعْجَمَهْ وَالظَّاءُ ثُمَّ الْقَافُ وَهِيَ الْخَاتِمَهْ

١ اقوی حروف ط ظ ض ق ہیں

قَوِيُّهَا جِيْمٌ وَّدَالٌ ثُمَّ رَا صَادٌ وَّزَايٌ ثُمَّ غَيْنٌ قَرَّرَا

٢ قوی حروف ج د ر ص ز غ ہیں

وَاَوْسَطٌ هَمْزَةٌ وَّبَا تَاءٌ اَلِفْ خَاءٌ وَّذَالٌ عَيْنٌ كَافٌ ثُمَّ قِفْ

٣ اوسط حروف ء ب ت ا خ ذ ع ک ہیں

وَاَضْعَفُ الْحُرُوْفِ ثَاءٌ حَاءٌ وَالنُّوْنُ وَالْمِيْمُ وَفَاءٌ هَاءٌ

٤ اضعف حروف ث ح ن م ف ہ ہیں

ضَعِيْفُهَا سِيْنٌ وَّشِيْنٌ لَامٌ وَالْوَاوُ وَالْيَاءُ هِيَ الْخِتَامُ

٥ ضعیف حروف س ش ل و ی ہیں

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فن تجوید و قراءت پر ہماری چند مطبوعات

متن مقدمۃ الجزریہ ــــ تالیف: علّامہ محمد ابن الجزریؒ

مع

تحفۃ الاطفال ــــ للشیخ الجمزوریؒ مع شرحها "عمدۃ الاقوال"

فوائد مرضیہ اردو شرح مقدمۃ الجزریہ

شارح علّامہ قاری سیّد محمد سلیمان صاحبؒ

مع

تحفۃ الاطفال ـ للشیخ الجمزوریؒ

وبهامشها

عمدۃ الاقوال ـ للحافظ محمد عتیق الدیوبندی

مفید الاقوال اردو شرح تحفۃ الاطفال

شارح: مولانا قاری محمد حسین تلمیذ قاری محب الدین احمد

ضیاء القراءۃ ــــ تالیف: علّامہ قاری ضیاء الدین احمدؒ

حواشی: قاری ابن ضیاء محب الدین احمد

تنویر المرات اردو شرح ضیاء القراءت

شارح: علّامہ قاری ابن ضیاء محب الدین احمد

فوائد مکیہ (اُردو): تالیف: حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن مکیؒ

بتحشیہ: علّامہ قاری ابن ضیاء محب الدین احمد

جمال القرآن (مکمّل) ــــ تالیف: حضرت مولانا قاری محمد اشرف علی تھانویؒ

مع حاشیہ: "زینت الفرقان" از مولانا قاری محمد یامین صاحب

قدیمی کتب خانہ ـ مقابل آرام باغ ـ کراچی ۱